Muḥammad Ṣiddīk Ḥasan nawab of Bhopal

Ẓau' al-shams

ضوء الشمس من شرح حديث

بني الاسلام على خمس

طبع في المطبع مفيد عام

الكائن في آگره

سنه ١٣٠٥ھ

م

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی ھدانا لدین الاسلام وملة الایمان وشرعة الاحسان والصلوٰة والسلام الاتمان الاکملان علی نبیه المصطفی سید الانس والجان وعلی اٰله وصحبه وکل من اتبعهم بالاحسان **امابعد** حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدًا عبده ورسوله واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان متفق علیه ابو ہریرہ کا لفظ رفعًا یہ ہی الایمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق والحیاء شعبة من الایمان متفق علیه پہلی حدیث مین شہادت کلمہ طیبہ کو ایک بنیاد اسلام کی ٹھہرایا ہے اور توحید ورسالت دونون کا ذکر فرمایا ہے دوسری حدیث مین جزو اوّل کلمہ اسلام کو ایمان کہا ہے معلوم ہوا کہ اطلاق لفظ اسلام وایمان کا یکدگر پر بھی

آتا ہے فقط اتنا فرق ہے کہ اسلام عبارت ہے انقیاد ظاہر سے اور ایمان عبارت ہے تصدیق
باطن سے جسطرح کہ احسان عبارت ہے اخلاص دل سے تفصیل اس اجمال کی خواہان طول ہے
اسجگہہ صرف بیان کرنا بنیاد پنجگانہ اسلام کا منظور ہے نہ ضبط کرنا مراتب ایمان و مدارج احسان
کا حدیث باب مشتمل ہے پانچ اساس پرایک گواہی دینا توحید و رسالت کی زبان سے یعنی ہمراہ تصدیق
جنان کے دوسری نماز پڑھنا ساتھہ اداء فرائض وارکان کے پانچون وقت بلا ترک کے عمداً
تیسری دینا زکوۃ کا اوس مال سے جسپر زکوۃ واجب ہے بعد حولان حول کے چوتھی حج کرنا خانۂ
کعبہ کا تمام عمر مین ایکبار پانچوین روزہ رکھنا رمضان مین یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین
بالاتفاق آئی ہے باعتبار غایت صحت کے اعلےٰ درجۂ قبول مین واقع ہے دلیل صریح ہے
اِسبات پر کہ ان پانچون باتون کا وجوب واداء مین شرعًا ایک ہی حکم ہے بلا تفاوت یعنی جسطرح
کہ بے شہادت کلمۂ طیبہ کے کوئی بشر مسلمان نہین ہو سکتا ہے اور اقرار کرنا ساتھہ اس کلمۂ مبارک
کے فرض ہے اسیطرح نماز روزہ و حج و زکوۃ بھی فرض عین ہے ہر بشر عاقل بالغ مکلف پر اور
ترک کرنا ہر ایک رکن کا اِن ارکان اربعہ سے عمدًا بلا کسی عذر شرعی کے کفر ہے بلا تفاوت اِس
عدم تفاوت کا بیان آیات قرآن و حدیث شریف سے رسالۂ **وسیلۃ النجاۃ** مین کیا گیا ہے
اِس جگہہ بیان کرنا اِن ارکان خمسہ کے اسرار کا مقصود ہے تاکہ یہ اعمال بر وجہ کمال واقع ہون اور
عامل ان پر مستحق اجر جزیل و ثواب جمیل کا ٹھیرے کیونکہ کوئی ظاہر بدون صلاح باطن کے لایق
قبول کے نہین ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین قائل و عامل اُنکا معصوم المال والدم ہو جاتا ہے حدیث
ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ان اللہ لا ینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم ولکن ینظر
الی قلوبکم رواہ مسلم معلوم ہوا کہ اللہ جسم کو نہین دیکھتا ہے کہ موٹا ہے یا دبلا اور نہ صورت
کو دیکھتا ہے کہ کالی ہے یا گوری بلکہ دل کو دیکھتا ہے کہ دل مخلص ہے یا ریاکار کیونکہ جب دل
درست ہوتا ہے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور جب دل خراب ہوتا ہے تو سارا بدن
خراب ہو جاتا ہے غرضکہ صلاح و فساد جسم کا موقوف ہے صلاح و فساد قلب پر ولہذا دارمدار

اعمال کا نیت پر ٹھیرا ہے کیونکہ نیت عمل ہے قلب کا حدیث عمر بن خطاب مین مرفوعاً آیا ہی
انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی الحدیث بطوله رواه الشیخان
اس بنا پر جب نیت دل کی درست ہو گی تو تھوڑا سا عمل نیک بھی اپنا کام کر جائیگا جسطرح کہ حدیث
معاذ بن جبل مین آیا ہی کہ جب وہ طرف یمن کے جانے لگے کہا ای رسول خدا مجھکو کچھ وصیت کرو
فرمایا اخلص دینك یکفیك العمل القلیل رواه الحاکم اور حدیث ابو امامه مین فرمایا ہے
ان الله لا یقبل من العمل الا ما کان خالصًا وابتغی به وجهه رواه ابو داؤد
اور اگر نیت خالص نہین ہی تو بہت سا عمل بھی بیکار رہی کما قال تعالی عاملة ناصبة اور حدیث
معاذ مین فرمایا ہی الیسیر من الریا شرك رواه ابن ماجة والحاکم الحاصل جب یہ بات ٹھیر گئی
کہ اسلام کے پانچ رکن ہین اور ہر رکن کا ماننا اور بجالانا واجب ہی اور اوسکے بجالانے مین اخلاص شرط
ہے تو اب دریافت کرنا مراتب اخلاص کا ادا کرنے مین ان واجبات کے ضرور ہوا یہ مراتب اہل معرفت
وعلماء بالله نے لکھے ہین جسطرح کہ مراتب ظاہر فقہاء نے ضبط کئے ہین صورت صحیحہ اعمال اسلام
کا بیان رسالہ فتح المغیث ونہج مقبول وروضہ ندیہ مین مطابق نصوص کتاب عزیز وسنت مطہرہ
کے کیا گیا ہے اور اداء اثبات رسالہ وسیلة النجاة مین مذکور ہین اس رسالہ مین جسکا نام ضوء الشمس
من شرح حدیث بنی الاسلام علی خمس ہے بیان ان اعمال کے حقایق کا کیا جاتا ہی
یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ پانچ باب ایک خاتمہ پر ختم الله لنا بالحسنی واذاقنا حلاوة
رضوانه الاسنی۔

مقدمہ بیان مین علم کی رب زدنی علما

اس مقدمہ مین چند فوائد ہین فائدہ فضیلت علم کی قرآن کریم سے ثابت ہے الله تعالی
نے فرمایا ہے شهد الله انه لا اله الا هو والملئکة واولوا العلم قائما بالقسط پہلے الله
پاک نے اپنا ذکر کیا ہے کہ مین خود اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ سوا میرے کوئی معبود نہین ہے

پھر دوسرے مرتبہ مین فرشتون کا ذکر کیا کہ وہ بھی اسی کے شاہد ہین تیسرے مرتبہ مین ذکر علماء کا فرمایا شرف و فضل و کرامت و اصالت علم کے لئے اتنا ہی کافی وافی شافی ہے کہ اہل علم ہمراہ خداوند و ملائکہ کے ایک سلک شہادت حقہ مین منسلک کئے گئے ہین ۵

	نے الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا		بلبل ہمین کہ قافیۂ گل شود بس ست	

وقال تعالےٰ يرفع الله الذين اٰمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات ابن عباس نے کہا علما کے درجے اہل ایمان پر سات سو درجے ہونگے دو درجون کا فاصلہ پانسو برس کی راہ ہوگی وللہ الحمد **وقال تعالیٰ** هل يستوی الذين يعلمون والذين لا يعلمون اس آیت مین عالم کو جاہل پر فضیلت دی ہے اور فرمایا انما يخشى الله من عباده العلماء یہ خشیت خاص ہے ساتھ اہل علم کے جو جرأت جاہل کو معصیت پر ہوتی ہے وہ عالم کو غالباً نہین ہوتی کیونکہ منشاء عصیان کا جہل ہوتا ہے اور جہل اکثر خلق پر غالب ہے اور فرمایا قل كفى بالله شهيدا بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب اس جگہہ عالم بالکتاب کو دوسرا گواہ ہمراہ اپنے ٹھیرایا ہے زہی سعادت و خہی کرامت مراد کتاب سے یہان کتاب آسمانی ہے معلوم ہوا کہ یہ مرتبہ خاص واسطے عالم کتاب اللہ کے ہے وللہ الحمد **وقال تعالےٰ** قال الذی عنده علم من الكتاب انا اٰتيك به اسمین تنبیہ ہے اسبات پر کہ وہ تخت کے لانے پر بزور علم قادر ہوا **وقال تعالیٰ** وقال الذين اوتوا العلم ويلكم ثواب الله خير لمن اٰمن وعمل صالحا یہ دلیل ہے اسبات پر کہ قدر آخرت کی بزرگی علم سے معلوم ہوتی ہے اور آخرت کو دنیا پر وہی اختیار کرتا ہے جو عالم ہوتا ہے جاہل سے یہ کام نہین بنتا اور فرمایا وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون معلوم ہوا کہ عقلمند لوگ وہی ہین جنکو علم حاصل ہے مثال کو وہی سمجھہ جاتے ہین نہ سارے لوگ اور فرمایا ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم اپنے حکم کو معاملات مین علما کے اجتہاد کی طرف راجع کیا اور اونکے رتبہ کو حکم خدا کے معلوم کرنے مین انبیاء کے رتبہ کے ساتھہ ملایا شیخ احمد ولی اللہ

محدث دہلوی رح نے تفہیمات مین فرمایا ہی الرائی فی الشریعة تحریف وفی القضاء مکرمة
انتھی وقال تعالیٰ یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا
ولباس التقوی ذلك خیر بعض اہل علم نے کہا ہی کہ مراد لباس سے اسجگہہ علم ہی اور ریش
سے یقین اور لباس تقوی سے حیا - اسمین اشارہ ہی اہل علم کو کہ وہ متلبس بہ یقین وتقوی رہین
یہ بھی ثابت ہوا کہ علم ساتر عیوب ہوتا ہی یہ عالم کے لیئے مثل جامہ کے ایک سبب زینت کا ہی
اور فرمایا ولقد جئناهم بکتاب فصلناه علی علم اور فرمایا فلنقصن علیهم بعلم
اور فرمایا بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم اور فرمایا خلق الانسان
علمه البیان اسکو محل امتنان مین ذکر کیا ہی اور حدیث معاویہ مین فرمایا ہی من یرد الله به
خیرا یفقهه فی الدین وانما انا قاسم والله یعطی متفق علیه یعنی جسکے ساتھہ الله کچھہ
بھلائی کرنا چاہتا ہی تو اوسکو علم دیتا ہے مین قاسم علم ہون اور الله دینے والا فہم کا ہی علم مین
حدیث ابوالدرداء مین مرفوعًا آیا ہی العلماء ورثة الانبیاء رواه الترمذی وابوداود
وابن ماجة والدارمی واحمد یعنی اہل علم وارث ہین پیغمبرون کے ظاہر ہی کہ کوئی رتبہ
نبوت کے درجے سے بڑہکر نہین ہے اِن سے معلوم ہوا کہ اس رتبہ کی وراثت سے بھی بڑہکر کوئی
اور شرف وفضل نہین ہے حدیث ابوامامہ باہلی مین یہ بھی آیا ہے ان الله وملائکته واهل
السموات والارض حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر
رواه الترمذی اس سے بڑہکر کونسا منصب ہوگا جس منصب والے کے لئے آسمان الله پاک
اور آسمان وزمین کے فرشتے اور چونٹی ومچھلی تک دعا کرین وہ تو اپنے نفس مین مشغول رہتا ہے اور یہ
اوسکی مغفرت چاہنے مین مشغول رہتے ہین ابوالدرداء کا لفظ مرفوع یون ہے ان العالم یستغفر له
من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی جوف الماء رواه احمد واهل السنن
ابوالدرداء رفعًا کہتے ہین کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی شہیدون کے خون سے تولی جایگی
رواه ابن عبد البر ابوہریرہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے خصلتان لا یجتمعان فی

منافق حسن سمت ولا فقه فی الدین رواه الترمذی یعنی دو خصلتین هین که منافق
مین جمع نهین هوتین ایک خلق وسیرت وطریقهٔ نیک دوسری فقه دین مین غزالی رح نے کہا ہی
تمکو اس حدیث مین بعض فقہاء وقت کا نفاق دیکھکر شک کرنا نچاہیئے اسلئے که مراد حضرت کی فقه
سے وہ علم نہین ہے جسکو تم فقه خیال کرتے ہو ادنی درجه فقیه کا یه ہے که اسبات کا یقین رکھتا ہو
که آخرت دنیا سے بہتر ہے یه بات جب فقیه مین جڑ کپڑے و غالب ہو جاتی ہے تو اوسکو نفاق و نمود
سے بری کر دیتی ہے حدیث ابو الدرداء مین فرمایا ہے ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة
البدر علی سائر الکواکب رواه احمد و اهل السنن ابو امامه کا لفظ رفعاً یه ہے فضل
العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم رواه الدارمی اِن حدیثون مین فضیلت دی ہے علم کو
عبادت پر اسلئے که نفع علم کا متعدی ہوتا ہے اور نفع عبادت کا لازمی ہے جو عمل که علم سے خالی ہے اُسکے
رتبے کو کیسا گھٹایا ہے حالانکه عابد جس عبادت کو ہمیشه کرتا ہے اوسکا علم تو رکھتا ہی ہے اگر اوسکا علم
نہو تو عبادت نہوگی حدیث عثمان رض مین رفعاً آیا ہے یشفع یوم القیامة ثلثة الانبیاء ثم العلماء
ثم الشهداء رواه ابن ماجة اس سے بہت بڑا رتبه علم کا ثابت ہوا کیونکه علم نبوت کے بعد اور
شہادت کے اوپر ہے حالانکه فضل شہادت مین بہت کچھه آیا ہے حدیث انس مین فرمایا ہے علم کے ساتھه
تھوڑا سا عمل کار آمد ہوتا ہے اور جہالت کے ساتھه بہت سا عمل بے سود ہے رواه ابن عبد البر
ابو موسی رفعاً کہتے ہین قیامت کے دن الله تعالی بندون کو اوٹھاویگا پھر علماء کو اوٹھا کر فرمائیگا—
ای گروه علما مینے جو تم مین اپنا علم رکھا تھا تو تمکو کچھه جانکر ہی رکھا تھا اور مینے تم مین اپنا علم اسلئے نہین
رکھا تھا که تمکو عذاب دون جاؤ مینے تمکو بخشدیا رواه الطبرانی بسند ضعیفٍ علی مرتضی نے
کمیل سے کہا تھا که علم مال سے بہتر ہے علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی علم حاکم ہے مال محکوم علیه
ہے علم خرچ کرنیسے بڑھتا ہے مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے عالم افضل ہے صائم قائم مجاہد سے —
ابو الاسود کہتے ہین علم سے زیاده کوئی چیز عزت والی نہین ہے بادشاه لوگون پر حاکم ہوتے ہین علماء
بادشاہون پر حاکم ہین حضرت سلیمان کو حکم ہوا تھا که مال لو یا علم اونہون نے علم لیا اوسکے ساتھه

مال وحکم بھی عطا ہوا وہ خاصہ جس سے انسان چوپایون سے ممتاز ہے یہی علم ہے انسان جب ہی تک
انسان کہلاتا ہے کہ جس بات سے اوسکو شرف ہو وہ چیز اوسمین موجود ہو کیونکہ شرافت انسان کی
نہ تو جسم کے زور سے ہے اسلئے کہ مثلاً اونٹ زور مین اوس سے زیادہ ہے اور نہ بڑے جثہ کے ہونے سے
کیونکہ ہاتھی اوس سے بہت بڑا ہے نہ شجاعت کے سبب سے کیونکہ درندے اوس سے بھی زیادہ شجاع
ہین نہ کھانے کی جہت سے اسلئے کہ بیل کا پیٹ اوس سے کہین زیادہ ہے نہ صحبت کی وجہ سے
کیونکہ ادنی چڑیا جماع مین اوس سے بہت بڑہکر ہے بلکہ اوسکو شرف ہے تو فقط علم کے سبب سے ہے
وہ اسی علم کے لئے پیدا ہوا ہے بعض حکما نے کہا ہے کوئی یہ بتاوے کہ جسکو علم نہ ملا اوسکو اور کیا ملا اور
جسکو علم ملا اوسکو اور کیا باقی رہا فتح موصلی کہتے ہین جب بیمار کو تین دن کھانا پانی دوا نہ دیجای
تو کیا وہ مر نجائیگا کہا ہان بیشک مرجائیگا فرمایا یہی حال دل کا ہے کہ جب اوس سے علم وحکمت
کو تین دن روکدیا جاتا ہے تو وہ مرجاتا ہے یہ اسلئے کہا کہ دل کی غذا علم وحکمت ہے انہین دونون
سے اوسکی زندگی ہے جسطرح کہ بدن کی غذا کھانا ہے سو جس شخص کو علم میسر نہین ہے اوسکا دل بیمار ہے
اور موت اوسکو لازم ہے اور بات ہے کہ اوسکو اپنے دل کی بیماری وموت کی خبر نہین ہوتی اسلئے کہ
دنیا کی محبت وشغل کاروبار سے اوسکی حس جاتی رہی ہے جیسے حالت غلبہ خوف ونشے مین درد زخم کا معلوم
نہین ہوتا اگرچہ واقع مین درد ہوتا ہے لکن جسوقت کہ موت اثقال وعلائق دنیا کو اوتار دیتی ہے تب
وہ اپنے دل کی موت کو جانتا ہے اور سخت افسوس کرتا ہے مگر کیا فائدہ جسطرح کہ بعد زوال حالت
خوف وسکر کے درد زخم کا خائف ومست کو معلوم ہونے لگتا ہے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہین اوس
دن سے کہ حقیقت حال کھلے کیونکہ ابتو لوگ سوتے ہین جب مرینگے تب جاگین گے کوئی مان کے
پیٹ سے عالم پیدا تو ہوتا ہی نہین ہے سیکھنے سے ہی علم آتا ہے ابن عباس نے کہا علم کا تذکرہ
تھوڑی سی رات مین کرنا میرے نزدیک تمام رات کے جاگنے سے اچھا ہے یہی بات ابوہریرہ
وامام احمد سے بھی مروی ہے حسن بصری نے تفسیر آیت مین کہا ہے کہ مراد حسنۂ دنیا سے علم وعبادت
ہے اور حسنۂ آخرت سے جنت ومغفرت امام شافعی نے کہا علم کا شرف ایک یہ ہے کہ جس کسیکو

ادنی بات مین طرف اوسکے نسبت کرو وہ خوش ہوتا ہے اور جسکو اوس سے الگ کرو وہ رنجیدہ ہوتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ای لوگو تم علم کے پیچھے پڑو اللہ کے پاس ایک چادر ہے محبت کی جو کوئی کسی باب علم کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چادر اوسکو اوڑہاتا ہے پھر اوس شخص سے اگر کوئی گناہ ہوجاتا ہے تو اللہ اوس سے اپنی رضاجوئی کرالیتا ہے پھر اگر دوبارہ خطا ہوئی تب بھی اوس سے طالب رضاجوئی ہوتا ہے پھر اگر سہ بارہ خطا ہوئی تب بھی ایسا ہی معاملہ کرتا ہے غرض اس ہر بار کے رضاجوئی کرانے سے یہ ہوتی ہے کہ وہ چادر اوس سے نہ چھینے اگرچہ اوسکا گناہ بڑہتے بڑہتے موت تک پہنچ جاسے آحنف نے کہا جس عزت کی مضبوطی علم سے نہو تو اوسکا انجام ذلت ہوتا ہے زبیر بن ابی بکر کو اونکے باپ نے عراق مین خط لکھا کہ تو علم کے پیچھے پڑ کیونکہ اگر تو مفلس ہوجائیگا تو یہ تیرا مال ہوگا اور اگر تو غنی ہے تو یہ تیرے لئے زینت ہوگا — **فائدہ** فضیلت مین طلب علم کے اللہ نے فرمایا ہے فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین یعنی ہر فرقہ مین سے ایک گروہ کو دین کی سمجھ پیدا کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلنا چاہئے اور فرمایا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون مراد ذکر سے اسجگہہ قرآن کریم ہے اور حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنۃ رواہ مسلم ابو الدرداء کا لفظ رفعًا سمعًا یون ہے من سلک طریقًا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا من طرق الجنۃ وان الملائکۃ لتضع اجنحتھا رضا لطالب العلم الحدیث بطولہ رواہ احمد واھل السنن الا النسائی یعنی جو کوئی طلب علم مین کسی رستہ پر چلتا ہے تو اللہ اوسکو ایک راہ جنت پر چلاتا ہے اور فرشتے واسطے طالب علم کے خوش ہوکر اپنے بازو بچھاتے ہین ؎

باغ مین گل کھلے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین
اُنگلیان ہم پر اوٹھاتے ہین کہ وہ آتے ہین

ابو سعید کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے انّ رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرا رواہ الترمذی یہ حدیث حضرت کا معجزہ باہرہ ہے کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ایک مدت دراز تک پایا گیا ایک جہان نے اپنے اہل و اوطان سے

رحلت کی اور بلاد دور دست تک جا جا کر علم دین یعنی قرآن و حدیث حاصل کیا اور ایک خلق کو
بحکم بلغوا عنی ولو آیۃ رواہ البخاری عن ابن عمرو وہ علم پہنچایا اگر یہ گروہ مفسرین و محدثین کا
نہوتا تو آج ہم علم دین سے بالکل محروم ہوتے جزاہم اللہ عنا خیرًا ووقاتا ضیرا انس
رضی اللہ عنہ نے رفعًا کہا ہے من خرج فی طلب العلم فہو فی سبیل اللہ حتی یرجع
رواہ الترمذی والدارمی مرقات مین نیچے اس حدیث کے کہا ہے کہ جو کوئی نکلا طلب علم مین او سکو
اجر ہے برابر اوس شخص کے جو نکلا جہاد کرنے کو یہانتک کہ پھر کر اپنے گھر آئے اسلیئے کہ وہ احیاء دین و
اذلال شیطان واتعاب نفس مین مثل مجاہد کے ہے انتہی سنجرہ ازدی کہتے ہین رسول خدا نے فرمایا
ہے من طلب العلم کان کفارۃ لما مضی رواہ الترمذی وضعفہ والدارمی معلوم ہوا
کہ منجملہ کفارات ذنوب کے ایک طلب کرنا علم کا بھی ہے ابو سعید خدری کا لفظ مرفوعًا یون ہے
لن یشبع المومن من خیر یسمعہ حتی یکون منتہاہ الجنۃ رواہ الترمذی مراد خیر سے
اسجگہہ علم ہے علما نے کہا ہے سیکھنا ایک باب علم کا ہزار رکعت نفل پڑہنے سے بہتر ہے بعض نے
کہا دنیا و ما فیہا سے افضل ہے علم ایک خزانہ ہے اوسکی کنجی سوال ہے سوال سے چار شخصون کو اجر
ملتا ہے سائل عالم سامع محب علم کو ابوذر نے کہا حضور مجلس علم بہتر ہے ہزار رکعت تطوع
سے اور ہزار بیمارون کی عیادت سے اور ہزار جنازون پر جانے سے حسن نے کہا جو مرے اور
وہ احیاء اسلام کے لئے علم سیکھتا ہو تو اوسکا او ر انبیاء کا درجہ جنت مین ایک ہوگا رواہ الدارمی
مرسلاً عنہ ابن مسعود مرفوعًا کہتے ہین نضر اللہ امرء سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب
مبلغ اوعی لہ من سامع رواہ الترمذی وابن ماجۃ یہ دعا ہے سرسبزی کے واسطے سامع
علم کے ابراہیم عذری کا لفظ مرفوع یون ہے یحمل ہذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون
عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین رواہ البیہقی فی کتاب المدخل
مرسلاً اس حدیث مین حامل علم کو عدل فرمایا ہے انجام اس حمل کا ارشاد کیا ہے سو مصداق
اس شرف کا وہی عالم و طالب علم ہے جسکے اندر اوصاف مذکورہ موجود ہونگے واذلیس فلیس

واثلہ بن الاسقع رفعاً کہتے ہین من طلب العلم فادرکہ کان لہ کفلان من الاجر فان لم یدرکہ کان لہ کفل من الاجر رواہ الدارمی اس سے زیادہ اور کیا شرف علم کا ہوگا کہ اگر باوجود طلب کے میسر نہوا تو بھی ایک اجر طلب کا ملیگا اور اگر بعد طلب کے حاصل ہوگیا تو پھر دوگنا اجر ہے وللہ الحمد آور ہر اعمل کے دس گنا ہوسکتا ہے بلکہ بقدر اخلاص سات سو گنے تک بھی حسب ضوابط شرع پہنچ سکتا ہے اللھم ارزقنا حدیث مرفوع ابو ہریرہ مین منجملہ صالحات باقیات کے فرمایا ہے علما علمہ ونشرہ رواہ ابن ماجۃ والبیھقی فی الشعب عائشہ کا لفظ سمعًا رفعًا یہ ہے ان اللہ عزوجل اوحی الی انہ من سلک مسلکا فی طلب العلم سھلت لہ طریق الجنۃ رواہ البیھقی فی شعب الایمان علما نے کہا ہے کہ وقت طلب علم کا مہد سے لحد تک ہے سو جب یہ بات ٹھیری تو سلوک تمام عمر طالب علم کا طریق جنت مین ہوا آب سوا موت کے کوئی حائل اوسکو دخول بہشت سے انشاء اللہ تعالی نہوگا تمام عمر تک طلب کرنیکا مطلب یہی ہے کہ بعد تحصیل علوم دین کے ہمیشہ اوقات حیات کو مطالعہ و درس و تالیف واشاعت مین مشغول رکھے کتب تفاسیر وشروح احادیث کو جابجا سے حاصل کرکے اونپر عبور کرتا رہے اسمین علم اوسکا ہمیشہ ترقی پذیر رہیگا اور وہ مصداق طالب علم کا تا آخر عمر ٹھیرے گا و لہذا حدیث انس بن مالک مین مرفوعًا آیا ہے منھومان لایشبعان منھوم فی العلم لایشبع منہ و منھوم فی الدنیا لایشبع منھا رواہ البیھقی فی شعب الایمان یعنی دو حریص ہین ایک علم مین دوسرا دنیا مین دونون سیر شکم نہین ہوتے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے کہ منھومان لایشبعان صاحب العلم وصاحب الدنیا ولا یستویان اما صاحب العلم فیزداد رضا الرحمن و اما صاحب الدنیا فیتمادی فی الطغیان رواہ الدارمی یعنی علم کا انجام رضامندی خدا ہے اور دنیا کا انجام استمرار ہے سرکشی مین ؎

علم دادند بادریس و بقارون زر وسیم	شد یکے فوق سماک و دگری تحت سمک

حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے تعلموا العلم وعلموہ الناس تعلموا الفرائض وعلموھا الناس تعلموا القرآن وعلموہ الناس

رواه الدارمی والدارقطنی پہلے حکم تعلم مطلق علم کا دیا پہر نام علم فرائض کا لیا اسلئے کہ یہ سخت محتاج الیہ ہے اور ہمیشہ اوسکی حاجت رہتی ہے پھر خاص تعلم وتعلیم قرآن پاک کا حکم دیا صیغہ امر کا اصل وضع مین واسطے وجوب کے ہے اور یہان کوئی صارف موجود نہین لہذا یہ حدیث دلیل صریح ونص صحیح ہے وجوب طلب علم کتاب وسنت پر علی الخصوص علم میراث پر لیکن اب علماء کتاب وفرائض ایک عمر دراز سے منقرض ہوگئے ہین ابن عمرو کا لفظ رفعاً یون ہے العلم ثلثة آية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة وما كان سوى ذلك فهو فضل رواه ابوداؤد وابن ماجة لام لفظ العلم مین واسطے عہد کے ہے یعنی علم دین تین ہین علم قرآن علم حدیث علم میراث اسکے سوا جو اور کوئی علم ہے وہ زائد وفضول ہے اوسکی کچھہ ضرورت نہین ہے معلوم ہوا کہ جو کچھہ کتاب وسنت مین دربارۂ شرف وفضل علم وعالم وطالب علم آیا ہے مراد اوس سے یہی ہر سہ علم ہین بس بس بعض حکمانے کہا ہے مجکو جیسا ترس دو شخصون پر آتا ہے ویسا کسی اور پر نہین آتا ایک تو اوسپر جو کہ علم کا طالب ہے اور سمجھتا نہین دوسرا وہ جو کہ علم کو سمجھتا ہے اور اوسکو طلب نہین کرتا ابوالدرداء نے کہا عالم وطالب علم شریک خیر ہین باقی سارے آدمی جُنگلے ہین اونمین کچھہ خیر نہین ہے ؎

	املتہم ثم تاملتہم		فلاح لی ان لیس فیہم فلاح	

یہ بھی کہا ہے کہ تو عالم ہو یا طالب علم یا سامع علم ان تینون کے سوا چوتھا مت ہو ورنہ ہلاک ہوجائیگا عطانے کہا ایک مجلس علم ستر مجالس لہو کی کفارہ ہوتی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہزار عابد ونکا جو صائم الدہر قائم اللیل ہون مرجانا ایسے عالم کی موت سے کم ہے جو اللہ کے حرام حلال کا ماہر ہو ابوالدرداء نے کہا جس شخص کی یہ تجویز ہو کہ طلب کرنا علم کا جہاد نہین ہے تو وہ اپنی عقل وتجویز مین ناقص ہے **فائدہ** فضیلت تعلیم کی بھی مثل فضیلت تعلم کے بہت ہے **قال تعالى** ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون مراد انذار سے اسجگہہ بحسب تصریح غزالی رح تعلیم وارشاد وغیرہ ہے **وقال تعالى** واذ اخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتاب لتبيننه للناس ولا تكتمونه اسمین تعلیم کا واجب ہونا مذکور ہے اور کتمان سے منع فرمایا ہے دوسری

آیت مین کہا ہے وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون اسمین ذکر تحریم کتم علم کا
کیا ہے اور فرمایا ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا اس مین مدح ہے معلم عامل
کی اور فرمایا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اس مین ارشاد ہے طرف دعوت
وموعظت خلق کے اور فرمایا ویعلمھم الکتاب والحکمۃ اور حضرت نے جب معاذ کو طرف یمن کے
بھیجا تہا تو فرمایا تہا لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من الدنیا وما فیھا رواہ
احمد لکن صحیحین مین یون ہے کہ یہ بات حضرت نے علی مرتضی سے کہی تھی اس لفظ سے بروایت سہل
بن سعد لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم ابن عمرو رفعا کہتے ہین بلغوا عنی
ولو آیۃ رواہ البخاری یہ حدیث دلیل ہے تعلیم پر ابن مسعود کا لفظ رفعا یہ ہے کہ نہین ہے حسد
مگر دو شخصون مین ایک وہ مرد جسکو اللہ نے مال دیا پھر اوسکو اوسکے خرچ کرنے پر مسلط کیا دوسرا وہ شخص
جسکو حکمت بخشی وہ موافق اوس حکمت کے حکم کرتا ہے اور اوس حکمت کو سکہاتا ہی متفق علیہ
اسمین فضیلت ہے تعلیم حکمت یعنی علم سنت وحدیث کی تشقیق کہتے ہین ابن مسعود ہر پنجشنبہ کو تذکیر
کرتے ایک شخص نے کہا ہم چاہتے ہین کہ تم ہر دن تذکیر کیا کرو کہا مجھکو تمہارا ملول ہونا اس کام سے
روکتا ہے مین خبر گیری کرتا ہون تمہارے ساتھہ موعظت کی جسطرح خبر گیری کرتے تہے حضرت
ہمارے ڈر سے ہماری ملالت وسامت کی متفق علیہ تذکیر وموعظت ایکنوع ہے تعلیم وارشاد کی
حدیث ابو مسعود انصاری مین فرمایا ہے من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ رواہ مسلم
معلوم ہوا کہ معلم تعلیم پر ماجور ہوتا ہے برابر متعلم کے اور حدیث ابوامامہ مین فرمایا ہے ان اللہ و
ملائکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی
معلم الناس الخیر رواہ الترمذی یہ فضیلت تعلیم کی سب سے بڑھکر ہے اور ابوہریرہ نے
رفعا کہا ہے من سئل عن علم ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار رواہ احمد
وابوداؤد والترمذی ورواہ ابن ماجۃ عن انس معلوم ہوا کہ کتمان علم وعدم تعلیم
گناہ کبیرہ ہے ابوہریرہ مرفوعا کہتے ہین ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل

مائة سنة من یجدد لها دینها رواہ ابو داؤد مراد تجدید سے تعلیم علم دین ہے حسن نے
مرسلا کہا ہے حضرت سے سوال کیا دو مرد کا جو بنی اسرائیل مین تھے ایک عالم تھا نماز فرض پڑہکر بیٹھتا
لوگونکو تعلیم خیر یعنی علم کی کرتا دوسرا دن بہر روزہ رکہتا رات بہر نماز پڑہتا کہ انمین کون افضل ہے
فرمایا فضل اس عالم کا جو نماز فرض پڑہکر بیٹھتا ہے اور لوگون کو خیر سکہاتا ہے اوس عابد پر جو صائم النہار
وقائم اللیل ہے مثل میرے فضل کے ہے تمہارے ادنی شخص پر رواہ الدارمی یعنی عالم معلم کا درجہ
عابد پر ویسا ہی ہے جیسا کہ پیغمبر کا درجہ ایک ادنی امتی پر ہوتا ہے اس سے زیادہ اور کیا شرف تعلیم
کا ہوگا وللہ الحمد تعلیم منجملہ باقیات صالحات کے ہے اجر اوسکا بعد موت کے باقی وجاری رہتا ہے
ابن عمرو کہتے ہین حضرت کا گذر مسجد مین دو مجلسون پر ہوا فرمایا یہ دونون خیر پر ہین ایک انمین کا افضل ہے
اپنے صاحب سے یہ لوگ اللہ کو پکارتے ہین اللہ کی طرف راغب ہین وہ چاہے اونکو دے اور
چاہے ندے اور یہ لوگ فقہ یا علم سیکہتے ہین اور جاہل کو سکہاتے ہین سو یہ افضل ہین وانما بعثت
معلما پھر انمین بیٹھہ گئے رواہ الدارمی اسمین فضیلت ہے تعلم وتعلیم علم کی حدیث انس بن مالک
مین فرمایا ہے تم جانتے ہو بڑا اجواد کون ہے کہا اللہ ورسول جانین فرمایا اللہ تعالی بڑا اجواد ہے پھر مین
اجود بنی آدم ہون اور اجود بنی آدم بعد میرے وہ شخص ہے جسنے علم سیکہا پھر اوس علم کو پھیلایا آئیگا وہ
دن قیامت کو ایک امیر ہوکر یا ایک امت ہوکر رواہ البیہقی فی شعب الایمان اسمین فضیلت ہے
نشر علم کی یہ نشر کبھی تعلیم زبان سے ہوتا ہے اور کبھی ارشاد وبیان سے اور سب سے زیادہ نشر تالیف سے ہوتا
ہے تعلیم لسانی تا حیات فانی باقی رہتی ہے اور بقاء تعلیم تالیفی کا ایک عمر دراز تک ہوتا ہے اسیوجہ
سے علماء آخرت نے اکتفا تعلیم وارشاد زبانی پر نہین کیا بلکہ صدہا تالیفات دین مین کر گئے جیسے
تفاسیر قرآن وشروح صحاح وغیر ذلک اور نفع اوس تالیف کا قرنا بعد قرنٍ الی وقتنا ہذا باقی
ہے ولہذا ابو الدرداء نے کہا ہے کہ بدترین مردم دن قیامت کو درجے مین وہ عالم ہے جو اپنے علم
سے نفع نہین لیتا ہے رواہ الدارمی یہ نفع لینا اسیطرح ہے کہ آپ علم پر عمل کرے دوسرون کو
تعلیم دے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے مثل علم لا ینتفع بہ کمثل کنز لا ینفق منہ

فی سبیل اللہ رواہ احمد والدارمی یہ حدیث دلیل صریح ہے اس بات پر کہ مراد انتفاع بالعلم سے تعلیم ونشر علم ہے قید فی سبیل اللہ نے یہ سمجہایا کہ یہ کام خالصًا مخلصًا واسطے اللہ کے ہو ریاو سمعہ واخذ اجرت کا اوسمین کچہہ لگاؤ نہو ابن مسعود رفعًا کہتے ہین اللہ نے کسی عالم کو جو علم دیا تو اوس سے وہ عہد بھی لے لیا ہے جو پیغمبرون سے لیا ہے کہ اوسکو بیان کرین اور چھپائین نہین رواہ ابونعیم عیسی علیہ السلام نے فرمایا عالم عامل معلم کو ملکوت سماء وارض مین عظیم کہتے ہین ابوہریرہ کا لفظ رفعًا یہ ہے الدنیا ملعونۃ ملعون مافیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم او متعلم رواہ الترمذی وابن ماجۃ اس حدیث مین ساری دنیا کو ملعون فرمایا ہے مگر ذکر خدا وعلم وتعلیم کو مستثنی کیا یہ غایت درجہ کی فضیلت ہے واسطے عالم ومتعلم کے وللہ الحمد

حکایت سفیان ثوری عسقلان مین آئے کچہہ دنون رہے کسینے اونسے کچہہ نہ پوچھا فرمایا مجکو سواری کرایہ کی لادو کہ مین اس شہر سے نکلجاؤن ھذا بلد یموت فیہ العلم یہ ایسا شہر ہے جسمین علم مرجاتا ہے یہ اسلئے کہا کہ وہ تعلیم وبقاء علم پر حریص تھے عطا نے سعید بن مسیب کو روتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ کیون روتے ہو کہا مجھسے کوئی کچہہ پوچھتا نہین یعنی سوال علم نہین کرتا حسن بصری نے کہا اگر علما نہوتے تو آدمی مثل چوپایون کے ہوجاتے یعنی لوگ تعلیم علما سے حالت بہیمی سے نکلکر سرحد انسانیت پر پہنچتے ہین ورنہ دنیا دوپاؤن کے گدہون سے بہری ہے یحییٰ بن معاذ نے کہا کہ علما امت آنحضرت پر مان باپ سے زیادہ رحیم ہین کہا کیونکر کہا اسلئے کہ مان باپ تو دنیا کی آگ سے بچاتے ہین اور یہ آخرت کی آگ سے نگاہ رکہتے ہین بعض نے کہا شروع علم خاموشی ہے پھر سننا پھر یاد رکہنا پھر عمل کرنا پھر لوگو نمین پہیلانا غزالی رح نے بیان مین دلائل عقلی کی فضیلت علم پر بسط کیا ہے لیکن اسجگہہ حاجت اونکے ذکر کے بعد ایراد آیات واخبار وآثار سلف نہین ہے کہ الصباح یغنی عن المصباح

فائدہ جو علم کہ ہر مسلمان پر فرض عین ہے اوسمین اہل علم کا اختلاف ہے اس امر مین بیس فرقے ہوگئے ہین ہر فرقہ نے واجب ہونا اوسی علم کا کہا ہے جسکے درپے وہ خود تھا متکلمین نے کہا علم کلام ہے کیونکہ اس سے توحید باریتعالی اور اوسکی ذات وصفات کا علم حاصل ہوتا ہے فقہاء نے

کہا علم فقہ ہے اسلیئے کہ اس سے حلال وحرام کا حال عبادات و معاملات مین معلوم ہوتا ہے مفسرین
نے کہا علم کتاب اللہ ہے محدثین نے کہا علم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ انہین
دونون سے سارے علم آتے ہین صوفیہ نے کہا علم معرفت نفس وخالق نفس ہے پھر اسمین کئی
قول ہین ابو طالب مکی نے کہا علم بنی الاسلام علی خمس ہے اسلیئے کہ واجب یہی پانچ چیزین
ہین اسکو علم معاملہ کہتے ہین دوسری قسم علم کے علم مکاشفہ ہے آدمی جسوقت بالغ عاقل ہوتا ہے
تو اول واجب اوسپر یہ ہے کہ کلمہ طیبہ سیکھے اور اوسکے معنی سمجھے اور دل سے اوسکی تصدیق کرے
حضرت نے اجلاف عرب سے نری تصدیق واقرار پر بدون تعلم دلیل کے اکتفا فرمایا تھا اس سے
معلوم ہوا کہ بحث و دلیل واجب نہین ہے سو آدمی جب اتنا جان لیگا تو واجب وقت ادا ہو جائیگا
اور اگر بعد اس تصدیق کے گو بطریق تقلید ہو مر جائیگا تو بلاشبہہ اللہ کا مطیع مرے گا نہ نافرمان اور دوسری
چیزین جو بعد شہادت وتصدیق کلمہ طیبہ کے اوسپر واجب ہوتے ہین وہ عوارض ہین خواہ فعل مین ہون
یا ترک مین یا اعتقاد مین مثلاً اگر ظہر کے وقت تک زندہ رہیگا تو ایک نیا واجب اوسپر یہ ہوگا کہ طہارت
ونماز کے مسائل سیکھے اسیطرح باقی نمازون کا حال ہے پھر اگر وہ رمضان تک زندہ رہیگا تو اوسپر سیکھنا احکام
صوم کا واجب ہوگا اور اگر اوسکے پاس مال ہے تو اوسکو مقدار واجب زکوۃ کا معلوم کرنا لازم ہوگا
مگر اوسوقت لازم نہوگا بلکہ وقت اسلام سے ایکسال پورا ہونے پر لازم ہوگا جب اوسپر حج کے مہینے
آوین تو اوسپر حج کا علم اوسی دم جاننا ضروری نہین ہے کیونکہ اوسکا ادا کرنا عمر مین ایکبار ہوتا ہے تو
سیکھنا بھی فوراً واجب نہوگا بلکہ جسوقت وہ قصد حج کا کرے اوسوقت سیکھنا کیفیت حج کا لازم ہوگا
رہی یہ بات کہ اصل حج کے واجب ہونے پر اوسکو اوسیدم آگاہ کر دینے سے سکوت کرنا حرام ہے
یہ وظیفہ علم فقہ کا ہے غرضکہ افعال فرض عین کا جاننا بتدریج اسیطرح پر ہے اور ترک فعل کا معلوم
کرنا بھی اوسیطرح واجب ہوگا جیسا کہ حال پیش آتا جائیگا جن امور مین وہ مبتلا ہوا اونپر تنبیہ کرنا واجب
ہے اور جن چیزونکا سکھانا واجب ہے اونکا سیکھنا بھی واجب ہے اسیطرح اعتقادات واعمال
دل کا علم بھی موافق خطرات کے واجب ہے مثلاً اگر اوسکے دل مین اون معانی مین شک

پیدا ہونیپر کلمۂ شہادت دلیل ہے تو اوسکو ایسی چیز سیکھنی چاہیئے جس سے وہ شک دور ہو اور اگر شک
نہین ہے اور مر گیا اور ابھی اسبات کا اعتقاد نکیا تہا کہ اللہ کا کلام پاک قدیم ہے اور وہ قابل رویت
ہے اسیطرح بقیۂ اعتقادات کا معتقد نہوا تہا تو ایسا شخص سبکے نزدیک اسلام ہی پر مرے گا اس اجمال کی
تفصیل احیاء العلوم سے معلوم ہوسکتی ہے **فائدہ** علوم شرعیہ وہ ہین جو انبیاء علیہم السلام سے حاصل
ہوئے ہین وہ چار ہین ایک قرآن شریف دوم سنت صحیحہ سوم اجماع یہ اسلیئے کہ وہ سنت پر دلالت کرتا ہے
چہارم آثار صحابہ کہ وہ بھی دال ہین سنت پر یہ چارون قسمین فرض کفایہ ہین پھر اور علوم ہین جو انکے فروع و
مقدمات و تتمات و تکملات ہوتے ہین غزالی رح نے فقہ کو علم دنیا اور فقہاء کو علماء دنیا قرار دیا ہے اور اسکے
وجوہ صحیحہ لکھی ہین اور کہا ہے کہ فقیہ کی نظر حدود دنیا سے طرف آخرت کے تجاوز نہین کرتے دل اوسکی
حکومت سے باہر ہے اور آخرت مین زبانی باتون کا کچھہ عمدہ آمد نہین ہوتا بلکہ وہان انوار و اسرار
و اخلاق مفید ہوتے ہین جیسے کوئی شخص ساری شرائط ظاہر نماز کی ادا کرے اور تکبیر اولی کے سوا
ساری نماز مین شروع سے آخر تک غافل رہے اور بازار کے معاملات و داد و ستد کو سوچتا رہے تو
فقیہ یہی حکم کرے گا کہ اوسکی نماز درست ہوگئی حالانکہ یہ نماز آخرت مین کچھہ بہت بکار آمد نہین ہے
جیسے زبان سے صرف کلمۂ شہادت کا ادا کرلینا روز جزا مین مفید نہوگا گو فقیہ اسلام کی درستی کا
فتوی دیتا ہے رہی عاجزی اور دل کا حاضر کرنا جو آخرت کا کام ہے اور جس سے ظاہری عمل مفید
ہوتا ہے فقیہ اُسکے درپے نہین ہوتا اور اگر بالفرض ہو تو علم فقہ سے علیحدہ ہوگا یہی حال بقیۂ فرائض
اسلام کا ہے جیسے روزہ زکوۃ حج اسیطرح مال حرام سے بچنا دین کی بات ہے مگر ورع کے چار مرتبے ہین
ایک ورع وہ جو گواہ کے عادل ہونے مین شرط ہے یہ صرف ظاہر کے حرام سے بچنا ہے دوسرا ورع
یہ ہے کہ شبہات سے بچے دع ما یریبک الی ما لا یریبک یہ ورع صلحاء ہے تیسرا ورع اتقیاء کا ہے
کہ خالص حلال کو خوف سے وقوع کے حرام مین چھوڑ دے لا یکون الرجل من المتقین حتی یدع
ما لا باس بہ مخافۃ مما بہ باس جیسے کوئی شخص لوگون کے حالات بیان کرنیسے بچے اس ڈر
سے کہ کہین غیبت نہو جائے یا خواہش کی چیز نکہائے کہ کہین سرور زیادہ ہو کر سرکشی پیدا نہو

چوتھا ورع صدیقین کا ہے کہ ماسوا اللہ سے منہہ پہیرے اس ڈر سے کہ کہین کوئی ساعت زندگی کی
ایسی نہ کٹجای کہ جسمین قرب خدا نہو پس سوای درجۂ اوّل کے سب درجات سے نظر فقیہ کی علیحدہ
ہوتی ہے غرضکہ فقیہ کی تمام نظر دنیا سے وابستہ ہوتی ہے اسیلئے سفیان ثوری فرماتے تہے کہ اس
علم کی طلب زاد آخرت مین سے نہین ہے علم ظہار ولعان وسلم واجارہ وصرف ووکالت کو جو کوئی
اسلئے سیکہے کہ اُسکے لین دین سے قرب خدا ملتا ہے تو وہ مجنون ہے طاعات مین تو عمل دل و اعضا
دونون سے ہوتا ہے اسی عمل کا علم شریف ہے **فائدہ** علم طریق آخرت کا دو قسم ہے ایک علم مکاشفہ
دوم علم معاملہ قسم اول کا نام علم باطن ہے اور وہ سب علوم کی نہایت وعلت غائی ہے بعض
عارفین نے کہا ہے کہ جس شخص کو اس علم سے بہرہ نہین ہے مجہکو اوسکے سوء خاتمہ کا ڈر ہے ادنی بہرہ اس
علم کا یہ ہے کہ اوسکی تصدیق کرے اور جو لوگ اوسکے اہل ہین اونکے لئے اس علم کا ہونا تسلیم کرے
بعض نے کہا ہے جس کسی شخص مین بدعت وغرور ہوگا اوسکو کوئی بات اس علم کی معلوم نہوگی
اور بعض نے کہا ہے کہ جو شخص محب دنیا یا محب خواہش نفس ہوگا اوسکو یہ علم حاصل نہوگا گو اور سب علوم
کا محقق ہوجائے ادنی عذاب اس علم کے منکر کا یہ ہے کہ اس علم مین سے اوسکو کچہہ نہین ملتا حالانکہ
یہ علم مکاشفہ صدیقین ومقربین کا علم ہے اور وہ ایک نور ہے کہ جب دل اپنی بُری صفتون سے پاک
وصاف ہوتا ہے اوسوقت وہ اوسمین ظاہر ہوتا ہے اس نور سے آدمی کو بہت سی باتین کہلجاتی ہین
جنکا پہلے نام سُنا کرتا تہا اور کچہہ معنی مجمل وہم کرلیتا تہا اب اس نور سے اون سبکے معنی واضح ہوجاتے
ہین یہانتک کہ اسوقت اوسکو معرفت ذات وصفات وافعال آلہی کی حاصل ہوتی ہے اور حکمت
آفرینش دنیا و آخرت کی اور وجہ ترتب آخرت کی دنیا پر کہلجاتی ہے اور معانی نبوت ونبی وملائکہ وشیاطین
وانسان وملکوت زمین وآسمان وغیر ذلک معلوم ہوجاتے ہین اور شناخت خطرات دل کی
اور معرفت احوال آخرت کی ہاتہہ آتی ہے کریمۂ اقرأ کتابك كفى بنفسك اليوم عليك
حسيبا اور کریمۂ وان الدار الآخرة لهى الحيوان لو كانوا يعلمون کے معنی معلوم ہوجاتے
ہین اللہ کی لقاء ورویت وقرب وہمسائگی ورفاقت ملاء اعلیٰ اور درجات بہشت کی معرفت

یسر آتی ہے بعض کا اعتقاد یہ ہے کہ یہہ ساری چیزین مثالین ہین اور اللہ نے جو چیزین اپنے
نیک بندون کے لئے طیار کر رکہی ہین وہ ایسے ہین کہ نکسی آنکہہ نے دیکہی نہ کسی کان نے سُنی نہ کسی
آدمی کے دلپر گزری جنت مین واسطے خلق کے سوا صفات و اسماء کے اور کچہہ نہین ہے بعض کا یہ اعتقاد
ہے کہ انہین سے بعض باتین تو مثالین ہین اور بعض موافق حقائق الفاظ کے ہین بعض نے کہا ہے کہ
معرفت خدا یہی اقرار عجز ہے اوسکی معرفت سے اور بعض نے معرفت خدا مین بڑے بڑے دعوی
کئے ہین اور بعض نے کہا انتہاء معرفت کا یہی اعتقاد ہے جمہور عوام کا کہ اللہ موجود و عالم و قادر
وسامع و بصیر و متکلم ہے ہماری غرض علم مکاشفہ سے یہ ہے کہ ان امور پر سے پردہ شبہہ کا اوٹہہ جای
اور حق واضح ظاہر ہو جای کہ گویا آنکہہ سے دیکہہ لیا ہے اور یہ بات جو ہر انسان مین ممکن ہے بشرطیکہ آئینۂ
دل پر دنیا کی خباثتونکی زنگ کی تہین نہ جمگئین ہون علم طریق آخرت سے ہماری غرض یہ ہے کہ علم کیفیت
جلاء آئینہ دل کا اون خبائث سے جو کہ مانع معرفت صفات و افعال آلہی ہین حاصل ہو سو اس جلاء
کی کوئی تدبیر بجز اسکے نہین ہے کہ شہوات سے باز رہے اور سب حالات مین مقتدی انبیاء علیہم السلام
ہو اس تدبیر سے جسقدر دل صاف ہوتا جائیگا اوتنا ہی اوسکے مقابلہ مین حصہ امر حق کا واقع ہو گا۔
پھر اوسیقدر دلمین جہلک اونکے حقایق کی پڑے گی اس جلا کی سبیل بجز ریاضت کے اور کچہہ نہین
ہے سو جس عالم کو اللہ تعالیٰ نے کچہہ علم اسکا دیا ہو وہ اوسکو حقیر نجانے کیونکہ اللہ نے اوسکو حقیر
نہین کیا ہے اسلئے کہ اسکو یہ علم عنایت فرمایا ہے قسم دوم یعنی علم معاملہ وہ دل کے حالات کا معلوم کرنا ہے
خواہ اچھے حالات ہون جیسے صبر و شکر و خوف و رجا و رضا و زہد و تقوی و قناعت و سخاء خواہ
برے حالات ہون جیسے خوف مفلسی کا اور خفا ہونا تقدیر پر اور کینہ رکہنا اور حسد کرنا اور نفاق کرنا اور
طالب علو و حب ثنا ہونا اور دنیا مین مزہ اوڑانے کو زیادہ جینے کی محبت رکہنا اور کبر و نمود و غصہ و شیخی و عداوت
و بغض و طمع و بخل و حرص و اترانا تونگرونکی تعظیم کرنا فقراء کی اہانت کرنا فخر کرنا ایکدوسرے پر بڑائی جتانا
حق بات سے تکبر کرنا بیفائدہ امر مین خوض کرنا بہت سی باتین کرنا دوسرے کی بات کو کاٹنا لوگون کے
لئے بن سنور کر رہنا دین مین سُستی کرنا اپنے نفس کو بڑا جاننا اوسکی برائیون سے غافل ہو کر لوگونکی

عیب چینی کرنا اور دل سے فکر آخرت کا دور ہونا اور خوف خدا جی سے جاتا رہنا اور جب نفس کو
ذلت پہنچے تو اوسکا بدلا سختی سے لینا اور حق بات کے انتقام مین ضعیف ہونا اور واسطے عداوت
باطن کے ظاہر کے دوستدار بننا اور عذاب خدا سے بیخوف ہونا اور طاعت پر بہروسا کرنا اور مکر
وخیانت وفریب وتوقع زیادت حیات وسخت دلی وسخت کلامی کرنا اور دنیا سے خوش رہنا اور اوسکی
جدائی سے رنج کرنا اور مخلوق سے زیادہ مانوس ہونا اور اونکی علیحدگی سے وحشت کرنا اور ظلم کرنا اور ہلکا پن
اور جلدی کرنا اور حیا ورحم کا کم ہونا اور جو ایسی چیزین ہون سب بُری ہین یہ عادات سارے اعمال
بد کی جڑ ہین اور انکے مقابل اچھے عادات ہین وہ ساری طاعات ومثوبات کی اصل ہین پس معلوم
کرنا ان صفات کی تعریفات وحقایق واسباب وثمرات وعلامات ومعالجات کا علم آخرت ہے
یہ علم بحکم علماء آخرت فرض عین ہے مُنہ پہیرنیوالا اس علم سے آخرت مین قہر بادشاہ حقیقی سے
ہلاک ہوگا جسطرح کہ اعمال ظاہر سے مُنہ پہیرنے پر بادشاہان دنیا کی تلوار سے فقہاء دنیا کے فتوے کے
بموجب ہلاک ہوتا ہے اگر کسی فقیہ سے ایک بات بہی انمین کی پوچہو مثلاً ریا سے بچنے کی کیا صورت
ہے تو وہ اوسکے جواب مین متوقف ہوگا حالانکہ یہ بات خود اوسپر فرض عین ہے اور اوسکے معلوم نکرنے
سے آخرت کی بربادی ہوتی ہے اور اگر اوس سے لعان وظہار وگہوڑدوڑ وتیراندازی وداد وستد
کے مسئلے دریافت کرو تو فروعات دقیق کے دفتر کے دفتر بیان کردے گا جنکی مدت دراز تک کچہہ حاجت
نہوگی افسوس صد افسوس کہ علماء سوء کے دہوکہ دینے سے دین مٹ گیا اللہ تعالی ہمکو اس مغالطے
سے بچائے جس سے اوسکی خفگی اور شیطان کی ہنسی ہو علماء ظاہر مین جو اہل ورع تہے وہ علماء
باطن واصحاب دل کی فضیلت کے مقر تہے امام شافعی سامنے شیبان چرواہے کے ایسے بیٹہتے جیسے
کوئی لڑکا مکتب مین سامنے استاد کے بیٹہتا ہے اور اوسنے پوچہتے کہ ہم فلان فلان امر مین کیا
کرین لوگون نے کہا تمسا شخص اس جنگلی آدمی سے پوچہتا ہے کہا جو تمنے سیکہا ہے اوسکی توفیق اس
شخص کو ملی ہے امام احمد ویحیی بن معین پاس معروف کرخی کے آیا جایا کرتے حالانکہ علم ظاہر مین
معروف ان دونون کے پلے کے نہ تہے معہذا اونسے پوچہتے اسی جگہہ سے یہ کہا ہے کہ علماء ظاہر

اقرار علماء

زمین و ملک کی زینت ہین اور علماء باطن آسمان و ملکوت کی غزالی رح نے بعد ذم علم کلام و فلاسفہ کے کہا ہے کہ سب کا اتفاق ہے کہ صحابہ سب سے بڑہکر ہین دین مین کوئی اونکی چال نہین چلسکتا نہ اونکی گرد کو پہنچے حالانکہ اونکی فضیلت علم کلام و علم فقہ سے نہ تھی بلکہ علم آخرت اور اوسکے طریق کے اختیار کرنیسے تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو اورون پر فضیلت تھی تو وہ کچھ زیادہ روزہ رکھنے اور بہت سی نماز پڑہنے اور کثرت سے روایت کرنیسے نہ تھی نہ فتوی دینے اور علم کلام کی وجہ سے بلکہ اوس چیز کی جہت سے تھی جو اونکے سینے مین گڑہی تھی سو ہمکو اوسی راز کی جستجو کرنی چاہئے کہ جوہر نفیس و در مکنون وہی ہے صحابہ مین کوئی ایسا نہ تھا جو فن کلام سے اچھا واقف ہو اور سوا کچھ اوپر دس اصحابی کے کسینے آپکو واسطے فتوی دینے کے مقرر نکیا منجملہ اون چیزون کے جنسے قرب خدا حاصل ہوسکتا ہے ایک علم مکاشفہ ہے دوسرے تنہا عمل جیسے عدل سلطان تیسرے مرکب علم و عمل سے یہ طریق آخرت کا علم ہے اب آدمی اپنے لیئے تجویز کرلے کہ وہ دن قیامت کے علماء مین ہوگا یا عاملین مین یا دونون جماعت مین ہوکر ہر ایک کے ساتھ اپنا حصہ لگائیگا یہی بات ضروری ہے اگلے فقہاء اسی حال پر گزرے ہین وہ لوگ نرے علم فقہ کے لیئے نہ تھے بلکہ علم قلب مین مشغول تھے ائمہ اربعہ مجتہدین و سفیان ثوری اصحاب مذہب تھے لیکن ہر ایک عابد زاہد ماہر علوم آخرت رضا جوی خدا خیر طلب خلق تھا اس زمانہ کے فقہاء نے صرف ایک خصلت مین اونکا اتباع کیا یعنی فروع مین اور دنیا کی بہتری کے لیئے اوسپر جھک پڑے اور اس ایک خصلت کے سبب سے دعوی اونکی مشابہت کا کرنے لگے بہلا کہین لہار بہی بادشاہون کیطرح ہوسکتے ہین ؎

جوہر جام جسم از طینت کان دگر ست		تو توقع زگل کوزہ گران میداری	

رہے بقیہ خصال جو فقط آخرت ہی کے قابل ہین سو اونمین کسینے اتباع اپنے امام متبوع کا نکیا غزالی نے ترجمہ ائمہ اربعہ اور ثوری کا بابت اونکی دستگاہ کے علوم آخرت مین لکہا ہے اور مراتب اونکے زہد و ورع کے بیان کیئے ہین پھر کہا ہے کہ تم ان ائمہ کی سیر تونمین غور کرو اور سوچو کہ یہ حالات و افعال واقوال دنیا سے اعراض کرنی اور خالص اللہ کے لیئے ہو رہنے کے بہلا علم فقہ اور اوسکی فروعات جاننے

ہوتے ہین یا یہ کسی دوسرے علم سے پیدا ہوتے ہین جو فقہ سے اعلی و اشرف ہے اور تامل کرو کہ جو
لوگ اونکی پیروی و تقلید کا دعوی کرتے ہین وہ سچے ہین یا جھوٹے انتہی **فائدہ** منجملہ علوم مذموم
کے علم سحر و طلسمات و نجوم ہے غزالی رح نے وجوہ ان علوم کی مذمت کے بہت بسط سے لکھی ہین
پھر کہا ہے کہ انما العلم اٰیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ رواہ ابوداؤد عن
ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ وہ علم ہے کہ مفید نہین اور وہ جہل ہے کہ مضر نہین حدیث مین آیا ہے
نعوذ باللہ من علم لا ینفع رواہ ابن عبد البر عن جابر جن علوم کی مذمت شریعت نے کی ہے
اور اونسے منع کیا ہے اونکا حال پوچھنا کیا صحابہ کی پیروی کرنا اور اتباع سنت پر مکتفی ہونا سلوک
سبیل سلامت ہے جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو اوسکے بعد عقل کو معزول کر دے کہ کچھہ تصرف
نکرے اور اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لے کہ سلامتی اسی اتباع مین ہے انبیاء دلون کے طبیب ہین
اسباب زندگی آخرت سے واقف ہین اونکے طریق پر کبھی اپنی عقل کو فایق نکرے ورنہ ہلاک ہونا
نقد وقت ہوگا حدیث مین آیا ہے ان من العلم جہلا رواہ ابوداؤد عن بریدۃ یعنی بعضا علم
جہل ہوتا ہے سو جتنے علم سوائے علم کتاب و سنت کے ہین سب نفس الامر مین جہل ہین گو ہم پر وجوہ اون کے
جہل ہونے کے دنیا مین واضح نہون مگر آخرت مین اگر اللہ نے اپنی رحمت سے تدارک نفرمایا تو وہ اپنے
عالم کو تباہ کر ڈالینگے **فائدہ** برے علم جو شرعی علوم مین مل جل گئے ہین اوسکا سبب یہی ہے کہ لوگون
نے عمدہ نامون کو اپنی فاسد غرضون کے سبب سے اور معنونمین بدل ڈالا ہے اور جو غرض اون الفاظ سے
پہلے نیکبخت اور قرن اول کے لوگ لیا کرتے تہے اوس سے اُن الفاظ کو تحریف کر کے اور مقصود
ٹہیرالیا ہے اور وہ پانچ لفظ ہین فقہ[1] و علم[2] و توحید[3] و تذکیر[4] و حکمت[5] یہ الفاظ عمدہ ہین اور جو لوگ
انکے ساتہہ موصوف تہے وہ دین کے رکن ہوتے تہے مگر اب یہ الفاظ برے معنونمین منقول ہو گئے
ہین مثلاً اول لفظ فقہ ہے اسمین تصرف بتخصیص کیا ہے نہ بنقل و تبدیل یعنی فقہ کو خاص کیا ہے ساتہہ
عجائب فروعات و دقایق علل کے اور ساتہہ کثرت قیل و قال کے پس جو شخص ان باتونمین خوب غور
کرتا ہے اور زیادہ مشغول رہتا ہے وہ بڑا فقیہ کہلاتا ہے حالانکہ پہلے زمانے مین لفظ فقہ کے یہ معنی نہ تہے

لفظ فقہ

بلکہ مطلق طریق آخرت اور دقایق آفات نفوس اور مفسدات اعمال کے جاننے اور دنیا کی حقارت کو خوب طرح حاوی ہونے اور لذات آخرت سے اچھی طرح واقف ہونے اور دل پر خوف چھائے رہنے کا نام فقہ تہا قال تعالیٰ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم۔ تو جس فقہ سے ڈرانا اور خوف دلانا ہوتا ہے وہ یہی فقہ ہے جو ہمنے بیان کی نہ طلاق وعتاق کے مسئلے اور لعان وسلم واجارہ کی فروع کہ اونسے ڈرانا اور خوف دلانا کچھہ بہی نہین ہوتا بلکہ اگر ہمیشہ اونہین کا ہو رہے تو دل کو سخت کرتے ہین اور خوف کو دل سے نکالتے ہین چنانچہ جو لوگ اب اونہین کے درپے ہو رہے ہین اونکا حال دیکہتے ہو قال تعالیٰ لھم قلوب لا یفقھون بھا اس سے یہ مراد ہے کہ ایمان کی باتین نہین سمجھتے ہین یہ مطلب نہین کہ فتاوی نہین سمجھتے ہم یہہ نہین کہتے کہ لفظ فقہ کا احکام ظاہری کے فتاوی کو شامل نہ تھا بلکہ یہ کہتے ہین کہ بطریق عموم وتبعیت کے اوسپر بھی بولا جاتا تھا لکن اکثر سلف صالحین فقہ کو علم آخرت پر ہی بولا کرتے تہے اب جو اوسکو خاص کر دیا ہے تو اس خصوصیت سے لوگون کو دہوکا ہو گیا وہ نرے فتاوے احکام کے ہو رہے اور علم آخرت واحکام قلب سے منہ پہیر لیا دوسرا لفظ علم ہے کہ پہلے معرفت خدا وآیات وافعال آلہی پر بولا جاتا تہا چنانچہ جب عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ابن مسعود نے کہا مات تسعة اعشار العلم یعنی نوے حصے علم کے جاتے رہے اِس لفظ مین بھی تصرف تخصیص ہوا ہے جو شخص حرف مقابل سے مسائل فقہیہ وغیرہا مین خوب مباحثہ کرے اور اسی کام مین مصروف رہے حقیقت مین عالم وہی ہے فضیلت کی پگڑی اوسی کے سر پر ہے اور جو مباحثہ مین مہارت نرکہتا ہو یا اوس سے پہلو تہی کرے تو اوسکو اہل علم مین شمار نہین کرتے ہین حالانکہ علم کے یہ معنی پہلے نہ تہے بلکہ جو کچہہ فضل علم وعلما مین وارد ہوا ہے وہ اونہین اہل علم کی صفت ہے جو عالم باحکام وافعال وصفات الٰہی ہین اب عالم اوسکو کہنے لگے کہ علم شرع سے تو کچہہ بھی جانتا نہو فقط فقہ عرفی ومسائل خلافی مین لڑنے جھگڑنے کو طیار ہو رد وقدح وبحث وجدل کے لئے اودہار کہائے پہرتا ہو ایسا ہی شخص اوحد علما گنا جاتا ہے گو وہ تفسیر وحدیث وعقائد وغیرہا کو خاک جانتا نہو

لفظ علم

یہی امر بہت سے طالبۂ علم کے حقمین موجب ہلاک ہوگیا ہے اللہ ہمکو اس طریق پر نچلائے اپنی حفظ و امان مین رکہے گو ہمکو کوئی عالم نسمجھے تیسرا لفظ توحید ہے جسکے معنی اب یہ ٹہیرے ہین کہ فن کلام و طریق جدل سے آگاہ او راقوال خلافِ طرفثانی پرحاوی ہو اور بہت سے سوال قائم کرنے پر قدرت رکہے اور کثرت سے سوال و اعتراض نکالے اور طرفت مقابل کو الزام دے یہانتک کہ اکثر لوگون نے ایسے اشخاص کا نام اہل عدل و توحید رکھا ہے اور متکلمین کو لقب علماء توحید کا بخشتا ہے حالانکہ جو باتین خاص اس فن کی ہین اونمین سے کوئی بھی قرن اوّل مین نہ تھی بلکہ سلف اوس شخص پر جو باب جدل و خصومت کا کہولتا نہا سخت انکار سے پیش آتے تہے وہ فقط ادلہ قرآن مجید پوری طرح پر جانتے تہے اور اونکے نزدیک توحید علم آخرت کو کہتے تہے جسکو اکثر کلام والے نہین سمجھتے اور اگر سمجھتے ہین تو اوسپر عمل نہین کرتے ہین وہ علم یہ ہے کہ سب کامون کو اللہ کی طرف سے اعتقاد کرے قل کل من عند اللہ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ پھر کچھ توجہ طرف اسباب و ذرائع کے نہی افوض امری الی اللہ یہ توحید ایک بڑا مرتبہ ہے جسکا ایک ثمرہ توکل ہے ایک نتیجہ اوسکا یہ ہے کہ خلق کا شاکی نہو اونپر غصہ نکرے اللہ کے ہر حکم پر راضی رہے سارے کام اپنے اللہ کو سونپے ۵

لفظ توحید

سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفون کے تدبیر ہے توبہ ہے

اِسی توحید کا ایک ثمرہ یہ تہا کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے لوگون نے کہا ہم طبیب کو بلائین کہا طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ یون کہا کہ مینے اپنا حال طبیب سے کہا تہا اوس نے کہا انی فعال لما یرید یعنی مین جو چاہتا ہون سو کرتا ہون توحید ایک جوہر نفیس ہے اوسکے دو پوست ہین کہ ایک بہ نسبت دوسرے کے مغز سے دور ہے لوگون نے لفظ توحید کو واسطے پوست کے اور اوس فن کے جو پوست کا حافظ ہو خاص کر دیا ہے اور مغز کو بالکل چھوڑ دیا مثلاً توحید کا اوّل پوست یہ ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہے یہ وہ توحید ہے جو تثلیث و تثنیہ کے خلاف ہے جسکے قائل نصاریٰ و فرس ہین مگر یہ توحید کبھی منافق سے بھی صادر ہوتی ہے جسکا باطن خلاف ظاہر کے ہوتا ہے دوسرا پوست توحید کا یہ ہے کہ جو بات منہہ سے کہی ہے دلمین اوسکے مضمون کا خلاف

پوست و مغز توحید

وانکار نہو بلکہ بظاہر قلب مین اوس مطلب کا اعتقاد و تصدیق موجود ہو یہ توحید عوام کی ہے متکلمین اسی توحید کو اہل بدعت سے بچاتے ہین رہا مغز توحید سو وہ یہ ہے کہ سب کامون کو اللہ پاک کی طرف یون اعتقاد کرے کہ بیچ کے وسائط پر التفات باقی نرہے اور اوسکی عبادت اسطرح کرے کہ اوس سے خاص اوسیکو معبود ٹھیرائے دوسرے کی عبادت نکرے اِس توحید سے وہ لوگ جو کہ اپنی خواہش نفس کے تابع ہین خارج ہین اسلئے کہ اونکا معبود وہی اونکی ہوائے نفس ہے افرأيت من اتخذ الهه هواه حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بڑا معبود جسکی پوجا زمین مین کیجائے خواہش نفس ہے رواہ الطبرانی بسند ضعیف اور فی الواقع اگر کوئی تامل کرے تو جان لے کہ بت پرست عبادت بت کی نہین کرتا ہے بلکہ عابد ہے اپنی ہوائے نفس کا کیونکہ اوسکا نفس اپنے باپ دادون کے دین کیطرف مائل ہے اور وہ اوسی میل کا اتباع کرتا ہے اور میل کرنا نفس کا طرف اشیاء خوگرفتہ کے اونہین باتونمین سے ہے جنکو خواہش نفس کہتے ہین اِس توحید سے خلق پر غصہ کرنا اور اونکی طرف ملتفت ہونا بھی خارج ہے اِسلئے کہ جو کوئی سب باتون کو خدا کیطرف سے اعتقاد کرے گا وہ دوسرے پر کیون غصہ کرنے لگا غرضکہ پہلے اس مقام کو توحید کہا کرتے تھے اور یہ مقام صدیقون کا تھا اب یارون نے اوسکو کس چیز کی طرف بدل ڈالا اور کیونسے پوست پر اکتفا کیا باوجودیکہ جو اصل بات تھی اوس سے بالکل خالی ہین جیسے کوئی صبح کو اوٹھکر قبلہ رخ ہو کر کہے وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا کہ اگر توجہ اوسکی دل کی خاص طرف اللہ کے نہوگی تو ہر دن اول ہی اول اللہ پاک سے جھوٹ بولا ایسے گا کیونکہ اگر مراد منہہ سے ظاہر کا رخ ہے تو وہ طرف کعبہ کے ہے نہ طرف خالق کعبہ وارض وسماکے اور اگر مراد دل کی توجہ ہے جو کہ مقصود عبادت ہے تو جس صورت مین کہ دل حاجات واغراض دنیاوی مین لگا ہوا ہے اور مال و جاہ و شہوات کے جمع کرنیکے حیلے بنا رہا ہے اور بالکل اوسیطرف متوجہ ہے تو یہ کہنا اوسکا کیسے سچا ہوگا کہ میرا منہہ طرف اللہ پاک کی ہے غرضکہ صاحب توحید اصل مین وہی ہے کہ سوائے واحد حقیقی کے اور کسی کو نہ دیکھے اور روی دل کو بجز احد صمد کے

اور طرف نہ پہیرے اسی توحید کیطرف یہ اشارہ ہے قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون
مراد اس سے یہ نہین کہ فقط زبان سے یہ لفظ کہہ لے کیونکہ زبان مخبر ہے دل سے کبہی سچی ہوتی
ہے کبہی جہوٹی اور اللہ کے دیکہنے کی جگہہ دل ہے جو توحید کا معدن ومنبع ہے ۹

شہر دلچسپ ہمارا دل ہے		عرش وہ ہے یہ تری منزل ہے	

بیان مین توحید کے رسالۂ دعایۃ الایمان اپنے باب مین خطیب فی المحراب ہے توحید
زبان و دل دونون پر مشتمل ہے ابواب شرک و ریاء سے جلی ہون یا خفی مانع و زاجر ہے چوتھا
لفظ ذکر و تذکیر ہے جسکے بارہ مین اللہ نے کہا ہے وذکر فان الذکری تنفع المومنین فضائل مجالس
ذکر مین احادیث کثیرہ آئی ہین جیسے اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قیل وما ریاض
الجنۃ قال مجالس الذکر رواہ الترمذی عن انس اب یہ لفظ ذکر و تذکیر کا مبدل ہوکر
اون باتون کا نام رکہہ دیا گیا ہے جنکو اس زمانے کے واعظ مدام بیان کیا کرتے ہین جیسے قصے
اشعار شطح طامات حالانکہ قصے بدعت ہین اکابر سلف بیٹہنے سے پاس قصہ گوؤن کے منع کرتے
تہے ابن ماجہ مین ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت اور ابوبکر و عمر کے وقت مین قصے نہ تہے یہانتک
کہ فتنہ پیدا ہوا قصہ گو نکل پڑے اور علی مرتضی نے جامع مسجد بصرہ سے قصہ گو کو نکلوا دیا اور جبکہ
حسن بصری کا کلام سُنا تو اونکو نہ نکالا اسلیئے کہ وہ علم آخرت و موت کی یاد دلاتے اور عیوب و
آفات نفوس کا بیان کرتے اور وساوس شیاطین سے بچنے کی تدبیر بتاتے اور اللہ کی نعمتونکا
اور بندون کا اوسکی شکرگزاری سے قاصر ہونا ذکر کرتے اور دنیا کی حقارت و ناپائداری و بیوفائی
اور آخرت کا خطرہ اور اوسکے اہوال کا اندیشہ بتاتے تہے حاصل یہ ہے کہ عمدہ تذکیر شرعی یہی ہے
جو حسن کرتے تہے یہی وہ مجلس ذکر ہے جو ستر مجالس لہو کا کفارہ ہوجاتی ہے ان چکنی باتین
بنانے والون نے ان باتون کو واسطے صفای نفوس کے ایک عصا بنا لیا ہے اور اپنی خرافات
کا نام تذکیر رکہہ لیا ہے ہان وہ قصص جو منصوص کتاب و سنت ہین اونکا بیان کرنا بلا کم و بیشی
و تحریف و تصحیف کے بروجہ صحیح ثابت منع نہین ہے پانچوان لفظ حکمت ہے حکیم کا لفظ اب

لفظ ذکر و تذکیر

طبیب شاعر منجم پر بولتے ہین بلکہ قرعہ انداز کو بھی حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت وہ ہے جسکی تعریف
خدا نے کی ہے یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور
حضرت نے فرمایا ہے الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم فحیث وجدھا فھو احق بہا
رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب وابن ماجۃ یعنی حکمت کی بات مطلوب
حکیم ہوتی ہے مالک نے کہا مراد کلمۂ حکمت سے فقہ فی الدین ہے انتہی پہلے یہ بات گزر چکی ہے
کہ مراد فقہ سے فہم کتاب وسنت ہے قرآن پاک مین جہان کہین لفظ حکمت کا آیا ہے مفسرین نے
تفسیر اوسکی بلفظ سنت یا حدیث کی ہے تفسیر ابن کثیر و فتح البیان کو دیکھو اوسمین شہادت اس
استعمال کی موجود ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ حکیم وہ ہے جو عالم حدیث وسنت ہے نہ وہ شخص
جو حکمت یونان و فلسفت وطب کا دانشمند ہے قال تعالیٰ ویعلمھم الکتاب والحکمۃ
ظاہر ہے کہ جو بات حضرت نے امت کو سکہائی وہ یہی علم قرآن و حدیث تھا اور فرمایا ہے ادع
الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اب سوچو کہ حکمت کیا تھی اور فی الحال کسطرف
منقول ہو گئی اور اسی پر باقی الفاظ کو قیاس کر وسلف استعمال لفظ کراہت اور لاینبغی کا بجای
تحریم کرتے تہے خلف نے اطلاق اوسکا تنزیہ و ترک اولی پر جاری کیا غزالی کہتے ہین علماء بد کے
دہوکے مین نہ آؤ اونکا فریب نہ کہاؤ اونکی خرابی دین مین شیاطین کی خرابی سے بڑہکر ہے کیونکہ
شیطان اونہین کے ذریعہ سے دین کو لوگون کے دلونمین سے نکالتے ہین احوص بن حکیم
عن ابیہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا شر کیا ہے فرمایا تم مجھسے سوال شر کا نکیا کرو
خیر کا حال پوچھا کرو تین بار اسیطرح کہا پھر فرمایا الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر
خیار العلماء رواہ الدارمی غرضکہ علماء بد کو بدترین بد ٹہیرایا اب تمکو اختیار ہے کہ اگر نفس کی
بھلائی چاہو تو سلف کی پیروی کرو اور اگر چاہ شر و فریب مین گرنا چاہو تو خلف کیطرح بنو جتنے علوم
کہ سلف کو پسند تھے وہ سب مٹ گئے اور جن فنون پر اب لوگ اوندہے منہ گرتے ہین وہ اکثر بدعت
ونو پیدا ہین حدیث عمرو بن عوف مین رفعًا آیا ہے ان الدین بدء غریبا وسیعود کما بدء

فطوبی للغرباء وهم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی رواه الترمذی اس حدیث مین جسطرح کہ خبر دی ہے غربت دین سے اسیطرح بشارت بھی دی ہے غرباء کو اور اونکا یہ وصف فرمایا ہے کہ وہ سُنت فاسد کی اصلاح کرتے ہین یعنی علم دین کو جسے علماء بد نے بگاڑ دیا ہے جہانتک بن سکتا ہے سنوارتے ہین زبان سے یا بیان سے یا اور طرح پر بہر حال علوم سلف اسطرح پر غریب ہو گئے ہین کہ جو کوئی اونکا ذکر کرتا ہے تو لوگ اوسکے دشمن ہو جاتے ہین اسی جگہہ سے سفیان ثوری نے فرمایا ہے کہ جب تم دیکھو کہ کسی عالم کے دوست بہت ہین تو جان لو کہ وہ حق کو باطل کے ساتھہ ملانے والا ہے کیونکہ اگر حق ہی کہتا تو لوگ اوس سے عداوت رکہتے ولہذا اجر عالم حق گو کا زمانہ فساد مین بیحد ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد رواه البغوی فی المصابیح والخطیب فی مشکوٰۃ و رواه البیهقی فی کتاب الزهد له عن ابن عباس رضی الله عنه قاله الجزری

فائدہ علم باعتبار اپنی مقدار محمود یا مذموم کے تین طرح پر ہے ایک وہ جسکا تہوڑا اور بہت سب بُرا ہے جیسے سحر طلسمات نجوم فلسفہ ونحوہا دوسرا وہ جسکا تہوڑا بہت سب اچھا ہے اور جتنا زیادہ ہو اوتنا ہی بہتر ہے جیسے معرفت ذات وصفات واسماء وافعال الٰہی کے اور شناخت ترجیح آخرت کی دنیا پر کہ یہی مطلوب بالذات اور وسیلہ سعادات اخروی ہے اسمین جتنی کوشش کیجائیگی وہ مقدار واجب سے کم ہی ہوگی کیونکہ یہ وہ دریا ہے جسکی تھاہ نہین ہے تمام گھومنے والے اسیکے کنارہ پر پھرتے ہین اسکے اندر بجز انبیاء واولیاء وعلماء راسخین کے کوئی نہین جاتا اِس علم پر آگاہ ہونیکے لئے علماء آخرت کے حالات دیکہنا مفید ہوتا ہے کتاب خیرۃ الخیرۃ کسیقدر اونکے احوال و اقوال پر مشتمل ہے اور فی الحال مطبوع ہو کر سہل الحصول ہو گئی ہے ولله الحمد یہ تو ابتداء مین چاہیئے اور انتہا کے لئے اس علم پر مدد مجاہدہ و ریاضت و تصفیۂ قلب و تخلیۂ النفس سے اور مشابہت پیدا کرنے سے ساتھہ انبیاء اور اولیاء و علماء خیر کے ملتی ہے گو بقدر جد و کد نملے لکن یہ جہد و سعی ضرور ہے

تیسرا وہ علم جو ایک مقدار خاص تک اچھا ہے یہ وہ علم ہین جنکو ہم فرض کفایہ لکھہ چکے ہین بڑا ضروری واہم جسکو سب لوگون نے چھوڑ رکھا ہے وہ علم صفات قلب کا ہے اور یہ کہ کونسی صفت اوسمین اچھی ہے اور کونسی بری اسلئے کہ کوئی آدمی ایسا نہین ہے جو بری صفتون سے پاک ہو اور حرص وطمع وحسد وکبر وعجب وریا وسمعہ ونحوہا اوسکے اندر نہون اور یہ سب صفات مہلکات ہین سو انکو ایسے ہی چھوڑ دینا اور فقط اعمال ظاہری مین مشغول رہنا ایسا ہے جیسے کوئی پہوڑے پھنسی پر لیپ کرے اور اندر کا مواد فصد وسینگی لگانے سے نہ نکالے نام کے علما وکٹھ ملا اعمال ظاہری ہی بتاتے ہین اور آخرت کے علما تصفیہ باطن کا مواد شر سے سکہاتے ہین اسطرح کہ اونکی جڑ اوکھاڑ ڈالیجا لیکن اکثر لوگ جو اعمال ظاہری کی پابندی کرتے ہین اور دلون کی صفائی نہین کرتے اوسکی وجہ یہی ہے کہ اعمال ظاہر اعضا کے سہل پڑتے ہین اور دل کے اعمال مشکل ہین سو جس کسی کو قصد آخرت وطلب نجات وگریز کا ہلاک ابدی سے منظور ہو تو وہ اپنے باطن کو ان روگون سے بچائے اور اونکے علاج کے علم مین مشغول ہو اور جب تک اوسکو اس فرض عین سے فراغت نہو تب تک فرض کفایہ مین مصروف نہو خصوصًا جبکہ کوئی دوسرا عالم عامل اوسکا موجود ہو پس اوس سے بڑہکر کون احمق ہوگا جو کہ اپنی جان کا تو فکر نکرے دوسرے کے لئے بیفائدہ کاوش کرے پھر اگر کسی کو اپنے تصفیہ نفس سے فراغت ملے اور ظاہر وباطن کے گناہ چھوڑنے پر قدرت ہو جائے اور یہ امر ایک عادت دائمی کے طور پر ہاتھ آئے اور ایسا ہونا کچھہ بعید نہین ہے تو اوسدم فرض کفایہ مین مشغول ہونا چاہیئے اور ترتیب ودرجہ کا لحاظ رکھے یعنی پہلے قرآن شریف پھر حدیث مبارک پھر علم تفسیر پھر علوم قرآن پھر علوم حدیث پھر انکی فروع یعنی علم فقہ سیکھے لیکن مذہب معتبر ومستند نہ خلاف وجدل پھر اصول فقہ اسیطرح بقیہ علوم جنکے لئے عمر گنجایش کرے اور وقت یاری دے اور زمانہ فرصت بخشے یہ نکرے کہ واسطے تحصیل کمال کے ایک ہی فن مین ڈوب جائے اسلئے کہ علوم بہت ہین اور عمر تھوڑی ہے

	علم کثیر آمد وعمرت قلیل		آنچہ ضروری است ہمان پیش گیر	

مراتب تحصیل علوم

یہ علوم واسطے مقصود کے آلات ومقدمات ہین کچھہ خود مقصود بالذات نہین ہین اور جو چیز غیر کے
لئے مطلوب ہوتی ہے اوسمین اصل مقصود کا فراموش کرنا نچاہیئے اور نہ کثرت ذرایع کی چاہیئے پس علم
لغت سے اوسی مقدار پر کفایت کرے جس سے زبان عربی سمجھہ اور بول سکے اور لغت کم رائج سے
اتنا جان لے کہ قرآن وحدیث کے سب الفاظ پر آگاہی ہو جای اس سے زیادہ خوض کچھہ ضرور
نہین ہے اسیطرح علم نحو سے اوتنا سیکھہ لے جو متعلق قرآن وحدیث وفقہ سنت واصول ہو کیونکہ
علم کے تین مراتب ہین ایک بقدر کفایت دوم متوسط سوم درجۂ کمال سوہم حدیث وتفسیر وفقہ وکلام
مین مراتب سہ گانہ بتائے دیتے ہین وقس علیہ الباقی علم تفسیر مین مقدار کفایت وہ ہے کہ
دو چند حجم قرآن ہو جیسے تفسیر وجیز واحدی متوسط یہ ہے کہ سہ چند ہو جیسے وسیط تفسیر نیشاپوری
اور درجہ کمال اس سے زیادہ ہے اوسکی کچھہ حاجت نہین ہے بلکہ عمر بھر تک اوسکا انجام بھی نہین
ہو سکتا انتہی مین کہتا ہون علم تفسیر مین بہترین تفاسیر تفسیر ابن کثیر وفتح القدیر وفتح البیان ہین
اور مختصرات مین تفسیر جلالین وجامع البیان واحکام مین اکلیل ونیل المرام بس بس واللہ اعلم
پھر غزالی نے کہا کہ حدیث مین مقدار کفایت یہ ہے کہ مضمون بخاری ومسلم کا کسی عالم فاضل سے
سمجھہ لے حفظ اسماء رُوات وحفظ الفاظ صحیحین کچھہ ضرور نہین ہے اتنا کافی ہے کہ ضرورت کے
وقت جس مسئلہ کی حاجت ہو نکال سکے متوسط درجہ یہ ہے کہ ہمراہ صحیحین کے جتنی کتابین
حدیث کی صحیح ہین وہ بھی پڑھہ لے یعنی جیسے سنن اربعہ ودارمی ومنتقی الاخبار ومشکوٰۃ وبلوغ المرام
اور درجہ کمال یہ ہے کہ جملہ احادیث ضعیفہ وقویہ وصحیحہ ومعللہ پر معہ احوال رُواۃ وانواع طرق
واوصاف کے آگاہ ہو فقہ مین مقدار کفایت یہ ہے کہ مثلاً فتح المغیث ترجمہ درر بہیہ مع شرح
پڑھہ لے متوسط یہ ہے کہ مسک الختام یا فتح علام پر عبور کر جای درجہ کمال یہ ہے کہ نیل الاوطار
شرح منتقی الاخبار کسی عالم باوقار پر عرض کرے اِس زمانہ مین کتب فقہ سنت اردو وفارسی مین
نہایت اختصار وضبط سے لکھی گئی ہین جیسے نہج مقبول وبنیان مرصوص وعرف الجادی
وہدیۃ المہدی ورابلہ ونحوہا علم کلام کا مقصود صرف اتنا ہے کہ جو عقائد اہل سنت نے سلف صلحاء سے

نقل کئے ہین وہ محفوظ رہین اور کچھ مطلب نہین اور اگر ہے تو پھر کشف ہونا حقائق امور کا بدون طریق کشف کے معلوم سوا اوس سے کچھ غرض متعلق نہین ہے ہان حفظ مقصود سنت کے لئے مقدار کافی علم کلام سے ضرور ہے اور وہ ایک رسالہ مختصر عقائد سے ہو سکتی ہے جیسے فتح الباب و سائق العباد اُردو مین یا قطف الثمر عربی مین اور متوسط درجہ کی مقدار یہ ہے کہ سو ورق کا رسالہ ہو یا کسیقدر کم جیسے بغیۃ الرائد اور درجہ کمال یہ ہے کہ کتاب سفارینی پر اوّل سے تا آخر عبور حاصل ہو حاجت علم کلام کی اسلئے ہے کہ اوس سے بدعتی کا مناظرہ کیا جائے اور اوسکی بدعت کو ابتر کرکے دلمین سے عامی کے نکال دیا جائے **قال تعالی** وجادلہم بالتی ہی احسن رہے امور خلافی جو پچھلی زمانون مین ایجاد ہوئے ہین اور اونمین وہ تحریرات و تصنیفات و مناظرات نکلے ہین کہ زمانہ سلف مین کبھی ویسے نہ تھے سوا اونکے گرد بھی پھرنا نچاہیئے بلکہ اونسے زہر قاتل کی طرح بچنا لازم ہے یہ وہ روگ ہے جسنے تمام فقہاء کو آپسکی حرص و مباہات مین مبتلا کر دیا ہے مسلمان کو چاہیئے کہ جن کے شیطانون سے بھی بچے اور انسان کے شیطانون سے بھی جدا رہے کہ آن لوگون کے بہکانے اور گمراہ کرنے نے شیاطین جن کو بھی راحت دیدی ہے ۵

عارفی از کوہ بصحرا گزشت	دید عزازیل بدامان دشت
دل زغم وسوسہ پرداختہ	دیدہ ز نیرنگ تہی ساختہ
گفت باو عارف صحرا نورد	کز چہ درین بادیۂ ہرزہ گرد
طبع تو آسودہ ز وسواس چیست	اینقدر ش کندی الماس چیست
کار تو در صومعہ و خانقاہ	باز چرا ماندۂ از کارگاہ
نقرہ تہ بخش صف طاعت نۂ	رخنہ گر سلک جماعت نۂ
در صف اصحاب نہیب نو کو	جادوی جبریل فریب تو کو
شعبدہ انگیزی خویت کجاست	خوی بد عربدہ جویت کجاست
رہزن دوران بدل بدسگال	طنز کنان داد جواب سوال

کز برکاتِ علماء زمان	فارغم از کشمکش این و آن
داشت مرا باز ازین جد وجهد	حیلہ گریہای فقیہان عہد
یک تن ازین طائفۂ بلہوس	از پئے گمراہی کونین بس

تو اپنی جان کو ساتھہ خدا کے اکیلا فرض کرے اور جان لے کہ موت و در پیشی حساب وجنت
ونار کی سامنے ہے پھر سوچ کہ ان سامنے کی چیزون مین کونسی بات تجکو بکار آمد ہے اوسیکو تو اختیار کر
اور اوسکے سوا سب کو ترک کردے والسلام **حکایت** ایک عالم نے ایک شیخ کو خواب مین دیکہا
پوچہا جن علوم مین تم جہگڑا کیا کرتے تھے اور مناظرات ہوتے تھے اونکا حال کہو اپنی ہتیلی پہیلا کر
اوسنے پہونک ماری اور کہا وہ سب عبارات واشارات خاک کیطرح اوڑ گئے فقط دو رکعتین
میرے کام آئین جو مین رات کو ادا کیا کرتا تھا وہی میری تہین حدیث ابو امامہ مین آیا ہے
ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل ثم قرء ما ضربوه لك الا جدلا
بل هم قوم خصمون رواه الترمذي اس حدیث مین مذمت ہے علم جدل کی آب سارے
مولوی اسی بلا مین گرفتار ہین الا من رحمه الله اور کیون نہون کہ بندۂ درہم و دینار ہین نہ بندۂ
خداوندگار صحیحین مین عائشہ سے رفعًا آیا ہے کہ حضرت نے تفسیر کریمۂ فاما الذين فى قلوبهم
زيغ مین فرمایا ہے هم اهل الجدل الذين عناهم الله تعالى بقوله واحذرهم ان
يفتنوك بعض اکابر نے کہا ہے آخر زمانے مین وہ لوگ ہون گے جنپر دروازہ عمل کا بند کردیا جائیگا
اور جدل کا دروازہ واسطے اونکے کہلجائیگا سو یہ پیشین گوئی اون بزرگ کی آج ہمارے سامنے
موجود ہے **حکایت** بصیر حمصی نے خلیل بن احمد کو خواب مین دیکہا کہا تم سے زیادہ کوئی عاقل نہین ملتا
کہ اوس سے کچھ پوچھین کہا جس بات مین ہم مصروف تھے اوسکا حال بھی تم نے معلوم کیا ہمکو تو سوائے
ان کلمات کے کوئی چیز بھی مفید نہوئی سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر
ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم **فائدہ** غزالی رح نے اسجگہہ ایک فصل مستقل
بیان مین علم خلاف کے لکہی ہے جو کہ یہ علم شرعًا مذموم ہے اسلیئے بیان کرنا اوسکا اسجگہہ کچھہ ضرور

نہین ہے پہر مناظرہ کے لئے آٹھہ ادب لکھے ہین پھر آفات مناظرہ کو ذکر کیا ہے ہم دیکھتے ہین کہ ایک مدت درازسے وہ سارے آداب علماء دنیا وفقہاء زمان سے مفقود ہوگئے ہین یہی آفات مناظرہ ومصائب مجادلہ ومکابرہ مقصود اہل علم دنیا ٹھیرے ہین انا للہ وکان امر اللہ قدراً مقدوراً شیخ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے شرح حال علماء سُوءِ و فقہاء دنیا مین کیا خوب ابیات لکھی ہین جس سے کوئی طالب علم آخرت بے نیاز نہین ہوسکتا ہے یہ ابیات اس لائق ہین کہ آب دیدۂ بینا سے لوح سینۂ بے کینہ پر لکھے جائین ۵

ای عَلَم عِلم برافراختہ   چون عَلَم از علم سرافراختہ
خویشتن از عِلم عَلَم ساختی   چون عمل آمد عَلَم انداختی
لاف درستی ست عَلَم سازیت   حجت سُستی عَلَم اندازیت
دعوی دانش کنی از جاہلے   حاصل تحصیل تو بے حاصلے
خواجہ زند بانگ کہ صنعت درم   مِسّ شود از جودت صنعت زرم
لکن اگر دست بجیبش نہی   چون کف مفلس بود از زر تہی
کیسہ چو خالی بود از زر و سیم   دعوی اکسیر چہ سود از حکیم
جمع کتب از سرہ و ناسرہ   کردہ چو خشت ست بگردت خرہ
آن خرہ کن رخنہ کہ از چار حد   بست میان تو و مقصود سد
ہر ورقے زان کتب آمد حجاب   زان حجب نو بتو ئی رخ بتاب
تا بہ بری از ہمہ فرّ سبق   زان کتب امروز بگیری سبق
علم کہ خواندی برہ ناصواب   باشد از ان علم سیہ رو کتاب
نور دل از سینۂ سینا مجوی   روشنی از چشم نہ بینا مجوی
جانب کفر است اشارات او   باعث خوف ست بشارات او
فکر شفایش ہمہ بیماری است   اہل نجاتش ز گرفتاری است

قاعدهٔ لب که به قانون نهاد ‖ پای نه از قاعده بیرون نهاد
لیک نهان ساخت بر اهل طلب ‖ روی سبب بحجاب سبب
خاصیت علم سبب سوزی است ‖ شیوهٔ جاهل سبب آموزی ست
طب ز نبی جوی که طب النبی ‖ سازدت از جملهٔ علل اجنبی
از مرض جهل شفا بخشدت ‖ وز کدر نفس صفا بخشدت
تا بد از اسباب علل روی تو ‖ وا کند از هر چه نه حق خوی تو
عمر تو شد صرف اصول و فروع ‖ هیچ نیفتاد با صلت رجوع
هیچ وقوفت ز مقاصد چو نیست ‖ از طلب او بمواقف مایست
بر تو چو نکشاد ز مفتاح راه ‖ دولت فتح از در فتّاح خواه
نور هدایت ز هدایه مجوی ‖ راه نهایت به نهایه مپوی
گر ز موانع دل تو صاف نیست ‖ کشف موانع حد کشاف نیست
ترک نفاق و کم تلبیس گیر ‖ علم ز سرچشمهٔ تقدیس گیر
هر چه نه قال الله و قال الرسول ‖ هست بر اهل فضیلت فضول
فضل خدا بین و فضولی مکن ‖ جهل ز حد رفت جهولی مکن
علم چو دادت ز عمل هیچ هیچ ‖ دانش بیکار نیرزد بهیچ
چون نه بساط عملت سود پای ‖ بی‌عملان را بعمل رهنمای
بایدت اوّل ادب اندوختن ‖ پس دگران را ادب آموختن
چون دگران را شوی آموزگار ‖ کم طلب آنرا عوض از روزگار
علم بود جوهر و باقی سفال ‖ آن چه حقیقت دگران چه خیال
بیع جواهر به سفالی که چه ‖ بذل حقایق بخیالی که چه

ان ابیات مین اشاره کیاہے طرف کتاب اشارات و شفاء و نجات و قانون و مفتاح و مقاصد و مواقف

✢

ومفتاح وہدایہ ونہایہ وتموانع وکشاف کے اِنہین بعض کتب علم فلسفت کی ہین اور بعض
علم کلام کی اور بعض فقہ حنفی کی اور بعض تفسیر معتزلی کی پھر آن سب علوم وعلماء سے تحذیر کی
ہے اسلئے کہ یہ علوم سلف امت کے نہین ہین بلکہ نو ایجاد زمرہ خلف ہین اِنسے کچھہ علم آخرت
کا حاصل نہین ہوتا ہے اِنکا نفع اگر ہے تو اسی حیات دنیا تک ہے سو وہ علم کس کام کا ہے جو
ہمراہ عالم کے آخرت تک نجاے اور اوسکو آفات واہوال عقبے سے نہ بچاے علم تو وہ ہے جو عالم
کو معلوم تک پہنچا دے اور قبر وحشر مین اُسکے ساتھہ رہے جب یہ بات علم سے حاصل نہوئی بلکہ اوسکا
ثمرہ اسی زندگی فانی مین رہا تو اوس علم سے جہل بمراتب اعلیٰ ہے ولہذا ایسے علماء سے جاہل
بیوقوف لوگ باعتبار انجام امر کے زیادہ تر سعادتمند ہوتے ہین پھر ان ابیات مین بعد اس تحذیر کے
ارشاد کیا ہے طرف اخذ قال اللہ وقال الرسول کے مراد اوس سے عمل کرنا ہے کتاب وسنت پر
کیونکہ علوم مذکورہ سراسر تلبیس ہین اور یہ علم ہمراہ عمل کے سراپا تقدیس ہے سارے سلف اس امت
کے اسی علم کیطرف پھرتے تھے اور اسی شرف کے اِردگرد چکر مارتے تھے لیکن حاصل ہونا اس علم مبارک
وعمل صالح کا آسان بات نہین ہے یہ علم اون لوگون کو ہرگز نہین آتا جو محبت دنیا ومزخرفات دنیا
مین مشغول رہتے ہین اور گرفتار شہوات واہواء نفس کے ہین اور علم فرض عین اور علم فرض کفایہ مین کچھہ
تفرقہ وتمیز نہین کرتے بلکہ مغز کو چھوڑکر پوست پر قانع ہوگئے ہین ولہذا برکات علم سے بالکل محروم
ہین گو اپنے خیال مختل مین بڑے عالم فاضل قابل کامل کیون نہون لیکن جب اونکا علم وعمل شرع حق
کی ترازو مین تولا جاتا ہے تو کچھہ وزن اوسکا نہین نکلتا ہباءً منثورًا ہو جاتا ہے یہ لوگ اگر عالم
ظاہری نہوتے بلکہ عامی ہوتے اور اخلاق سوء دل سے بری رہتے اور انکا ایمان مثل ایمان
عوام اہل اسلام کے ہوتا اور عمل مین برابر عامۂ سلف کے نکلتے تو بھی ایکطرح کی صورت واسطے
نجات اخروی کے ہوتی مشکل تو یہ ہے کہ دعوی علم وفضل کا رکھتے ہین اور محبت دنیا وماسوا اللہ
وغیر اللہ مین اہل دنیا کے کان کترتے ہین اور عمل بد مین جاہلون سے بھی بڑھ گئے ہین دین حق
کے دشمن اور عمل صواب کے عدو ہین فانا للہ **فائدہ** آداب طالب علم کے یہ ہین کہ پہلے اپنے نفس

کو رذیل عادتون اور بُری صفتون سے پاک کرے اسلئے کہ علم دل کی عبادت اور باطن کی درستی اور اللہ سے قریب ہونا ہے جبتک دل پاک نہوگا علم نہ آئیگا انسان کا قلب وہ گھر ہی جسمین فرشتون کا گزر و اثر و قیام ہوتا ہے صفات بد جیسے غضب شہوت کینہ حسد کبر عجب طمع و نحوہا بھونکتے کتّے ہین یہ جب کسی دلمین ہونگے تو وہان گزر فرشتون کا کسطرح ہوگا اللہ نور علم کو اندر دل کے فرشتون ہی کے ذریعہ سے پہنچاتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء فرشتے پاک ہین پاک جگہہ دیکھتے ہین اور خزائن رحمت الٰہی کو پاک ہی دلمین بھرتے ہین تبسط اس ادب کا غزالی نے کیا ہے تیسر علایق و اشغال دنیا کو کم کرے اور اقارب و وطن سے دور رہے تاکہ یہ علاقے مانع و مزاحم نہون کسی نے کہا ہے کہ علم تجھکو اپنا تھوڑا سا حصّہ نہ دیگا جب تک کہ تو اپنا سب دل و جان اوسکے حوالہ نکرے گا یہ دوسرا ادب ہوا تیسرا ادب یہ ہے کہ علم پر تکبر نکرے اور نہ استاد پر حکومت بلکہ بالکل اوسکا مطیع و تابع و خادم ہو جائے کیونکہ علم بدون انکسار و خاکساری اور عجز و بیچارگی و سماع کے نہین آتا ہے ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید قصۂ خضر و موسیٰ علیہما السّلام دلیل ہے اس قسم کے آداب پر چوتھا ادب یہ ہے کہ ابتداء امر مین سماعتِ اختلاف سے بچے کیونکہ اس سے عقل حیران اور ذہن پریشان ہو جاتا ہے راے مین سستی اور ادراک و اطلاع سے ناامیدی ہوتی ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ علوم عمدہ مین سے کسی علم و قسم کو بدون دیکھے نچھوڑے بلکہ اوسکے مقصود و علت غائی پر اطلاع حاصل کرے اگر زندگی وفا کرے تو اوسمین کمال پیدا کرے ورنہ اہم کو حاصل کر لے اور باقی علوم مین تھوڑا تھوڑا ماہر ہو کیونکہ فیض مبدء فیاض کا عام ہے کسی ظرف خاص مین محصور نہین ہوتا ہے یہ فیض دلہاے اہل اللہ و اہل علم مین منتشر رہتا ہے اسلئے ہر مقام سے بقدر توفیق و نصیب کے حصہ حاصل کرنا مناسب ہے ٥

چہ خوش گفت دانا کہ دانش بسے ست		ولکن پراگندہ با ہر کسے ست	

چھٹا ادب یہ ہے کہ اہم علوم وانفع فنون کو مقدم کرے اشرف علوم علم آخرت ہے خواہ علم مکاشفہ ہو یا علم معاملہ کیونکہ علت غائی معاملہ کی بھی وہی علم مکاشفہ ہے مکاشفہ کا انجام اللہ کی معرفت ہے اس مکاشفہ سے غرض ہماری وہ اعتقاد نہین ہے جسکو عوام باپ دادون سے سُنتے چلے آئے ہین یا زبانی یاد کر لیا ہے یا طریق علم کلام پر معلوم کیا ہے بلکہ غرض اوس سے ایک قسم کا یقین ہے جو اوس نور کا نتیجہ ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ بندے کے دلمین ڈالتا ہے جبکہ بندہ اپنے باطن کو مجاہدہ کر کے خبائث اوصاف سے پاک صاف کر لیتا ہے اس بابمین سب آدمیون سے بڑھکر انبیاء کا درجہ ہے پھر اولیاء کا پھر جو اونسے قریب و متصل ہون ساتوان ادب یہ ہے کہ کسی فن مین قدم نرکھے جب تک کہ اوس سے پہلے کا فن پورا نکر لے کیونکہ علوم ایک ترتیب ضروری پر مرتب ہین اور ایک علم دوسرے علم کا رستہ ہے توموفق وہی شخص ہے جو کہ اوس ترتیب کو ملحوظ رکھتا ہے **قال تعالیٰ** الذین اٰتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ یعنی ایک فن سے آگے نہین بڑھتے جبتک کہ علماً و عملاً اوسکو پختہ نکر لین آٹھوان ادب یہ ہے کہ اوس امر کو معلوم کرے جسکے سبب سے شرف علم کا حاصل ہوتا ہے مثلاً علم دین اور علم طب کو جو دیکھتے ہین تو اوّل کا ثمرہ زندگی ابدی ہے اور دوسرے کا ثمرہ زندگی فانی اس سبب سے علم دین اشرف ہوگا بہ نسبت علم طب کے اِس سے ظاہر ہوا کہ سب علوم سے اشرف وافضل علم اللہ و ملائکہ و رسل و کتب الٰہی کا ہے اور وہ علم ہے جو ان علوم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو اب ہمکو سوا اس علم کے کسی اور علم کیطرف رغبت و حرص کرنا نچاہیے نوان ادب یہہ ہے کہ ہر دست علم سے یہ قصد ہو کہ باطن فضائل سے آراستہ ہو جائے اور انجام کو یہ ہو کہ اللہ کا قرب اور ملائکہ و مقربین و ملاء اعلیٰ کی ہمسایگی حاصل ہو یہ غرض نہو کہ مال و جاہ و ریاست ملے بیوقوفون سے جھگڑے ہمسرون پر فخر کرے اور جس شخص کی نیت علم سے قرب الٰہی ہے تو بالضرور وہ ایسے علم کو طلب کرے جو اوسکے مقصود سے بہت نزدیک ہو جیسے علم آخرت مگر اوسکو یہ نچاہیے کہ وہ علم نحو و لغت وغیرہا کو جو علاقہ کتاب و سنت سے رکھتے ہین

اور فرض کفایہ مین داخل ہین بنظر حقارت دیکھے ہمارے مبالغہ کرنے سے تعریف علم آخرت
مین یہ نسمجھنا چاہئیے کہ وہ علوم جو سوا اس علم کے ہین برے ہین بلکہ جو ذرہ برابر خیر کریگا اوسکا
ثواب اوسکو ملیگا اور جو شخص علم سے قصد رضای الٰہی کا رکھیگا خواہ کوئی سا علم منجملہ ان
علوم کفایہ کے ہو تو وہ علم اوسکو مفید ہوگا کیونکہ علوم کی فضیلت اعتباری و اضافی ہے کہ
کسی کی نسبت کوئی علم اعلیٰ ہے اور کوئی ادنیٰ **قال تعالیٰ** ھم درجات عند اللہ
فائدہ آداب استاد و متعلم کے بھی کئی ایک ہین پہلا ادب یہ ہے کہ شاگرد پر شفقت کرے
اور اوسکو بجای اپنے فرزند کے جانے استاد کا حق ماں باپ سے اسلیئے زیادہ ہے
کہ باپ سبب حیات فانی ہے اور استاد سبب حیات باقی پھر ایک استاد کے شاگرد دونین
باہم محبت ہونا چاہیئے یہ جب ہوگا کہ اونکا مقصود آخرت ہوگی اور اگر دنیا مراد ہے تو باہم
حسد و بغض ہوگا **قال تعالیٰ** الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین
اور فرمایا ہے انما المومنون اخوۃ دوسرا ادب یہ ہے کہ باقتداء صاحب شریعت تعلیم علم
پر اجرت نہ لے اور طالب عوض و شکر نہو بلکہ فقط واسطے اللہ اور اوسکے قرب کے سکھائے پڑھائے
بلکہ تلامذہ کا احسانمند ہو کہ یہ فضل مجھکو اونہین کے سبب سے حاصل ہوا ہے **قال تعالیٰ**
قل لا اسئلکم علیہ اجرا تیسرا ادب یہ ہے کہ نصیحت و خیر خواہی شاگرد کی کرے
اگر وہ قابلیت سے پہلے کسی رتبہ کا طالب ہو یا تعلم علم ظاہر سے پہلے علم باطن کا سیکھنا چاہے
تو اوسکو منع کرے اور اگر وہ طلب علم کی واسطے دنیا کے کرتا ہے تو اوسکو طرف طلب علم کے
واسطے دین کے وعظ کرے وقس علی ہذا چوتھا ادب یہ ہے کہ اوسکو اخلاق بد سے جہانتک
ہوسکے کنایۃً یا محبۃً روکے زجر و توبیخ نکرے پانچوان ادب یہ ہے کہ جس علم کو سکھاتا ہو تو
دوسرے علم کی برائی اوسکے دلمین نہ ڈالے جسطرح معلم لغت مذمت علم فقہ کی کرتا ہو
یا فقیہ مذمت علم تفسیر و حدیث کی کرتا ہے چھٹا ادب یہ ہے کہ اوسکے سامنے تقریر مطابق
اوسکی فہم و عقل کے کرے ایسی بات نکہے جو اوسکی فہم مین نہ آئے ساتوان ادب یہ ہے

ف قسم علماء

که استاد اپنے علم پر عمل کرتا ہو ایسا نہو کہ کہے کچھہ اور کرے کچھہ **فائدہ** علماء دو طرح کے ہوتے
ہین ایک دنیا کے دوسرے آخرت کے دنیا کے مولوی وہ ہین جنکی غرض علم سے دنیا مین
چین اوڑانا اور اہل دنیا کے نزدیک جاہ و منزلت پیدا کرنا ہوتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ قیامت
کے دن سب لوگونکی نسبت سخت تر عذاب اوس عالم کو ہوگا جسکو اللہ نے اوسکے علم سے نفع نہ دیا
اخبار صحیحہ ذم علماء سوء دنیا طلب مین بہت آئی ہین کتاب العلم مشکوۃ وغیرہ مین مذکور ہین حسن البصری
نے کہا ہے تو اون لوگو مین نہو جو علم و ظرافت مثل علماء و حکما کے رکھتے ہین اور عمل مین بیوقوفونکی
برابر ہین سفیان نے کہا ہے علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل نے کہا ہان تو خیر ورنہ علم رخصت ہوتا
ہے ابن مبارک نے کہا آدمی جب تک طلب علم مین رہتا ہے تب تک عالم ہوتا ہے جب یہ گمان
کرتا ہے کہ مین جان چکا تب جاہل ہو جاتا ہے فضیل نے کہا مجھکو اوس عالم پر ترس آتا ہے جس سے
دنیا بازی کرتی ہے حسن نے کہا علما کا عذاب دل کا مرجانا ہے دل کی موت یہ ہے کہ عمل آخرت سے
دنیا کی طلب ہو بلعام کو بھی کتاب ملی تھی مگر وہ شہوات مین جم گیا اسلئے اللہ نے کتے کے ساتھہ اوسکی
تشبیہ دی معلوم ہوا کہ عالم دنیا دار جاہل سے بھی زیادہ تر رذیل ہے اور وہ عذاب الیم مین گرفتار
ہوگا اور رہے مفلح و مقرب سو وہ علماء آخرت ہین اونکے لئے علامات ہین ایک یہ کہ علم سے طالب دنیا
نہون کیونکہ ادنی درجہ عالم کا یہ ہے کہ دنیا کی حقارت و خست و کدورت و ناپائداری اور آخرت

ف علامات علماء آخرت

کی بزرگی و پائداری اور صفاء لذات اور عظمت سلطنت عقبے معلوم کرے اور جان لے کہ دنیا و
آخرت ایک دوسرے کی ضد ہین اور مثل دو سوتون کے ہین کہ جب ایک راضی ہوگی تو دوسری
روٹھہ جائیگی اور ترازو کے دو پلونکی طرح ہین کہ جتنا ایک پلہ جھکے گا اوتنا ہی دوسرا پلہ اوٹھیگا
یا مشرق و مغرب کی طرح ہین کہ جتنا ایک سے پاس ہوگا اوتنا ہی دوسرے سے دور ہوگا اور
جو شخص دنیا کی حقارت اور کدورت اور آمیزش اوسکے نوش کی نیش سے نہین جانتا ہے یا یہ
نہین سمجھتا کہ جو لذت دنیا کی صاف و بے خلش ہوتی ہے وہ بھی کچھہ مدت کے بعد گزر جاتی
ہے تو ایسے شخص کی عقل مین فساد و خلل ہے وہ کیسے شمار مین علماء کے ہوگا اور جو شخص کہ امر آخرت

کی بزرگی وپائداری کو نہین جانتا ہے وہ کافر مسلوب الایمان ہے تو جسکا ایمان ہی نہین
وہ کیسے عالم ہوگا اور جو شخص دنیا و آخرت کا ضد ہونا نہین جانتا اور ان دونون کا جمع
کرنا ایک طمع بے سود ہے تو وہ شرایع انبیاء سے واقف نہین ہے بلکہ قرآن شریف کا اول
سے آخر تک منکر ہے تو ایسا شخص کبھی علما مین شمار نہین ہوسکتا اور جو شخص ان سب باتون
کو جانکر آخرت کو دنیا پر اختیار نکرے تو وہ شیطان کا قیدی ہے اوسکی شہوت نے اوسکو تباہ
کردیا ہے اور بدبختی اوسپر غالب آگئی ہے تو جن لوگون کے یہ درجے ہین وہ علما کے زمرے مین کیسے
متصور ہوسکتے ہین **حکایت** ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ تجکو علم عنایت ہوا
ہے تو اپنے علم کے نور کو گناہون کے اندھیرے سے مت بجھانا ورنہ جس روز اہل علم اپنے علم
کے اوجالے مین چلینگے تو تاریکی گناہ مین رہے گا یحیی بن معاذ رازی علماء دنیا کو یون کہا کرتے
تھے کہ ای علم والو تمہارے محل قیصر کے سے ہین اور مکانات کسریٰ کے سے اور کپڑے زرق برق
اور موزے جالوت کے سے اور سواریان قارون کی سی اور برتن فرعون کے سے اور گناہ
جاہلون کی طرح کے اور مذاہب شیطان کے تو شریعت محمدیہ کہان گئی **ف** مال کے ترک کرنیسے کوئی
شخص علماء آخرت مین نہین ملتا ہے اسلیئے کہ جاہ کا ضرر فتنہ مال سے زیادہ ہے **قال تعالیٰ**
ولولا ان ثبتناك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا یہ ارشاد خدا کا سید الانبیاء کو ہے
پھر کسی اور کی کیا ہستی ہوسکتی ہے علماء دنیا کے حق مین فرمایا ہے واذ اخذ الله ميثاق الذين
اوتوا الكتاب لتبيننه للناس ولا تكتمونه فنبذوه وراء ظهورهم فاشتروا به
ثمنا قليلا اور علماء آخرت کی شان مین یون کہا ہے وان من اهل الكتاب لمن يؤمن
بالله وما انزل اليكم وما انزل اليهم خاشعين لله لا يشترون بآيات الله
ثمنا قليلا اولئك لهم اجرهم عند ربهم **وقال تعالیٰ** قال الذين يريدون
الحياة الدنيا يا ليت لنا مثل ما اوتي قارون انه لذو حظ عظيم وقال الذين
اوتوا العلم ويلكم ثواب الله خير لمن آمن وعمل صالحا ولا يلقاها الا الصابرون

اس آیت مین اہل علم کی صفت دنیا پر آخرت کو ترجیح دینی اور اختیار کرنے کی فرمائی ہے ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ فعل خلاف قول نہو بلکہ جس فعل کا امر کرے اول عامل اُسکا خود ہو۔ **قال تعالیٰ** اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم **وقال تعالیٰ** کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور قصۂ شعیب علیہ السلام مین فرمایا ہے وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ توجہ اوسکی ایسے علم کی تحصیل کیطرف ہو جو آخرت مین کام آئے اور طاعت مین رغبت دلائے اور اون علوم سے اجتناب کرے جنکا فائدہ کم ہو اور گفتگو و لڑائی وجھگڑا اونمین بہت ہو **حکایت** ایکدن شقیق بلخی نے اپنے شاگرد حاتم اصم سے پوچھا کہ تم کتنے دنون سے میرے ساتھہ ہو کہا ۳۳ برس سے پوچھا تمنے اس مدت مین مجھسے کیا سیکھا کہا آٹھہ مسئلے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون میری اوقات تمہارے اوپر ضائع گئی کہ تمنے فقط آٹھہ مسئلے سیکھے کہا اسی استاد مینے زیادہ نہین سیکھے اور مین جھوٹ بولنے کو ناپسند کرتا ہون کہا اچھا بتاؤ وہ کونسے آٹھہ مسئلے ہین کہ مین بھی سنون حاتم نے کہا اول مسئلہ یہ ہے کہ مینے خلق کو دیکھا تو معلوم کیا کہ ہر ایک شخص کا ایک محبوب ہوتا ہے جو قبر تک اوسکے ساتھہ رہتا ہے جب وہ قبر مین پہنچ جاتا ہے تو اپنی محبوب سے جدا ہو جاتا ہے اسلئے مینے اپنا محبوب حسنات کو ٹھیرایا کہ جب مین قبر مین جاؤن تو میرا محبوب بھی میرے ساتھہ رہے شقیق نے کہا تمنے بہت اچھا سیکھا اب باقی سات مسئلے کہو کہا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مینے اس آیت مین واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی تامل کیا اور سمجھا کہ اللہ کا فرمانا درست ہے اسلئے اپنے نفس پر خواہش دور کرنے کی محنت ڈالی یہانتک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر جم گیا تیسرا یہ ہے کہ اہل دنیا کو دیکھا تو یہ پایا کہ جس کسی کے پاس کوئی شئے قدر و قیمت کی ہے وہ اوسکو اوٹھا کر رکھہ چھوڑتا ہے اور حفاظت کرتا ہے پھر جو دیکھا تو اللہ نے فرمایا ہے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق پس جو چیز قدر و قیمت کی میرے ہاتھہ لگی وہ مینے طرف خدا کے پھیر دی

چوتھا مسئلہ

تاکہ اوسکے پاس موجود رہے چوتھا یہ کہ لوگونکو جو دیکھا تو ہر ایک کا میل خاطر طرف مال و حسب و
نسب و شرافت کے پایا اور ان چیزونمین جو غور کیا تو سب ہیچ و پوچ معلوم ہوئین پھر اللہ
کے ارشاد کو سوچا کہ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اسلئے مینے تقویٰ اختیار

پانچوان مسئلہ

کیا کہ نزدیک اللہ کے کریم و شریف ہو جاؤن پانچوان یہ کہ لوگون کو دیکھا کہ ایک دوسرے
پر گمان بد کرتے ہین اور برا کہتے ہین اور وجہ اوسکی حسد ہے ما خلا جسد عن حسد
پھر اللہ کے کلام مین تامل کیا تو یہ پایا نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیاۃ الدنیا
اسلئے مینے حسد کو چھوڑ کر خلق سے کنارہ کیا اور جان لیا کہ قسمت اللہ کے یہان سے ہے

چھٹا مسئلہ

اسلئے خلق کی عداوت چھوڑ دی چھٹا یہ کہ لوگون کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے سرکشی و کشت و
خون کرتے ہین اللہ کے قول کیطرف رجوع کیا تو اوسنے یہ فرمایا ہے ان الشیطان لکم عدو
فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر اس بنا پر مینے
اوسی اکیلے شیطان کو اپنا دشمن ٹھیرالیا کہ اوس سے بچتا رہون باقی سارے مخلوق کی عداوت

ساتوان مسئلہ

چھوڑ دی ساتوان یہ کہ لوگونکو دیکھا کہ ہر ایک شخص ایک پارۂ نان کا طالب اور اوسکی طلب مین
اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے اور ایسے کامونمین گھستا ہے جو اوسکو جائز نہین ہین مینے اللہ کے
کلام مین غور کیا تو اوسنے فرمایا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا مینے
سمجھا کہ مین بھی اللہ کے اون دواب مین ہون جنکا رزق اوسکے اوپر ہے اسلئے طلب رزق

آٹھوان مسئلہ

چھوڑ کر ادای حقوق خدا مین مشغول ہوا آٹھوان یہ کہ مینے خلق کو دیکھا تو سب کو کسی چیز پر
بھروسا کرتے پایا کوئی زمین پر بھروسا رکھتا ہے کوئی تجارت پر کوئی کسی حرفہ پر کوئی بدن
کی تندرستی پر اللہ کو دیکھا کہ اوسنے فرمایا ہے ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ اسلئے
مینے اکیلے اللہ پر بھروسا کیا کہ وہی مجھے کافی ہے شقیق نے فرمایا ای حاتم اللہ تجھکو توفیق دے
مینے جو علوم قرآن و توریت و انجیل و زبور پر نظر کی تو اون سب کی اصل انہین مسائل ہشتگانہ کو
پایا وہ سب علوم انمین آجاتے ہین غرضکہ اسطرح کے علم کی ادراک و فہم کا قصد علماء آخرت ہی

کیا کرتے ہین علماء دنیا کا شغل اون امور مین ہوا کرتا ہے جنسے مال و جاہ پیدا ہو اور اون علوم کو وہ چھوڑ دیتے ہین جنکے لیئے اللہ نے تمام پیغمبرون کو بھیجا ہے ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ کہانے پینے پہننے مین اور مکان و اسباب و سامان و زینت و مزہ اوڑانے کی طرف مائل نہین ہوتے ہین بلکہ ان سب امور مین میانہ روی اختیار کرتے ہین اسلیئے یہ چاہیئے کہ اکابر کے چال پر چلے اور سب امور مین مقدار قلیل پر گزر کرے جتنی طلب ان اشیاء کی کم ہوگی اوتنا ہی قرب خدا کا بڑہیگا اور علماء آخرت کے مرتبے کی طرف ترقی کرے گا ہرچند امر مباح مین زینت کرنا حرام تو نہین ہے لیکن اوسمین گہسنا موجب انس کا ساتھہ اون مباحات کے ہوتا ہے یہانتک کہ اونکا ترک کرنا دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ جو کوئی دنیا مین گھُستا ہے یقیناً اوس سے سلامت نہین نکلتا اور اگر باوجود خوض و شغل کے دنیا مین سلامتی ہو جایا کرتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترک دنیا مین کبھی اتنا مبالغہ نفرماتے ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ حکام سے دور رہے جبتک اونسے علیحدگی ممکن ہو کبھی اونکے پاس نجائے بلکہ اونکے ملنے سے احتراز کرے گو وہ خود اوسکے پاس آئین کیونکہ دنیا ہری بھری میٹھی ہے اور اوسکی باگ حکام کے قبضے مین ہے غرضکہ امراء و رؤسا و ملوک سے ملنا تمام آفتونکی کنجی ہے حدیث مین آیا ہے من اتی السلطان افتتن رواہ ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس مرفوعاً ع قرب سلطان آتش سوزان بود * سفیان نے کہا ہے کہ دوزخ مین ایک جنگل ہے جسمین وہی عالم رہینگے جو بادشاہونکی ملاقات کو جاتے ہین اوزاعی نے کہا اللہ کے نزدیک کوئی چیز اوس عالم سے بدتر نہین ہے جو پاس حاکم کے جاوے ابوذر غفاری نے سلمہ سے کہا تو بادشاہون کے دروازون پر نجانا اسلیئے کہ تجھکو اونکی دنیا مین سے جبھی کچھہ ملیگا کہ جب تیرے دین مین سے وہ اوس سے بہتر لے لینگے غرضکہ علماء کے لیئے یہ ایک بڑا فتنہ ہے اور شیطان کا ایک قوی ذریعہ ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ فتوی دینے مین جلدی نکرے بلکہ جبتک بچ سکے بچے ہان اگر کوئی ایسا مسئلہ پوچھے جسکو قرآن یا حدیث صحیح یا اجماع یا قیاس ظاہر جلکے

جانتا ہو تب البتہ حکم بتا دے اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جسمین شک ہو تو کہدے کہ مجھے معلوم نہین اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جسکا حکم غالبًا اجتہاد سے معلوم ہے تو اوسمین احتیاط کرے کیونکہ اجتہاد کا خطرا اپنی گردن پر رکھنا بہت بڑا ہے شعبی نے کہا لا ادری نصف علم ہے صحابہ و اکابر کی عادت یہی تھی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب کوئی فتوی پوچھتا کہتے پاس حاکم کے جاؤ جو لوگونکے امر کا کفیل ہے اور اس مسئلے کو اوسکی گردن پر رکھدو ابن مسعود کہتے ہین جو شخص لوگون کو ہر ایک مسئلے مین فتوی دے وہ بیشک مجنون ہے بعض اکابر نے کہا عالم وہ ہے کہ جب کسی مسئلہ کو اوس سے دریافت کیا جائے تو اوسے یہ معلوم ہو کہ گویا میری ڈاڑہ نکالی جاتی ہے ابن عمر نے فرمایا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ہمکو پل بناؤ اور اوسپر سے دوزخ کیطرف عبور کرو ابراہیم تیمی سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو روتے اور فرماتے کہ تمکو کوئی دوسرا نہ ملا کہ مجھپر چڑہائی کی دیکھو اس زمانہ مین علماء کا معاملہ کیسا اولٹا ہو گیا ہے کہ جس چیز سے پہلے لوگ بھاگتے تھے وہ اب مطلوب ہو گئی اور جو مطلوب تھے اوس سے نفرت کرنے لگے ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ علم باطن کے سیکھنے اور دل کی نگرانی و طریق آخرت کے پہچاننے اور اوسپر چلنے کا زیادہ اہتمام رکھے اور مجاہدہ و مراقبہ سے ان امور کے حقایق معلوم کرنے کی امید صحیح کرے اسلئے کہ مجاہدہ سے مشاہدہ اور باریکیان علوم دل کی پیدا ہوتی ہین پھر اونسے حکمت کے چشمے اندر دل کے پھوٹتے ہین کتابین و تعلیمین اس باب مین کافی نہین ہین

بہ ہیچ کار کتب خوانیت نمی آید جراحتی بدلت گر رسیدہ ست ای درد	ز جمع خاطر خود نسخۂ فراہم کن تو از گداختن خویش فکر مرہم کن

آدمی اگر مجاہدہ کرے اور دل کا نگران رہے اور اعمال ظاہر و باطن بجالای اور خلوت مین سامنے اللہ کے حضور دل و فکر صافی سے بیٹھے اور ماسوا سے اوسیکی طرف ٹوٹ کر آجای تو حکمت بحید و حساب اوسکے دلپر مفتوح ہو جاتی ہے الہام کی کنجی کشف کا چشمہ یہی ہے حدیث النبی مین رفعًا آیا ہے من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم رواہ ابو نعیم بسند ضعیف

اگر ادراک اہل دل کے دل کا علم ظاہر پر حاکم و غالب نہوتا تو حضرت یون نفرماتے استفت قلبک
ولو افتاک المفتون رواہ احمد عن وابصۃ حدیث قدسی مین بروایت ابو ہریرہ فرمایا ہے
لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ
الحدیث آدمی تین قسم ہین ایک عالم ربانی دوم طالب علم بطور نجات سوم بیوقوف سفلے کہ ہر داعی
الی الباطل کے تابع ہوجاتے ہین جدہر کا جہونکا چلا اودہرہی پھر گیے ایک علامت علماء آخرت
کی یہ ہے کہ تقویت یقین مین کثیر التوجہ ہو اسلیئے کہ یقین دین کا راس المال ہے تھوڑا سا یقین
بہت سے عمل سے بہتر ہوتا ہے اللہ نے قرآن مجید مین بذکر موقنین اشارہ فرمایا ہے کہ یقین
خیرات وسعادت کا ذریعہ ہے اہل کلام شک نہونے کو یقین کہتے ہین پس جو تصدیق ومعرفت حقیقی
دلیل سے حاصل ہو کہ جسمین نہ خود شک ہوا ور نہ دوسرے کا شک مین ڈالنا متصور ہو تو جب
اوسمین شک کا ہونا اور ہو سکنا دونون نہون تب وہ نزدیک اہل مناظرہ وکلام کے یقین کہلاتا
ہے اسمین تفاوت ضعف وقوت کا نہین ہوتا اور فقہاء وصوفیہ وعلماء کا قول یہ ہے کہ جب نفس
کسی چیز کی تصدیق پر مائل ہوا ور یہ تصدیق اوسکے دلپر اسطرح غالب ومستولی ہوجای کہ نفس مین
اوسیکا حکم وتصرف ہوا ور اوسیکی وجہ سے رغبت اچھی چیز کی اور امتناع بُری چیز سے ہو تو اس
حالت کو یقین کہتے ہین اور اس قول پر یقین کی صفت قوت وضعف کے ساتھہ ہو سکتی ہے
ہماری غرض یقین سے علامات علماء آخرت مین وہ ہے جو دونون اصطلاح کے موافق ہو رہی
یہ بات کہ وہ کون چیزین ہین جنمین یقین مطلوب ہوتا ہے اور محل یقین کیا ہین سو یقین کے محل
وہ چیزین ہین جو اللہ کے انبیاء ورسل اوّل سے آخر تک لائے ہین کیونکہ یقین ایک معرفت مخصوص
کا نام ہے اور اوسکے متعلق وہ معلومات ہین جنکو شریعتین لائی ہین لیکن اونکے شمار کرنیکی ہوس
نہین ہوسکتی ہان اونمین سے بعض باتین بتائے دیتے ہین جو اصول ہین محل یقین کے ایک
توحید ہے یعنی تمام اشیاء کو مسبب الاسباب کیطرف سے سمجھنا اور درمیانی وسیلون پر التفات نکرنا
بلکہ وسائل کو فرمان بردار الٰہی سمجھنا اور اونکا کچھہ اثر نجاننا تو جو شخص ان امور کی تصدیق کرے گا

وہ موحد ہوگا پھر اگر اس تصدیق کے ساتھ دل سے شک بھی جاتا رہیگا تو بموجب اصطلاح اول کے
موقن ہوگا اور اگر ہمراہ ایمان کے تصدیق اسطرح غالب ہوگئی اور جمگئی ہے کہ درمیانی چیزون پر غصہ
ہونا یا اونسے راضی ہونا اور اونکا شکور ہونا دل سے دور ہوگیا ہے تو موافق دوسری اصطلاح کے
اہل یقین ہوگا اور یہ یقین اشرف ہے اور پہلے یقین کا ثمرہ و فائدہ و روح ہے جب آدمی کے نزدیک
ثابت ہوگیا کہ سورج چاند ستارے جمادات نباتات حیوانات اور ساری مخلوقات و کائنات مسخر
امر خدا ہین جیسے قلم ہاتھ مین کاتب کے اور سبکے مصدر قدرت ازلی ہے تو اوسکے دلپر توکل و رضا و تسلیم
کا غلبہ ہوجائیگا اور غضب و کینہ و حسد و بدخلقی سے بری و پاک رہیگا ایک محل یقین کا تو یہ ہے دوسرا
محل یہ ہی کہ اللہ نے جو اس آیت مین وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا رزق کی کفالت فرمائی ہے اوسپر
یقین و اعتماد کرے کہ یہ رزق ضرور پہنچیگا اور جتنا میری قسمت مین ہے وہ میرے پاس بھیجدیا جائیگا جب یہ بات
دلپر غالب ہوجائیگی تو طلب رزق بطور شرعی کریگا اور جو چیز اوس سے فوت ہوجائیگی اوس پر
افسوس نکرے گا نہ دامن حرص و طمع کا پھیلائیگا اور اس یقین سے بھی کچھ طاعات و اخلاق
حسنہ ظاہر ہونگی تیسرا محل یہ ہے کہ دلپر مضمون اس آیت کا غالب ہوجاے فمن یعمل مثقال
ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی ثواب و عذاب کا یقین ہو یہانتک کہ یہ سمجھے
کہ طاعات کو ثواب سے ایسی نسبت ہے جیسے روٹی کو پیٹ بھرنے سے اور گناہون کو عذاب
سے وہ علاقہ ہے جیسے زہرون اور سانپون کو ہلاک کرنے سے تو جیسے شکم سیری کے لیے روٹی
حاصل کرنیکا حریص ہوتا ہے اور تھوڑی بہت کتنی ہی ہو اوسکی حفاظت کرتا ہے اسیطرح طاعات
کا حریص ہو اور تھوڑی بہت طاعت سبکے بجالانے کا مشتاق اور جسطرح قلیل و کثیر زہر سے
بچتا ہے اسیطرح گناہون سے ادنی ہون یا اعلی بچتا رہے اس امر مین یقین بموجب اصطلاح
اول کے تو اکثر ایماندارون کو ہوتا ہے مگر اصطلاح ثانی کے موافق خاص مقربین کو ہوا کرتا ہے
اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے حرکات و سکنات و خطرات و لحظات و لفظات و
غلتات و غدرات و فجرات کو دیکھتا رہتا ہے اور اختیار تقوی مین اور اجتناب مین ہر برائی سے

مبالغہ کرتا ہے اور جتنا یہ یقین غالب ہوگا اوتنا ہی گناہون سے احتراز اور طاعات کے لئے
تیاری زیادہ ہوگی جو تھا محل یہ ہے کہ یقین کرے کہ اللہ تعالی میری ہر حال مین مجھپر مطلع ہے
اور میرے دل کے وسوسون اور خفیہ خطرون اور فکرون کو دیکھتا ہے اسبات کا یقین بموجب
اصطلاح اوّل کے تو ہر ایماندار کو ہوتا ہے یعنی کسیکو اسمین کچھہ شک نہین مگر دوسری اصطلاح کے
موافق اسکا یقین کمیاب ہے حالانکہ وہی مقصود ہے ہان صدیقین کو اس مرتبہ کا یقین ہوا
کرتا ہے اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان تنہائی مین بھی اپنے سب کامون مین ادب سے رہتا ہے
جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نظرون کے سامنے بیٹھا ہو کہ ہر وقت گردن جھکای اپنے سب
اعمال مین ادب کا لحاظ رکھتا ہے اور ایسی حرکت سے جو مخالف ادب ہو بچتا رہتا ہے اسیطرح
جب یہ جان لیگا کہ اللہ تعالی امیرے باطن پر ایسا مطلع ہے جیسے کہ لوگ میرے ظاہر پر مطلع ہوتے
ہین تو اعمال ظاہر و فکر باطن مین یکسان رہیگا بلکہ باطن کی آبادی و صفائی و زینت دل کی
مین جو ہر دم محل نظر خدا ہے زیادہ مبالغہ کریگا بہ نسبت ظاہر کے جسکی زینت لوگون کے لئے
کرتا ہے اس مقام یقین سے حیا و خوف و انکسار و ذلت و مسکنت و خضوع و دیگر اخلاق
عمدہ پیدا ہونگے ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہے کہ دائم الحزن شکستہ خاطر سر بگریبان ساکت
صامت ہو صورت و لباس سیرت و حرکت و سکون و کلام و خاموشی سب مین اثر خوف کا ظاہر ہو اوسکے
دیکھنے سے خدا یاد آئے ظاہر حال دلیل ہو اوسکے عمل کی اللہ نے بندہ کو کوئی لباس اس سے بہتر نہین
دیا ہے کہ ہمراہ وقار کے فروتنی و خاکساری رکھتا ہو یہ لباس انبیاء و صلحاء و صدیقین کا بانا ہے
اور زیادہ بات چیت کرنا اور خوش تقریری مین پڑا رہنا اور ہنسی مین ڈوبا رہنا اور حرکت و کلام
مین تیزی کرنا یہ سب علامات ہین شیخی اور بے خوف ہونیکی عذاب عظیم و شدت غضب خدا سے
سہل تستری نے فرمایا ہے کہ عالم تین طرح کے ہین ایک وہ جو اللہ اور امر الہی سے واقف ہین مگر اوسکے
ایام سے ناواقف یہ وہ ہین جو حلال و حرام کا حکم کرتے ہین اسطرح کے علم سے خوف خدا پیدا نہین
ہوتا ہے ایک وہ کہ خدا کو جانتے ہین مگر امر و ایام خدا کو نہین جانتے یہ لوگ عوام ایماندار رہین —

اقسام علماء

ایک یہ کہ خدا و امر و ایام سب کو جانتے ہین یہ لوگ صدیق ہین انہین پر خوف و فروتنی و خاکساری
و انکسار غالب ہوتا ہے مرادِ ایام سے وہ عقوبات پوشیدہ و انعام باطن ہین جو اگلے پچھلے قرنون
پر گزرے ہین ایسا عالم خائف و خاکسار رہتا ہے حسن نے کہا ہے کہ حلم علم کا وزیر ہے اور نرمی
اوسکا باپ اور خاکساری و تواضع اوسکا لباس جو اخلاق کلام اللہ مین آئے ہین وہ علامات علماء
آخرت ہین کیونکہ وہ لوگ قرآن پاک کو واسطے عمل کرنے کے سیکھتے ہین نہ فقط پڑھنے کے لیے ابن
عمر نے کہا ہماری عمر گزری ہمنے یہی دیکھا کہ صحابہ کو قرآن سے پہلے ایمان عطا ہوا تھا جب کوئی
سورت آتی اوسکے حلال و حرام امر و نہی کو جان لیتے اور جای توقف معلوم کر لیتے اب مین ایسے
لوگون کو دیکھتا ہون کہ اونکو ایمان سے پہلے قرآن ملتا ہے وہ الحمد سے آخر تک پڑھ جاتے ہین
یہ نہین جانتے کہ اوسمین کیا حکم ہے اور کس امر سے منع کیا ہے اور کس جگہہ توقف کرنا چاہیے بعض
نے کہا پانچ خلق ہین جو علماء آخرت کی علامت ہین وہ قرآن مین مذکور رہین ایک خوف انما
یخشی اللہ من عبادہ العلماء دوم خشوع خاشعین للہ لا یشترون بایات اللہ ثمنا
قلیلا سوم فروتنی واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین چہارم حسن خلق فبما رحمۃ
من اللہ لنت لھم پنجم آخرت کو دنیا پر اختیار کرنا اسکو زہد کہتے ہین وقال الذین اوتوا العلم
ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا ابن مسعود کہتے ہین جب حضرت نے یہ آیت
پڑہی فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ایک شخص نے عرض کیا کہ اس
شرح سے مراد کیا ہے فرمایا نور جب دلمین ڈالا جاتا ہے تو اوسکے لیے سینہ کہلجاتا ہے کہا اسکی
کوئی پہچان بھی ہے فرمایا ہان دنیا سے علیحدہ رہنا دار پائدار کیطرف رجوع کرنا موت کے آنے
سے پہلے اوسکی طیاری کرنا رواہ الحاکم والبیہقی ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ اکثر گفتگو
اوسکی بابت اعمال کے ہو جو امور مفسد عمل اور شوش دل ہین اور وسواس کو اوبھارتے ہین
اور شر کو اوٹھا کھڑا کرتے ہین اونکے حال سے بحث کرے برے ہے علماء دنیا سو وہ درپے ذکر
حکومات و مقدمات وجدل و خلاف و تفریعات کے رہا کرتے ہین جو قرون دراز تک واقع ہوتی

اور اگر ہون تو اونکے لیئے نہون بلکہ غیرون کے لیئے ہون اور بصورت و توع کے اونکے بنانیوالے
بھی بہت سے ہون اور جو امور ہر دم انکے ساتھہ ہین اور راتدن اونکے خطرات و وساوس
واعمال مین لگاتار ہوتے رہتے ہین اونکو چھوڑ بیٹھتے ہین یہ بڑا بھاری ٹوٹا ہے غرضکہ دل کے
مقامات واحوال پر نظر رکہنا علماء آخرت کا شیوہ ہے کیونکہ ساعی طرف قرب خدا کے دل ہی
ہوتا ہے مگر اب یہ علم پرانا ہو کر کمیاب بلکہ مفقود ہو گیا ہی اور اگر اتفاقاً کوئی اسکے درپے ہوتا ہے
تو لوگ تعجب کرتے ہین اور بعید جانتے ہین بصرہ مین ایکسو بیس واعظ تھے جو پند و نصیحت
کرتے اونکے وعظ مین بے گنتی لوگ جمع ہوتے علم یقین و احوال دل و صفات باطن کے واعظ
فقط تین تھے سہل تستری و صبیحی و عبد الرحیم اونکے وعظ مین دس آدمی سے زیادہ نہوتے کیونکہ
اہل عمدہ و نفیس شئے کے خاص ہی لوگ ہوا کرتے ہین اور جو چیز عوام کو دیجاتی ہے اوسکے
خواستگار بہت ہوتے ہین ایک علامت عالم آخرت کی یہ ہے کہ اپنے علوم مین اپنی بصیرت
و صفاء دل و صحت ادراک پر اعتماد کرے نری کتب و صحف پر معتمد نہو اور نہ اوس چیز پر جو دوسرے
سے سُنی ہے تقلید کے لئے فقط صاحب شریعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بس ہین ہر امر و نہی
مین آپ ہی کا مقلد ہو سیرت صحابہ پر چلے اور جسکے دل سے پردہ اوٹھہ گیا ہے اور سینہ اوسکا
نور ہدایت سے چمکنے لگا وہ خود پیشوا ہو جاتا ہے اوسکو نچاہیئے کہ وہ دوسرے کی تقلید کرے اسی
جگہہ سے ابن عباس نے کہا ہے کہ سوای حضرت کے کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکی ساری
باتین مان لی جائین بعض مان لی جاتی ہین اور بعض مانی نہین جاتین غرضکہ غیر کی سُنی بات
پر اعتماد کرنا ایک ناپسند تقلید ہے اسیطرح ہر کتاب پر اعتماد کرنا زیادہ تر بعید ہے ہجرت سے ایکسو بیس
برس کے بعد قاعدہ تصنیف کا نکلا ہے امام احمد امام مالک پر موطا بنانے مین انکار کرتے تھے
اور کہتے کہ جو بات صحابہ نے نہین کی اوسکو تم مت پیدا کرو جو تھے قرن مین علم کلام و جدل و مقالات
کا جوش خروش ہوا اوسوقت سے علم یقین کم ہونے لگا اور بعد کو تو یہ حال ہوا کہ علوم دل
و صفات نفس کا حال دریافت کرنا اور مکائد شیطان اور مصائد ابلیس کا جاننا ایک عجیب

بات ہوگئی سب لوگون نے اسطرف سے مُنہ پھیر لیا ایک علامت عالم آخرت کی یہ ہے کہ بدعات ومحدثات سے بہت بچے گو اوسپر تمام عوام نے اتفاق کر لیا ہو جو چیز بعد صحابہ کے نئی ہوئی ہے اوسپر اتفاق جمہور سے مغالطہ نکھائے بلکہ حالات وسیرت و اعمال صحابہ کی جستجو کا حریص رہے اور یہ معلوم کرے کہ اونکی ہمت کن باتون مین زیادہ مصروف تھی درس تصنیف مناظرہ قضا افتاء ولایت اوقاف واموال یتامی امانت وصایا و ملاقات سلاطین مین یا خوف واندوہ وفکر ومجاہدۂ ظاہر ومراقبۂ باطن واجتناب کبائر ذنوب وحفظ نفس مین شہوات پوشیدہ وحیلہای شیطان سے یہ بات قطعًا جان لو کہ سب سے زیادہ لوگونمین عالم وقریب الحق وہی شخص ہے جو مشابہ صحابہ کے ہو اور طریق اکابر سلف سے واقف ہو کیونکہ دین اونہین لوگون سے لیا گیا ہے اسجگہہ غزالی رح نے بیان مین بدعت ورد بدعت کے نقل اخبار وآثار کلام نفیس کیا ہے جیسے تزئین مساجد وزخرفت عمارت کہ یہ ایجاد حجاج بن یوسف ہے ورنہ پہلے مسجدونمین بوریون کا بچھانا بھی بدعت گنا جاتا تھا یا جیسے شغل علم مناظرہ وجدل وخلاف ہمراہ قرآن اوراذان مین راگ کی سی آواز بنانا یا مبالغہ صفائی مین اور وسوسہ طہارت مین کرنا مگر اکل حرام مین متساہل ہونا الی غیر ذالک صحیحین مین عائشہ سے رفعًا آیا ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد بعض سلف نے کہا ہے کہ جس بات مین سلف نے گفتگو کی ہے اوس سے سکوت کرنا ظلم ہے اور جس بات سے اونہون نے سکوت کیا ہے اوسمین گفتگو کرنا تکلف ہے قال تعالیٰ وذروا الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا وقال تعالیٰ افمن زین له سوء عمله فراٰه حسنا یہ آیت دلیل ہے رد بدعت حسنہ پر جو چیز بعد صحابہ کے پیدا ہوئی ہے اور وہ بمقدار ضرورت وحاجت سے زیادہ ہے وہ لہو ولعب مین داخل ہے وقال تعالیٰ ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع ھواه وکان امره فرطا عوام گناہگار علماء دنیا دار سے اچھے ہین اسلئے کہ اپنی تقصیر وخطا کا اقرار کرکے توبہ واستغفار کرتے ہین اور یہ جاہل جو آپکو عالم

خیال کرتا ہے وہ اونہین علوم مین مشغول رہتا ہے جو دنیا کے وسیلے اور طلب جاہ و مال کے ذریعے ہین اور سلوک طریق دین سے غافل عاطل ذاہل رہکر نہ توبہ کرتا ہے نہ استغفار بلکہ مرتے دم تک اوسی اپنے دُہن مین لگا رہتا ہے کبھی شمس العلماء کہلاتا ہے اور کبھی سلطان الفضلاء دیندار محتاط کے لئے طریق اسلم یہی ہے کہ ایسے مولویون سے جدا ہوکر گوشہ مین بیٹھہ رہے ہم اللہ سے شیطان ونفس کے مکائد ومصائد سے پناہ مانگتے ہین اور یہ درخواست رکھتے ہین کہ ہمکو اون لوگونمین سے کردے کہ جو ابلیس مکار کے دہوکے ومغالطے مین نہین آتے ہین وما ذالک علیہ بعزیز یہ سب بارہ علامتین ہین علماء آخرت کی غزالی نے انکو بہت بسط سے لکہا ہے ہمنے فقط اشارات پر اکتفا کیا اِسکے بعد کلام حقیقت وانواع عقل پر کیا ہے اسلئے کہ عقل ہی کیوجہ سے انسان اور حیوانات وبہائم سے امتیاز رکھتا ہے۔ لوکنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یہ بیان بھی ماخوذ ہے ادلہ شرعیہ سے پہلے ذکر بزرگی عقل کا کیا ہے پھر اوسکی حقیقت وقسمین بتائی ہین پھر یہ کہا ہے کہ عقل لوگونین کم زیادہ ہوتی ہے مراد ہماری عقل سے اِسجگہ عین الیقین ونور ایمان ہے یعنی وہ صفت باطنی جس سے کہ آدمی چوپایون سے ممتاز ہوتا ہے یہانتک کہ اوسیکی وجہ سے حقائق امور معلوم کرتا ہے وہذا آخر باب العلم والحمد للہ اولاً وآخراً۔

باب اوّل بیان مین بناء اوّل اسلام کے

پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ بنیاد دین اسلام کی پانچ ہین پہلی بنیاد شہادت کلمہ طیبہ ہے یعنی کہنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سچے دل وزبان سے جس نے اسکی گواہی دی وہ ایک رکن اسلام کا پانچ رکنونمین سے بجالایا پہلا جملہ اس شہادت کا متضمن ہے توحید پر دوسرا رسالت پر بیان مفصل انکا کتاب حضرات التجلی وکتاب دین خالص اور کتاب رد الاشراک وکتاب تقویۃ الایمان اور کتاب دعایۃ الایمان اور رسالہ تطہیر الاعتقاد عن درن الالحاد اور رسالہ

اول وصیہ

درنضید فی احکام التوحید وکتب ورسائل شیخ الاسلام ابن تیمیہ وحافظ ابن القیم ومقریزی
وغیرہا مین موجود ہے یہ اُردو عربی کی کتابین بحمدہ تعالیٰ اس عہد مین طبع ہوکر شایع ہوچکی
ہین اور خاص ابواب اصول دین یعنی عقائد مین رسالہ احتوا اور رسالہ فتح الباب و
رسالہ سائق العباد ورسالہ قطف الثمر ورسالہ البغیۃ الرائد ورسالہ انتقاد رجیح وترجمہ عقائد
صابونی وغیرہا مروج ومیسر ہین وللہ الحمد لکن اسجگہہ نفس مسائل عقائد کو کلام حجۃ الاسلام
غزالی رح سے بطور انتخاب مختصر کرکے لکھا جاتا ہے تفصیل اسکی حوالہ صحائف مذکورہ ہے
سو توحید مین یہ باتین چاہئین آیک وحدانیت یعنی یہ جاننا کہ اللہ پاک اپنی ذات مین اکیلا
ہے کوئی اوسکا شریک نہین یکتا ہے کوئی اوس جیسا نہین صمد ہے کوئی اوسکا مقابل
نہین نرالا ہے کوئی اوسکے جوڑ کا نہین قدیم وازلی ہے جسکا اول وابتدا نہین ہمیشہ کو قائم
ابدی ہے جسکا آخر وانتہا نہین قیوم ہے کہ اوسکو انقطاع نہین دائم ہے کہ اوسکو کبھی فنا نہین
ہمیشہ سے جسطرح کہ متصف بصفات کمال ہے اوسیطرح ہمیشہ تک رہیگا وہی سب سے
اول ہے اور وہی سب سے پیچھے اور وہی ظاہر اور وہی باطن دوم تنزیہ ہے یعنی
یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ ساری صفات مخلوقات سے پاک ہے نہ کوئی چیز اوسکی سی ہے
اور نہ وہ کسی چیز کا سا نہ کسی نے اوسکو جنا اور نہ اوسنے کسی کو جنا نہ اوسکے جوڑ کا کوئی ہے
اور نہ وہ کسی کے جوڑ کا نہ وہ کسی شئے کے اندر اوترے اور نہ کوئی شئے اوسکے اندر گھس سکے
وہ عرش کے اوپر ہے جسطرح خود اوسنے فرمایا ہے اور جو مطلب اسکا اوس نے رکھا ہے استواء
معلوم ہے کیف مجہول ہے سوال کرنا اس حال سے بدعت ہے خوض کرنا مسئلہ جملہ صفات
مین خلاف سنت ہے سلف ساری صفات پر مطابق ظاہر الفاظ حدیث وقرآن کے
ایمان لائے تھے غور کرنیسے اوسکی کیفیات وحقایق مین عافیت مین تھے خلف نے
صفات کی تاویل کی یہ کچھہ اچھا نہین کیا تفویض مین سلامتی ہے یہی طریقہ سارے اکابر
محدثین وفقہاء مجتہدین وصوفیۂ عارفین کا تھا کہ وہ نہ انکار صفت کرتے تھے اور نہ تاویل

مین پڑتے اسلئے کہ تاویل ایک فرع ہے تکذیب کی بلکہ یہ کہتے تھے کہ وہ اپنی ذات سے عالی
فایق مستوی علی العرش بائن سارے خلق سے ہے معہذا ہر چیز سے قریب اور بندہ کی
رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے مکان و زمان کے بننے سے پہلے جسطرح موجود تھا
اب بھی وہ ویسا ہی ہے اپنے اوصاف و نعوت مین اپنے مخلوق سے جُدا ہے نہ اوسکی
ذات مین اوسکے سوا دوسرا اور نہ کسی دوسرے مین اوسکی ذات فنا و زوال سے پاک ہے
سونے اور اونگھنے سے صاف سب اوسکے محتاج ہین وجود و بقا مین وہ کسی کا محتاج نہین
ہے جنت مین اپنی دولت دیدار و لذت رویت کے پورا کرنیکے لئے اپنی ذات پاک کو آنکھون
سے دکھائیگا اسیکا نام فوز عظیم ہے اور رزق کریم اللهم ارزقنا سوم حیات و قدرت یعنی
یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ زندہ و قادر ہے اور جبار و قاہر نہ اوسکو ماندگی لگے نہ قصور نہ
غفلت ہو نہ خواب نہ موت اوسپر آوے اور نہ فوت وہی صاحب ملک و ملکوت ہے اور
مالک عزت و جبروت خلق و امر و قہر و سلطان سب اوسیکا ہے آسمان اوسکے دہنے ہاتھ مین
لپٹے ہوئے ہین اور سب مخلوقات اوسکی مٹھی مین ہے خلق و اختراع مین نرالا ہے ایجاد
و ابداع مین یکتا ہے اوسی نے خلق اور اعمال خلق کو پیدا کیا ہے اور اونکے رزق و موت
کا اندازہ مقرر فرمایا ہے کسی کو زیادہ رزق دیا اور کسیکو کم کسی کو زیادہ جلایا اور کسی کو تھوڑا
کوئی شئے قدرت کی اوسکے قبضہ سے باہر نہین ہے اور نہ اوسکی قدرت کی چیزون کا
احصاء ہو سکتا ہے اور نہ اوسکی معلومات کا انتہا چہارم علم یعنی یہ جاننا کہ وہ سبحانہ و تعالیٰ
سارے جہان کی معلومات کو جانتا ہے زمین کی تہون سے لیکر آسمانون کے اوپر تک جو کچھ
ہوتا ہے اور ہوگا سب پر علم اوسکا محیط ہے ایک ذرہ بھر بھی اوسکے علم سے آسمانون اور زمین
مین چھپا نہین ہے بلکہ اندہیری رات مین سخت پتھر پر چیونٹی کے رینگنے کو اور ہوا کے بیچ مین ذرہ
کے اوڑنے کو جانتا ہے چھپی کھلی بات سامنے اوسکے یکسان ہے دلون کے وسوسون اور خطرون
کی حرکات اور باطن کے چھپے اسرار اور پوشیدہ ضمائر پر آگاہ رہتا ہے یہ علم اوسکا قدیم ازلی

سوم حیات و قدرت

پنجم ارادہ

ہے جس سے وہ ازل الآزال مین موصوف بہ نعت کمال تہا پنجم ارادہ یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اوسنے
تمام کائنات کو اپنے ارادہ سے بنایا ہے اور نو پیدا چیزون کا منتظم وہی ہے ملک و ملکوت مین جو کچھہ
تھوڑا یا بہت چھوٹا یا بڑا خیر یا شر نفع یا ضر ایمان یا کفر طاعت یا گناہ معرفت یا جہالت کامیابی
یا محرومی زیادتی یا کمی ہوتی ہے وہ سب اوسی کے حکم و تقدیر و حکمت و مشیت سے ہوتی
ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی جسکو نچاہا وہ نہوئی کسی پلک کا جھپکنا یا کسی خطرہ کا ناگہان آنا
باہر اوسکے ارادہ سے نہین ہوتا ہے بلکہ وہی مبدی ہے وہی معید جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے
کوئی اوسکے حکم کا روکنے والا نہین اور نہ کوئی اوسکی قضا کا پیچھے ڈالنے والا اور نہ بجز اوسکے
توفیق و رحمت کی کسی بندہ کو اوسکی نافرمانی سے جای گریز ہے اور نہ سوا اوسکے مشیت
و ارادہ کے کسی شخص کو کسی طاعت کی طاقت ہے اگر سب انسان و جن و فرشتے و شیطان
متفق ہوکر بدون اوسکے ارادے و خواہش کے کسی ایک ذرہ کو حرکت یا سکون دیا چاہین
تو کبھی اونسے یہ نہوسکے یہ ارادہ مع جملہ صفات اوسکی ذات سے قائم ہے ازل مین وجود
اشیاء کو جن اوقات مین مقرر فرمایا تھا ویسے ہی اپنے وقت مین بغیر آگے پیچھے موجود
ہوئین بلکہ موافق اوسکے علم و ارادہ کے بغیر کسیطرح کے تبدل و تغیر کے انتظام جملہ امور کا اسطرح
فرمایا کہ نہ اوسمین نوبت ترتیب افکار کی آئی اور نہ انتظار تاخیر کا ہوا و لہذا کوئی حال اوسکو

ششم سننا دیکھنا

دوسرے حال سے غافل نہین کرتا ہے ششم سننا دیکھنا ہے یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی
سمیع و بصیر ہے کوئی سننے کی چیز کیسی ہی خفیہ ہو اور دیکھنے کی چیز کیسی ہی باریک ہو اوسکے سننے اور
دیکھنے سے بچ نہین رہتی نہ دوری اوسکے سننے کی مانع ہو اور نہ تاریکی اوسکے دیکھنے کی مزاحم

ہفتم کلام

یہ صفت سمع و بصر کی صفت علم سے علیحدہ صفات ہین ہفتم کلام یعنی اللہ تعالی کلام کرنیوالا
ہے اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اوسکی ذات کے ساتھہ قائم ہے امر و نہی و وعدہ و وعید و ترغیب
و ترہیب فرماتا ہے اوسکا کلام خلق کے کلام کے مشابہ نہین ہے بلکہ سب سے جداگانہ ہے قرآن
و توریت و انجیل و زبور اوسکی کتابین ہین جو اوسکے انبیاء علیہم السلام پر اوتری ہین قرآن

زبانون سے پڑہا جاتا ہے اوراق پر لکہا جاتا ہے دلون مین محفوظ ہے معہذا قدیم ہے اور اوسکی
ذات پاک کے ساتھہ قایم ہے حضرت موسی نے اوسکا کلام سُنا تھا جسطرح کہ ابرار اوسکو
آخرت مین دیکھینگے غرضکہ وہ زندہ وعالم وقادر ومرید وسمیع وبصیر ومتکلم فقط اپنی ذات ہی سے
نہین ہے بلکہ حیات وقدرت وعلم وارادہ وسمع وبصر وکلام سے ہے ہشتم افعال یعنی یہ اعتقاد
کرنا کہ جو چیز سوا اللہ کے موجود ہے وہ اوسی کے فعل سے حادث اور اوسیکے عدل سے فیضیاب
ہے اور سب سے اچھی طرح اور اتم واعدل طور پر ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے افعال مین حکیم ہے
اور اپنے احکام مین عادل اوسکا عدل بندون کا سا عدل نہین ہے اسلیے کہ بندے سے ظلم
متصور ہے کہ غیر کے ملک مین تصرف کرے اور اوسکے پاس غیر کے ملک ہی نہین ہے کہ اوسکے حق
مین ایسا تصور ہوسکے انسان جن فرشتے شیطان آسمان وزمین حیوان سبزہ جماد جوہر عرض
مدرک محسوس جو کچھہ سوا اللہ کے ہے وہ سب حادث ہے اوسنے اپنی قدرت سے سب کو
پردۂ نیستی سے نکالکر ہست کیا ہے کیونکہ ازل مین وہ اکیلا موجود تھا کوئی دوسرا اوسکے ساتھہ نہ تھا
پھر اپنی قدرت کے ظاہر کرنے اور ارادۂ سابق کے ثابت کرنے کے لئے خلق کو پیدا کیا یہ نہین کہ
اوسکو طرف خلق کے حاجت ہو اس خلق واختراع وتکلیف مین محض فضل کرتا ہے نہ یہ کہ
اوسپر یہ امور واجب ہون اور انعام واصلاح مین فقط جود فرماتا ہے نہ یہ کہ یہ امر اوسکے ذمہ لازم
ہو غرضکہ فضل واحسان ونعمت ومنت سب اوسی کو زیبا ہے کیونکہ اوسکو یہ قدرت تھی کہ اپنے
بندون پر طرح طرح کے عذاب ڈالدیتا اور اونکو انواع مصائب واقسام آلام مین مبتلا کرتا
اور یہ سب کام اوس سے عدل ہی کے طور پر ہوتے نہ بُرے ہوتے نہ ظلم مگر اوس نے
اپنے ایماندار بندون کو طاعات پر اپنے کرم وفضل سے وعدہ ثواب کا دیا ہے نہ بندہ کے
استحقاق اور اپنے اوپر لازم وواجب ہونے کے سبب سے کیونکہ اوسپر کوئی فعل واجب نہین ہے
اور نہ اوس سے ظلم متصور ہوسکتا ہے اور نہ کسی کا اوسپر کوئی حق واجب ہے بلکہ اوسیکا حق
طاعتون مین خلق پر واجب ہے اوسی لئے اپنے پیغمبرون کی زبانون سے واجب کیا ہے

ہشتم افعال

نہ فقط عقل کی راہ سے واجب ہوا ہے رسولون کو بہیجا اونکا سچ معجزون سے ظاہر کیا اونہون
نے اوسکا امر ونہی و وعد و وعید خلق کو پہنچایا اسلئے خلق پر رسولون کا پہچاننا اور جو احکام
وہ لائے ہین اونکا ماننا واجب ہے انتہی سو جو کوئی سچے دل سے یہ سارے اعتقادات رکہتا ہے اور
شکوک سے بری ہو کر یقین کامل ان امور پر لایا ہے وہ موحد ہے اسی توحید پر وعدہ مغفرت
و دخول جنت کا آیا ہے جو مومن مسلم اس کلمہ پر مریگا وہ بہشت مین جائیگا عثمان رضی اللہ
عنہ نے رفعًا کہا ہے من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ رواہ مسلم
عبادہ بن صامت کا لفظ مرفوع یہ ہے من شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ
حرم اللہ علیہ النار رواہ مسلم جابر کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے دو چیزین واجب
کرنیوالی ہین پوچھا کیا فرمایا ایک یہ کہ جو مرا اور وہ شریک کرتا تہا ساتہہ اللہ کے کوئی شئے
تو داخل ہوگا دوزخ مین اور جو مرا اور وہ شریک نکرتا تہا ساتہہ اللہ کے کسی شئے کو تو داخل
ہوگا بہشت مین رواہ مسلم حدیث طویل ابو ہریرہ مین فرمایا ہے من لقیت یشہد ان
لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ یبشرہ بالجنۃ رواہ مسلم مراد استیقان سے اسجگہ
وہی یقین ہے جسکا ذکر اوپر گزر چکا ہے حدیث معاذ بن جبل مین شہادت لا الہ الا اللہ کو مفاتیح
جنت کہا ہے رواہ احمد وہب بن منبہ کہتے ہین ولکن لیس مفتاح الا ولہ اسنان فان
جئت بمفتاح لہ اسنان فتح لك والا لم یفتح لك رواہ البخاری فی ترجمۃ باب
مراد اسنان سے اسجگہہ اعمال صالحہ ہین اسکی تفصیل دوسری حدیث معاذ بن جبل
مین رفعًا یون آئی ہے من لقی اللہ لا یشرك بہ شیئا ویصلی الخمس ویصوم رمضان
غفر لہ الحدیث رواہ احمد اس حدیث مین ذکر زکوۃ وحج کا اسلئے نہین کیا ہے کہ زکوۃ
بعد تمام سال کے بصورت وجود مال کے واجب ہوتی ہے اسیطرح حج تمام عمر مین بصورت
استطاعت کے ایکبار فرض ہے اور اکثر لوگ قدرت زکوۃ وحج پر نہین رکہتے ہین بخلاف
نماز و روزہ کے کہ اسپر ہر مکلف قادر ہوتا ہے ولہذا حدیث بنی الاسلام علی خمس مین

اِن چارون چیز کا نام لیا ہے اور حدیث عباس بن عبد المطلب مین فرمایا ہے ذاق
طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلعم رسولا رواہ
مسلم ابوہریرہ کہتے ہین ایک گنوار آیا کہا ای رسول خدا مجھے ایسا کام بتاؤ کہ جب
مین وہ کام کرون تو جنت مین جاؤن فرمایا عبادت کر تو اللہ کی شریک نکر ساتھہ اوسکے
کوئی شئے اور قائم رکہہ نماز فرض اور دے زکوۃ فرض اور روزہ رکھہ رمضان کا اوسنے
کہا واللہ مین نہ اسپر کچھہ زیادہ کرونگا اور نہ اس سے کچھہ کم فرمایا جسکو یہ بات خوش آئی
کہ وہ ایک مرد بہشتی کو دیکھے تو وہ اس شخص کیطرف نظر کرے متفق علیہ حدیث ابن عباس
مین آیا ہے کہ وفد عبد القیس سے فرمایا تھا تم جانتے ہو کہ ایمان لانا نرے اللہ پر کیونکر
ہوتا ہے کہا اللہ و رسول جانین فرمایا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان الحدیث متفق علیہ واللفظ للبخاری
انس کہتے ہین معاذ سے فرمایا تھا ما من احد یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار الحدیث متفق علیہ اور
حدیث ابوذر مین ارشاد کیا ہے ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا
دخل الجنۃ اوسپر ابوذر نے عرض کیا کہ وان زنی وان سرق فرمایا ہان علی رغم انف
ابی ذر تب سے جب کبھی ابوذر روایت اس حدیث کی کرتے کہتے وان رغم انف ابی ذر
متفق علیہ یہ حدیث بشارت ہے واسطے تائبین کے اس سے بڑہکر حدیث عبادہ بن صامت
ہے جسمین یون ارشاد کیا ہے من شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ وان عیسی عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاہا الی مریم
وروح منہ والجنۃ والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل متفق علیہ
یعنی خواہ اچھا عمل ہو خواہ برا تھوڑا ہو یا بہت ایک نہ ایک دن نار سے نجات ہوکر بطفیل
اس توحید کے جنت ملیگی وللہ الحمد دوسرے جملہ کے معنی سنو یعنی رسول کی گواہی دینا

که الله نے نبی اُمّی قریشی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عرب وعجم وجن وانس کیطرف
رسول بناکر بھیجا ہے اور اونکی شریعت سے تمام شرائع کو منسوخ کیا ہے ۵

یتیمی که ناکرده قرآن درست　　کتب خانهٔ چند ملت بشست

پھر آپکو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور سارے آدمیون کا سردار بنایا ہے ۵

گرامایه تر تاج آزادگان　　گرامی تر از آدمی زادگان

پھر لاالہ الا اللہ کی توحید پر گواہی دینے کو ایمان کامل نہین مانا جبتک کہ اوسمین رسول
کی شہادت نہ ملائی جائے یعنی محمد رسول اللہ کا مقر ومعترف ہو سچے دل وزبان سے اور
آپکو رحمۃ للعالمین سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین سمجھے ۵

پیش از همه شاهان غیور آمده　　هرچند که آخر بظهور آمده
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد　　دیر آمده ز راه دور آمده

پھر جس بات کی آپنے دنیا وآخرت کے امور مین سے خبر دی ہے اللہ نے خلق پر لازم
کردیا ہے کہ آپکو اوسمین سچا جانین اور کسی بندے کا ایمان قبول نہین ہوتا جبتک کہ وہ
امور مابعد الموت پر جنکی آپنے خبر دی ہے ایمان نہ لائے اون حالات مین سے اوّل
منکر ونکیر کا سوال ہے یہ دونون فرشتے ہولناک مُہیب صورت ہین بندے کو قبر مین روح
وجسم کے ساتھہ سیدھا اوٹھا بٹھالتے ہین اور اوس سے توحید ورسالت کا سوال کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے یہ دونون قبر کے
امتحان لینے والے ہین اور مرنے کے بعد پہلی آزمایش یہی انکا سوال ہوتا ہے اسی لئے
عذاب قبر پر ایمان لانا واجب ہے کہ وہ بیشک وشبہہ ہوتا ہے روح وجسم دونون پر حکمت
وعدل کے ساتھہ جسطرح اللہ پاک کی مرضی ہوگی اوسیطرح پر ہوگا جسکے لئے وہ چاہیگا بیان مین
احوال برزخ کے مستقل کتابین تالیف ہوچکی ہین رسالہ اردو قضیۃ المقدور علی فتنۃ
المقبور طبع ہوچکا ہے اجمع کتب اس باب مین کتاب شرح الصدور فی احوال القبور

وکتاب شرح برزخ ہے لکن یہ دونون عربی زبان ہین قصر الآمال فارسی ترجمہ اوسکا موجود
ہے اور بعض معاصرین[له] نے ان کتابون کو اُردو مین جمع کیا ہے جزاہ اللہ خیرا اور رسالہ
ثمار التنکیت فارسی مین مطبوع ہو چکا ہے اپنے باب مین احسن رسائل ہے پھر میزان پر ایمان
لانا چاہیئے کہ اوسکے دو پلے ہونگے اور ایک زبانہ بیچمین واسطے اوٹھانے کے ہوگا یہ پلے اتنے
بڑے ہونگے جتنے آسمان و زمین کے طبقات ہین اونمین اللہ کی قدرت سے وزن اعمال
کا کیا جائیگا اور بانٹ اوسدن ذرہ اور دانہ رائی بھر کے ہونگے تاکہ پورا پورا انصاف و عدل
کیا جائے نیکیون کے صحیفے اچھی صورت مین نور کے پلے مین ڈالے جائین گے اور جتنے درجات
اون حسنات کے نزدیک خداوند رفیع الدرجات کے ہونگے اوتنی ہی ترازو اللہ کے فضل و
کرم سے بھاری ہوگی اور بدیون کے صحیفے بُری صورت مین اندھیرے پلے مین ڈالے جائینگے
اللہ کے عدل سے ترازو ہلکی ہو جائیگی پھر یہ ایمان لانا چاہیئے کہ دوزخ کی پشت پر ایک پل
تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک بنا ہوا ہے اوسپر سے سب کا گزر ہوگا اللہ کے حکم
سے کافرون کے پاؤن اوسپر پھسلین گے اور دوزخ مین گر جائین گے اور ایمان والون کے
پاؤن اللہ کی عنایت سے اوسپر جمین گے وہ دار القرار کو پہنچا دئے جائینگے پھر حوض کوثر کا
ماننا واجب ہے ایمانداروں کا اوسپر گزر ہوگا یہ حوض ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ہے مومن لوگ اوسکا پانی جنت مین داخل ہونے سے پہلے اور پل صراط سے اوترنے کے پیچھے
پیین گے جو کوئی اوسمین سے ایک گھونٹ پییگا وہ پھر کبھی پیاسا نہوگا عرض اس حوض
کا ایک مہینے کی راہ ہے پانی اوسکا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اوسکے
آس پاس آبخورے بقدر شمار کواکب آسمان کے ہونگے اور اوسمین دو پرنالے جنت کے چشمے
سے گرتے ہین پھر ایمان لائے حساب پر لوگ حساب مین مختلف ہونگے بعضون کے ساتھ حساب مین باریکی
کیجائیگی اور بعض سے چشم پوشی اور کچھ ایسے ہونگے جو بیحساب جنت مین جائینگے یہ لوگ مقربین ہین اور اللہ تعالیٰ
انبیاء مین سے جس سے چاہیگا سوال کریگا کہ تمنے مضمون رسالت پہنچا دیا اور کفار مین سے جس سے چاہیگا سوال

مطلب میزان

له ط الفراغ من البرزخ الی منازل البرازخ تالیف سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی عافاہ اللہ تعالیٰ منہ

مطلب صراط

مطلب حوض

مطلب حساب

تکذیب انبیاء کا کریگا غزالی کہتے ہین بدعتیون سے سنت کا مسلمانون سے اعمال کا سوال کریگا اسپر بھی
ایمان لائے کہ اہل توحید بعد سزا کے دوزخ سے باہر نکلینگے یہانتک کہ اللہ کے فضل و کرم سے کوئی موحد جہنم
مین باقی نرہیگا اس سے ثابت ہوا کہ اہل توحید کو خلود فی النار نہوگا پھر شفاعت پر ایمان لائے
اوّل انبیاء علیہم السلام شفاعت کرینگے پہر علما پہر شہداء پھر اور سب مسلمان ہر ایک کی جتنی عزت شفاعت
و منزلت نزدیک اللہ کے ہوگی اوتنی ہی اوسکی سفارش منظور ہوگی لکن یہ شفاعت اللہ
کے اذن و اجازت سے ہوگی بے اوسکے اذن کے کسکا مقدور ہے کہ واسطے شفاعت کے
ہونٹھ ہلائے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ بخاری مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا
فیحد لی حدا یعنی اللہ میرے لئے ایک حد شفاعت کی مقرر کردے گا یہ شفاعت حق مین
اہل کبائر کے ہوگی نہ حقمین اہل شرک کے گو دنیا مین کلمہ گو یا نماز روزہ کرنیوالے تھے اور جو
ایماندار ایسے ہین کہ اونکی سفارش کسینے نہ کی ہوگی تو اونکو اللہ اپنے فضل سے بخشدیگا اور
دوزخ سے نکالیگا دوزخ مین کوئی ایماندار ہمیشہ نرہیگا بلکہ جسکے دلمین ذرہ بھر ایمان ہوگا
وہ بھی اوسمین سے باہر نکلیگا یہ سچ ہے لیکن تحقق ایمان کا محض اللہ کی توفیق و احسان
پر موقوف ہے رب انت ولیي في الدّنیا والآخرہ توفني مسلما والحقني بالصالحین
پہر یہ اعتقاد کرے کہ سارے صحابہ افضل امّت ہین اور اونکی ترتیب افضلیت مین اسطرح پر ہے صحابہ
کہ بعد حضرت کے سب لوگونمین افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین پھر حضرت عمر فاروق پھر
عثمان ذی النورین پھر علی مرتضیٰ پہر بقیہ عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پہر اہل بیعۃ الرضوان و
ہلم جرًا اور حقمین سب صحابہ کے گمان نیک رکھے اور اونکی تعریف کرے جیسے کہ اللہ و رسول نے
اونکی تعریف کی ہے اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ فرمایا ہے یہ سب امور ایسے ہین کہ انکا
ذکر احادیث مین آیا ہے اور آثار انکے شاہد ہین جو شخص ان امور کا معتقد و مستیقن ہوگا وہ
اہل سنت و جماعت ٹھیرے گا اور اصحاب گمراہی و اہل بدعت سے علیحدہ رہیگا ہم اللہ سے
اپنے لیئے یہ دعا مانگتے ہین کہ ہمکو کمال یقین عنایت فرمائے اور اپنی رحمت کاملہ سے ہمکو دین

حق پر ثابت قدم رکھے آمین اِن عقائد کا لڑکون کو ابتداء سن تمیز مین سکھانا چاہیئے تاکہ وہ انکو
یاد کرلین پھر بڑے ہونے پر معنی انکے تھوڑے تھوڑے کُہلتے جائینگے غرضکہ ابتداء تو یاد کرنا ہے
پھر سمجھنا پھر اعتقاد و یقین و تصدیق کرنا اور یہ بات لڑکونمین بدون دلیل کے آجاتی ہے کیونکہ
یہ ایک اللہ کا فضل ہے انسان کے دل پر کہ اوس نے ابتداء نشو و نما مین اوسکو ایمان کیطرف
بلا حجت و برہان کے کھولدیا ہے اور اسکا انکار نہین ہوسکتا اسلیئے کہ سب عوام کے عقائد کا آغاز
نری تلقین و تعلیم ہے ہان جو اعتقاد کہ صرف تقلید سے ہوتا ہے وہ ابتداء مین کسیقدر ضعف سے
خالی نہین ہوتا یعنی اگر اوسکے دلمین اعتقاد مذکور کا خلاف ڈالدیا جائے تو اعتقاد سابق زائل
ہوسکتا ہے اسلیئے اس اعتقاد کو دلمین لڑکون اور عوام کے خوب قوت دینا چاہیئے تاکہ پختہ
ہوجائے اور جنبش نکرے اور اعتقاد کی تقویت کا طریق یہ نہین ہے کہ فن کلام و جدل کو جانے
بلکہ اوسکی راہ یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت اور اوسکی تفسیر اور حدیث پڑہنی اور اوسکے معانی سمجھنے مین
مشغول ہو اور عبادت روزمرہ کے بجالانے مین لگے تو اس تدبیر سے جو کچھہ قرآن کی دلیلین اور
حجتین اسکے کان مین پہنچینگی اور حدیث مین اونکے شاہد عدل دیکھیگا اور عبادت کے انوار سے
منور ہوگا اور صلحاء کے مشاہدہ اور اونکے پاس بیٹھنے سے متاثر ہوکر اللہ کے حضور مین اونکی فروتنی
اور سکنت اور اوس سے ڈرنے کو دیکھیگا تو یہ سب امور اس امر کے باعث ہونگے کہ اوسکا اعتقاد
روز بروز مضبوط ہوتا جائے پھر اگر لڑکے کا اوبھار اس عقیدے پر ہوا تو اگر وہ دنیا کمانے مین
مشغول ہوجائیگا تب بھی اوسکو سوای اوس عقیدے کے اور کچھہ واضح نہوگا مگر اہل حق کا
سا اعتقاد رکھنے کی جہت سے آخرت مین سلامت رہیگا کیونکہ شرع نے اسلاف عرب کو اتناہی
حکم دیا ہے کہ ظاہر عقائد کے بموجب اپنی تصدیق پکی کرلین اور بحث و تفتیش اور دلیلون کو بتکلف
بنانے کا ہرگز حکم نہین کیا اور اگر شخص مذکور طریق آخرت کے چلنے والونمین ہونا چاہیگا اور توفیق
اوسکی رفیق ہوگی یہانتک کہ عملمین مشغول ہوکر تقوی کے پیچھے پڑیگا اور نفس کو خواہش سے باز رکھکر
ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوگا تو اوسکے لئے ہدایت کے دروازے کہلجائینگے اور ایک نور

آلہی سے جو بہ سبب اس مجاہدہ کے اوسکے دلمین پڑیگا ان عقائد کے حقائق واضح ہوجائینگے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدہ کرنے پر اس نور کے دلمین ڈالنے کا وعدہ فرمایا ہے والذین جاھدوا
فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین اور یہ نور ایک جوہر نفیس ہے کہ صدیقین
و مقربین کے ایمان کی غایت وہی ہے رہا جدل و کلام سو امام شافعی و مالک و احمد و سفیان
ثوری اور سارے محدثین سلف قائل اوسکی حرمت کے ہین یہانتک کہ امام شافعی نے کہا کہ اگر
بندہ سوا شرک کے ہر گناہ لیکر اللہ سے ملے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ علم کلام لیکر سامنے اوسکے جای
اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر آدمیون کو معلوم ہوجای کہ علم کلام مین کتنی بدعتین ہین تو اوس سے ایسا
بھاگین جیسے شیر سے بھاگتے ہین امام احمد نے کہا ہے کہ علماء کلام بددین ہین امام مالک نے کہا
ہے اہل بدعت و ہوی کی گواہی درست نہین ہے مراد اہل ہوی سے اہل کلام ہین خواہ کسی
مذہب پر کیون نہون غزالی کہتے ہین سارے سلف اہل حدیث کا اتفاق ہے برائی پر علم کلام کے
اور جسقدر تاکیدات شدیدہ اونھون نے اس امر مین فرمائی ہین وہ حد شمار سے باہر ہین حضرت نے
فرمایا ہے ھلک المتنطعون یعنی ہلاک ہوئے وہ لوگ جو بحث و کلام مین زیادہ خوض کرتے ہین
کلام اگر علم ہوتا تو ضرور آنحضرت اوسکا امر فرماتے اور طریق سکھلاتے اور علماء کلام کی تعریف کرتے
کیونکہ صحابہ کو استنجا تک کرنا سکھایا اور فرائض بتائے اور آداب و مستحبات جتائے بلکہ مسئلہ تقدیر
مین کلام کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ خاموش رہو چنانچہ صحابہ اسی پر جمے رہے اور جو لوگ جواز
علم کلام کے قائل ہین اونکی بھی بہت سی دلیلین ہین بعض آیات سے اور بعض احادیث و آثار سے
اسلئے غزالی نے اس مقام پر تفصیل کی ہے اور کہا ہے تحقیق یہ ہے کہ ہر حال مین مطلق کلام کو
برا کہنا یا ہر حال مین اوسکی تعریف کرنا دونون بیجا ہین پھر اس تحقیق کی تفصیل لکھی ہے ٹھیک بات
یہ ہے کہ طریقہ سلف محمود و مسلم ہے اور وقت ضرورت کے اختصار کرنا طریقہ تکلم قرآن و حدیث پر
کفایت کرتا ہے زیادہ خوض اور ترتیب دلائل کی کچھ حاجت نہین ہے غزالی کہتے ہین ہمنے اس علم کو
خوب چھانا اور اوسکی اقصی غایت تک پہنچی اور جو علم اس سے مناسبت رکھتے تھے اونمین بھی

خوب مہارت پیدا کی مگر یہی پایا کہ اس علم کے ذریعہ سے معرفت حقائق کی راہ مسدود ہے اسیوجہ سے ہمکو اس علم سے نفرت ہو گئی انتہی اسیطرح حال اکثر متکلمین کا ہوا کہ اونہون نے بعد حصول کمال کے اِس علم مین انکار ظاہر کیا ہے اور آخر عمر مین اوس سے تائب ہوئے جیسے امام الحرمین و فخر الدین رازی و قاضی محمد بن علی شوکانی و حافظ محمد بن ابراہیم وزیر وغیرہم وللہ الحمد پھر غزالی نے کہا ہے کہ اگر بدعت پھیلی ہوئی ہو اور یہ ڈر ہو کہ کہین لڑکے فریب مین نہ آجائین تو ایسے وقت مین اوسقدر دلائل جو ہمنے اپنے رسالۂ قدسیہ مین لکھے ہین لڑکون کو سکھا دینے کا مضائقہ نہین ہے کہ اوسکے سبب سے مجادلۂ اہل بدعت کی تاثیر سے بچے رہین اور یہ مقدار دلائل کا مختصر ہے اور وہ رسالہ بھی مختصر ہے چنانچہ یہ سارا رسالہ احیاء العلوم مین نقل کیا ہے پھر کہا ہے کہ اگر زیادہ حاجت ہو تو اقتصاد فی الاعتقاد کافی ہے یہ چھ سات جزو مین ہے اوسمین ہمنے قواعد عقائد اور مباحثۂ متکلمین کے سوا اور طرف نظر نہین کی ہے غرضنکہ علم کلام مین عمدہ حجت وہی ہے جو قرآن و حدیث کی حجتون کی جنس سے ہو بلکہ بہتر یہی ہے کہ ہر عقیدے مین دلیل کتاب و سنت کو بکثرت یاد کرے اہل حق نے ایسی کتابین بھی لکھی ہین جنمین واسطے اثبات عقائد کے صرف ادلۂ قرآن و حدیث پر اکتفا کیا ہے اونہین کی تکرار واسطے تقویت عقائد کے کافی وافی شافی ہے جیسے حضرات التجلی یا انتقاد رجیح یا البغیۃ الرائد و عقیدۂ صابونی وغیر ذلک —

فصل

اِس امر مین اہل علم کا اختلاف ہے کہ اسلام ایمان ہے یا دوسری چیز اگر دوسری چیز ہے تو اوس سے جدا پایا جاتا ہے یا اوسی کے ساتھہ متعلق و لازم رہتا ہے بعض نے کہا دونون ایک ہی چیز ہین بعض نے کہا دو چیزین ہین آپسمین ملتی نہین جدا جدا ہین بعض نے کہا دو ہین مگر ایک دوسرے سے وابستہ ہے ابو طالب مکی نے اِس باب مین ایک تقریر طویل کچھ کچھ لکھی ہے غزالی کہتے ہین حق یہ ہے کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتے ہین قال تعالیٰ وما انت بمومن لنا مراد مومن

سے یہان مصدق ہے اور اسلام کے معنی یہ ہین کہ فرمان برداری کرنے سرکشی وانکار وعناد کو چھوڑنے
تصدیق کا محل خاص ہے یعنی وہ دل سے ہوتی ہے اور زبان اوسکی ترجمان ہے اور ماننا عام
ہے دل و زبان و اعضا سب سے ہوتا ہے سو باعتبار لغت کے اسلام عام ہے اور ایمان خاص اور
اجزاء اسلام مین ایمان جزو اشرف کا نام ہے اِس سے معلوم ہوا کہ ہر تصدیق تسلیم ہے یہ نہین
کہ ہر تسلیم تصدیق ہو یہ ہے معنی شرعی سو شرع مین استعمال ان دونون کا تینون طرح پر
آیا ہے یعنی دونون کے ایک معنی ہون یا جدا جدا یا ایک کے معنو مین دوسرے کے معنی داخل
ہون غزالی نے ہر ایک استعمال کی دلیل آیت سے لکھی ہے پھر کہا ہے کہ ایمان و اسلام کے دو حکم
ہین ایک دنیاوی دوسرا اُخروی حکم اُخروی یہ ہے کہ آگ دوزخ سے نکالنا اور اوسمین ہمیشہ رہنے کا مانع
ہونا کیونکہ حدیث مین آیا ہے یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان رواہ
الشیخان عن ابی سعید الخدری یعنی نکلیگا آگ سے وہ شخص جسکے دلمین ذرہ بھر ایمان ہوگا
اسمین لوگون کا اختلاف ہے کہ یہ حکم کس چیز پر مترتب ہوتا ہے یعنی وہ ایمان کونسا ہے جسکا نتیجہ آگ سے
نکلنا ہے بعض نے کہا صرف یقین کرنیکا نام ہے بعض نے کہا دل سے یقین کرنا اور زبان سے مقر ہونا
بعض نے تیسری بات اور بڑہائی کہ اعضا سے عمل کرنا سو واقع مین یون ہے کہ جو کوئی ان تینون
باتون کا جامع ہوگا تو اوسمین کسیکا خلاف نہین کہ بیشک اوسکا ٹھکانا جنت ہے یہ ایک درجہ ہوا
دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو باتین پائی جائین اور کچھہ تیسری بھی ہو یعنی دل سے یقین زبان سے
اقرار ہوا اور کچھہ عمل بھی کئے ہون مگر اوس شخص نے ایک یا زیادہ گناہ کبیرہ بھی کیا ہے معتزلہ اسکو
فاسق مخلد فی النار کہتے ہین مگر یہ قول اونکا باطل ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل سے تصدیق اور
زبان سے اقرار پایا جائے اور اعضا سے اعمال نہون ایسے شخص کے حق مین اختلاف ہے
ابو طالب مکی کہتے ہین کہ عمل جزو ایمان ہے ایمان بدون عمل کے پورا نہین ہوتا اور اسپر اجماع کا دعوی
ایسی دلیلون سے کیا ہے جنسے اونکے مطلب کا خلاف معلوم ہوتا ہے جیسے الذین اٰمنوا وعملوا
الصالحات کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ عمل ایمان کے سوا اور چیز ہے اور تعجب ہے کہ اس قول پر

دعوی اجماع کا کیا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ دلکی تصدیق پائی جاوی اور ہنوز نوبت زبان سے
اقرار کرنے اور عملمین مصروف ہونیکی نہ پہونچی ہو کہ مرجائے اس مسئلہ مین بھی اختلاف ہے پانچوان
درجہ یہ ہے کہ دل سے تصدیق کرے اور عمر مین اتنی مہلت بھی ملے کہ شہادت کے دونو کلمے
کہہ لے اور اونکا واجب ہونا معلوم کرلے مگر اونکو زبان سے ادا نکرے تو یہ شخص بھی مومن
ہوگا رہی یہ بات مرجیہ کی کہ وہ کبھی آگ مین نجائیگا باطل ہے چھٹا درجہ یہ ہے کہ زبان سے
کلمۂ شہادت کہے مگر دلمین اوسکے تصدیق نکرے تو اسمین شک نہین کہ ایسا شخص حکم آخرت مین
منجملہ کفار کے ہوگا اور ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور اسمین بھی شک نہین کہ احکام دنیاوی مین
وہ مسلمانونمین سے ہوگا مرجیہ کہتے ہین کہ ایماندار آگ مین نجائے گا گو سب طرح کے گناہ کرے
بدلیل عموم آیات فمن یومن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رھقا وقولہ والذین امنوا
باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون الی غیر ذلک من الآیات لکن ان آیتون سے
اونکا مطلب حاصل نہین ہوتا ہے اسلیئے کہ ان آیتونمین جہان ذکر ایمان کا ہے اوس سے ایمان
مع عمل مراد ہے جسطرح اوپر گزر چکا ہے کہ لفظ ایمان سے کبھی اسلام بھی مراد لیا جاتا ہے یعنی موافقت
دل و قول و عمل کی اور عام آیتون کا خاص کرنا کچھہ دقت کی بات نہین ہے انہین آیات کی وجہ
سے ابو الحسن اشعری اور بعض متکلمین الفاظ عام کا انکار کرکے کہنے لگے کہ اسطرح کے الفاظ مین
توقف کرنا چاہیئے جبتک کہ کوئی قرینہ ظاہر ہو جس سے اوسکے معنی معلوم ہون اور معتزلہ
کو شبہہ ان آیتون سے پڑا وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدی وقولہ
والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات ونحوہا کہ انمین اللہ تعالی
نے عمل صالح کو ایمان کے ساتھہ مذکور فرمایا ہے مگر یہ آیتین ایسی عام ہین کہ انمین خصوصیت
لگی ہوئی ہے بدلیل قولہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء یہ آیت اسبات کو چاہتی ہے
کہ شرک کے سوا اور گناہونمین مشیت الٓہی باقی ہے اسیطرح وہ حدیث کہ ذرہ بھر ایمان والا
دوزخ سے باہر نکلیگا اور یہ آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین اور انا لا نضیع اجر

من احسن عملا اسی پر دلیل ہین کہ اللہ تعالی ایک معصیت کی جہت سے اصل ایمان اور سب طاعات کا ثواب تلف نہین کریگا اس تقریر غزالی سے یہ معلوم ہوا کہ مذہب مختار یہ ہے کہ ایمان بدون عمل کے بھی ہوتا ہے حالانکہ اکابر سلف کا قول یہ ہے کہ ایمان دلکی تصدیق و قول زبانی و عمل اعضا کا نام ہے سو اسکا جواب اونہون نے یہ دیا ہے کہ عمل کو ایمان مین شمار کرنا کچھہ بعید نہین ہے کیونکہ عمل متمم و مکمل ایمان ہوتا ہے لکن یہ بات نہین ہے کہ جسکے لئے عمل نہوا اوسکے لئے ایمان بھی نہوا انتہی مین کہتا ہون یہ مختار غزالی موافق مذہب مشہور حنفیہ ہے پھر اسکے بعد غزالی نے کلام زیادت و نقصان ایمان پر کیا ہے اور کہا ہے کہ چیز اپنی ذات سے تو بڑہتی ہی نہین ہے بلکہ زوائد سے بڑہا کرتی ہے پس قول سلف مین تصریح ہے اس بات کی کہ ایمان کا ایک وجود ہے پھر وجود کے بعد اوسکا حال کم و بیشی مین مختلف ہوا کرتا ہے انتہی اور پھر کہا ہے کہ لفظ ایمان کا مشترک ہے تین طرح پر مستعمل ہوتا ہے ایک اطلاق اوسکا اوس تصدیق پر کیا جاتا ہے جو بطور اعتقاد و تقلید کے ہو نہ بطور کشف و شرح صدر اسطرح کا ایمان عوام کا بلکہ بجز خواص کے تمام خلق کا ہے اور یہ اعتقاد ایک گرہ ہوتی ہے دلپر کہ کبھی کڑی ہوجاتی ہے اور کبھی ڈھیلی جیسے ڈورے پر گرہ ہوا کرتی ہے اور عمل کرنا اس پختگی کے بڑہانے مین تاثیر کرتا ہے کما قال تعالی فزادتھم ایمانا وقال تعالی لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم اور سلف نے کہا ہے الایمان یزید وینقص یہ کمی و بیشی تاثیر طاعات و سیئات سے ہوتی ہے اسکو وہی شخص معلوم کرتا ہے جو اپنے حالات کو دو وقت مین دیکھے ایک تو اوس وقت کہ عبادت مین مشغول ہوا اور حضور دل سے خاص عبادت ہی کا ہو رہے دوسرے اوس وقت کہ عبادت نکرتا ہو تو جو حال کہ اوسکے ایمانی عقائد کا دوسرے وقت مین ہوگا اوسمین اور پہلے وقت کے حال مین فرق معلوم کریگا دوسرا اطلاق یہ ہے کہ ایمان سے تصدیق دل و عمل دونون مراد ہون جسطرح حدیث مین آیا ہے الایمان بضع وسبعون شعبة سو جس صورت مین کہ لفظ ایمان کے معنو ن مین عمل بھی داخل ہو تو ظاہر ہے کہ اعمال سے اوسمین کچھہ کم و بیشی ضرور ہی ہوگی اور یہ بات

کہ اوسکی تاثیر اوس ایمان مین بھی ہوتی ہے کہ نہین جسکو صرف تصدیق کہتے ہین اسمین اختلاف ہے ہم اشارہ کر چکے کہ اوسمین بھی تاثیر ہوتی ہے تیسرا اطلاق یہ ہے کہ ایمان سے غرض وہ تصدیق یقینی ہو جو کشف و شرح صدر و مشاہدۂ نور بصیرت سے حاصل ہوتی ہے یہ قسم اور اقسام کی نسبت قبول زیادت و نقصان سے دور تر ہے تاہم یہ بات ہے کہ جو امر یقینی کہ اوسمین شک نہو اسمین بھی نفس کا اطمینان مختلف ہوا کرتا ہے ان اطلاقات سے ظاہر ہوا کہ سلف نے جو یہ کہا ہے کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے وہ درست ہے اور کیسے درست نہو کہ حدیث مین نکلنا دینار بھر یا ذرہ بھر ایمان والیکا دوزخ سے آیا ہے اگر دلکی تصدیق مین فرق نہو تو معنی ان مقدارون کے مختلف ہونے کے کیا ہین اور انشاء اللہ کہنا ایمان مین شک کی راہ سے نہین ہوتا ہے بلکہ واسطے ذکر خدا وغیرہ وجوہ کے ہے غزالی نے بیان اسکا چار وجہ پر بسط سے کیا ہے ؞

باب دوم بیان مین بناء دوم اسلام کے

دوسری بنیاد اسلام کی اقامت نماز ہے نماز ادا کرنیسے پہلے ضرورت طہارت کی ہوتی ہے اسلئے پہلے ذرا سا ذکر طہارت کا کیا جاتا ہے پھر بیان اسرار نماز کا لکھا جائیگا فضیلت طہارت کی کتاب و سُنت دونون سے ثابت ہے قال تعالیٰ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللّٰہ یحب المطہرین وقال تعالیٰ ولکن یرید لیطہرکم اور حدیث مین رفعاً آیا ہے الطہور شطر الایمان رواہ الترمذی علی کا لفظ رفعاً یہ ہے مفتاح الصّلوٰۃ الطہور رواہ ابو داؤد والترمذی اہل بصیرت نے ان ادلّہ سے دریافت کیا ہے کہ سب سے زیادہ امر اہم تطہیر باطن ہے کیونکہ یہ بعید معلوم ہوتا ہے کہ نصف ایمان ہونے طہور سے یہ غرض ہو کہ آدمی اپنے ظاہر کو پانی بہا کر صاف و پاک کرلے اور باطن پلیدیون و نجاستون سے آلودہ رہے بلکہ غرض یہ ہے کہ طہارت چار طرح پر ہوتی ہے ہر طرح مین جتنا کام پڑتا ہے طہارت اوسکا نصف ہے وہ چار قسمین یہ ہین ایک ظاہر بدن وغیرہ کو حدث و نجاست و فضلات سے پاک کرنا دوم اعضا کو گناہون و خطاؤن سے پاک کرنا سوم دلکو اخلاق بد و خصائل ناپسندیدہ سے پاک کرنا چہارم باطن کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا

یہ چوتھی قسم مخصوص ہے ساتھہ انبیاء وصدیقین کے اب ہر اک قسم کا نصف ایمان ہونا اسطرح
پر ہے کہ چوتھی قسم کی علت غائی یہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت منکشف ہو جای
اور یہ معرفت دلمین نہ اونرے گی جبتک کہ اللہ کے سوا اور چیزین اوسمین سے نکل نجائینگی
اسی لئے اللہ نے کہا ہے قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون کیونکہ اللہ و ماسوا اللہ
ایک دلمین جمع نہین ہوتے اور کسی آدمی کے اندر اللہ نے دو دل نہین بنا ئے
کہ ایک مین معرفت ہوا اور دوسرے مین غیر اللہ پس دور کرنا غیر اللہ کا دل سے اور آنا معرفت الٰہی کا
اوسمین دوام ہوئے جنمین سے نصف باطن کا پاک کرنا ہے اسیطرح علت غائی تیسری قسم کی
یہ ہے کہ دل اخلاق محمودہ وعقائد شرعیہ سے آباد ہو جای اور ظاہر ہے کہ اتصاف دل کا ساتھہ
اونکے نہوگا جبتک کہ اونکے مقابل کے اخلاق مذمومہ وعقائد فاسدہ سے پاک نہو پس یہان بھی
دوام ہوئے جنمین نصف دل کا پاک کرنا ہوا جو واسطے امر دوم کے شرط ہے اسیطرح اعضا کا مناہی
سے پاک کرنا ایک بات ہے اور اونکا طاعات سے آباد کرنا دوسری بات ہے تو اعضا کا پاک کرنا
نصف ہوا اوس عمل کا جو اعضا سے ہونا چاہیئے اسیطرح ظاہر کی پاکی کو سمجھنا چاہیئے سو طہارت
کو نصف ایمان کہنا اس اعتبار سے ہے یہ مقامات ہین ایمان کے اور ہر مقام کا ایک درجہ ہے
بندہ اوپر کے درجہ کو ہرگز نہین پہنچ سکتا جب تک کہ نیچے کے درجے کو طے نکرلے مثلاً تطہیر باطن کو
اخلاق بد سے پاک کرنے اور صفات نیک سے آباد کرنے کو نہ پہنچیگا جبتک کہ طہارت دل کے عادات
مذمومہ سے نہ کرلیگا اور خصال حسنہ سے اوسکو معمور نکریگا اور جو شخص کہ تطہیر اعضا کے مناہی سے
کرکے طاعات مین اونکو مصروف نکریگا وہ دلکی طہارت کو نہ پہنچے گا پھر جسقدر مقصود عزیز و شریف
ہوتا ہے اوتنا ہی اوسکا رستہ دشوار گذار ہوتا ہے اور اوسمین بہت سی گھاٹیان ہوتی ہین
اسلیئے یہ خیال کرنا نچاہیئے کہ یہ باتین آرزو سے حاصل ہو جاتی ہین اور بدون کوشش کے ہاتھہ
آجاتی ہین ہان جس شخص کی چشم دل ان درجات کے دیکھنے سے اندھی ہوتی ہے وہ طہارت
فقط ظاہر کی طہارت کو سمجھتا ہے جو بنسبت اور اقسام کے ایسی ہے جیسے اوپر کا چھڑا بہ نسبت

مغز کے پھر اسی کو مقصود سمجھکر اوسمین نہایت مبالغہ کرتا ہے اور تمام اوقات اپنے استنجا کرنے اور
کپڑون کے دہونے اور ظاہر کی صفائی مین صرف کرتا ہے اس خیال فاسد پر کہ طہارت مقصود
یہی ظاہر کی ستھرائی ہے اوسکو سیرت سلف معلوم نہین کہ وہ لوگ اپنی تمام ہمت و فکر دل کے پاک
کرنے مین مشغول رکھتے تھے اور طہارت ظاہری کے باب مین سہل انگاری کرتے تھے چنانچہ عمر فاروق
نے ایک نصرانی عورت کی ٹھلیا سے وضو کیا تھا اور وہ لوگ بعد کھانے کے چربی وغیرہ کے دور
کرنے کو ہاتھ نہ دہوتے تھے بلکہ اونگلیون کو تلوون سے پونچھ لیا کرتے تھے اشنان ومین کو
بدعت جانتے تھے مسجد ومین نماز زمین پر بدون فرش کے پڑہتے راہون مین پیادہ چلتے اور جو
شخص خاک پر لیٹ رہتا اور زمین پر کچھہ نہ بچھاتا وہ اکابر مین سے ہوتا تھا اور استنجا مین ڈھیلون
پر اکتفا کرتے ابوہریرہ و اہل صفہ کہتے ہین کہ ہم گوشت بھنا ہوا کہاتے اور تکبیر نماز کی ہوجاتی تو اونگلیونکو
کنکرونمین ڈالکر مٹی سے مل دیتے اور نماز مین شامل ہوجاتے اور کہتے کہ بعد حضرت کے چار چیزین
نکلین چلنی واشنان ودسترخوان وشکم سیری غرضکہ اون لوگون کی توجہ بالکل نظافت
باطن وطہارت دل پر تھی یہانتک کہ بعض نے کہا ہے کہ نماز جوتون سمیت پڑہنا افضل ہے اور نخعی
جوتیان اوتارنے کو برا جانتے بلکہ راستے کی کیچڑ مین ننگے پاؤن چلتے اور اوسپر بیٹھہ جاتے اور روٹی
جو اور گیہون کی کہاتے حالانکہ اونکو جانور پانون سے کہوندا کرتے ہین اور پیشاب کرتے ہین اور اونٹ
وگھوڑے کے پسینے سے احتراز نکرتے باوجودیکہ وہ اکثر نجاستون مین لوٹا کرتے ہین اور سلف مین سے
کسی کے حال مین نہین لکھا کہ وہ نجاست کی باریکیون مین سوال کرتا ہو وہ تو اسطرح انمین سستی کیا کرتے
تھے اور اب رعونت کا نام طہارت رکھا ہے اور آرایش ظاہر کی درستی مین رہا کرتے ہین جیسے مشاطہ
دولہن کو سنوارا کرتی ہے حالانکہ باطن کبر وعجب وجہالت وریا ونفاق کی آلایش سے بھرے ہین
اوسکو برا نہین جانتے سبحان اللہ خاکساری وشکستہ حالی کو جو جزو ایمان ہے ناپاکی کہتے
ہین اور رعونت کو ستھرائی سمجھتے ہین گو یہ چیزین مباح ہون لیکن بعض اوقات بری بھی
ہوسکتے ہین جبکہ انکو دین کی اصل ٹھیرالیا جای اور اچھے بھی ہوسکتی ہین جبکہ غرض اوسنے بہتری ہو

نہ زینت اور جو اونکو نکیے اوسپر اعتراض نہ کیا جاے اور نہ اونکے سبب سے اول وقت
کی نماز مین تاخیر ہو اور نہ اونمین مصروف ہونے سے کوئی عمل بہتر وغیرہ چھوٹنے پائے اور
یہ بھی ممکن ہے کہ نیت کی جہت سے ثواب بھی ملے لکن اسمین ثواب اونہین نکمون کو ہوتا ہی
جو بالفرض اگر طہارت مین مصروف نہون تو سونے مین یا ژٹل قافیو نمین مشغول رہین مگر اہل علم و عمل
کو نچاہیئے کہ وہ اپنے اوقات اِن امور مین مقدار حاجت سے زیادہ صرف کرین اس مثال سے
اور اعمال کے نظائر اور اونکے فضائل و ترتیبات اور تقدیمات کو سمجھہ لینا چاہیئے اسکے بعد غزالی
نے کہا ہے کہ طہارت ظاہر مین قسم ہے ایک نجاست ظاہری سے پاک ہونا دوسرے نجاست حکمی
سے پاک ہونا جسکو حدث کہتے ہین تیسری فضلات بدن سے پاک ہونا پھر انکی تفصیل لکھی ہے اور
آداب پاخانہ مین جانے کے اور وضو و غسل و تیمم کے اور فضیلت وضو کی اور کیفیت نہانے
کی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ فضلات بدن کے آٹھہ ہین اور زوائد اجزا بدن کے بھی آٹھہ ہین
پھر اِن سب کا بیان تفصیل وار مطابق فقہ کے لکھا ہے اسجگہہ ذکر کرنا اونکا کچھہ حاجت نہین رسالہ
فتح المغیث مشتمل ہے اِن احکام پر اور ہر باب و مسئلہ اوسکا مربوط بدلیل ہے - پس جسکو ان
امور مین اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا منظور ہو اگر وہ عالم ہے تو کتاب زاد المعاد
ابن القیم اوسکو کفایت کرتی ہے اور اگر فارسی خوان ہے تو کتاب سفر السعادۃ وافی شافی ہے
غزالی رح نے اِن بیانات مین بہت سے ادعیہ بھی ذکر کئے ہین اونکا پڑہنا مستحب ہے لکن بہتر
یہ ہے کہ ادعیہ صحیحہ جنکا ذکر نووی نے کتاب اذکار مین یا ہمنے نزل الابرار مین کیا ہے اونپر
اقتصار کرے یا حصن حصین سے اون دعوات کو واسطے ہر موقع کے یاد کرکے عمل مین لایا
کرے جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب اسرار نماز کو معلوم کرنا چاہیئے کیونکہ نماز دین کا رکن
و یقین کا متمسک اور ثواب کی چیزونکی اصل اور طاعتونمین عمدہ طاعت ہے کتاب روضہ ندیہ
و بدور اہلہ و مسک الختام ابواب نماز پر مطابق احکام فقہ سنت کے مشتمل ہین یہان بیان کرنا اسرار فصل اسرار نماز
باطنی کا مقصود ہے نہ تفریعات فقہی کا جیسے خشوع و اخلاص و نیت وغیرہا - غزالی نے اسجگہہ

فضائل اذان ونماز فرض واکمال ارکان وجماعت وسجدہ کے لکھے ہین یہ فضائل کتب حدیث
مین مرقوم ہین حاجت ذکر کی نہین پھر فضیلت خشوع کی نماز مین بیان کی ہے اور کہا ہے اللہ فرماتا ہے
اقم الصلوۃ لذکری یعنی نماز کھڑی کر میری یاد کو اور فرمایا ولا تکن من الغافلین
مت ہو تو غافلو نمین سے اور حالت سکر مین قربت نماز سے منع کیا ہے بعض نے کہا مراد اوس سے
نشہ ہے کثرت غم سے یا مستی ہے محبت دنیا سے لکن ظاہر یہ ہے کہ مراد نشہ ظاہری ہے جس نماز
مین حدیث نفس نہین ہوتی ہے تو اگلے گناہ نمازی کے بخشدئے جاتے ہین نماز ہو یا حج یا
طواف مقصود ساری عبادات سے برپا کرنا ذکر خدا کا ہے جب ذکر نہوا اور دل عظمت وہیبت
خدا سے خالی رہا تو اس ذکر کی کچھ قیمت نہوئی آبو ایوب رفعًا کہتے ہین اذا صلیت فصل صلوۃ
مودع رواہ ابن ماجۃ یعنی اپنے نفس وخواہش وعمر کو رخصت کرکے اپنے مولی کیطرف چلے
نماز نام ہے مناجات کرنے کا تو پھر وہ غفلت کے ساتھ کیسے ہوگی آمام زین العابدین جب
وضو کرتے رنگ چہرہ کا زرد ہوجاتا کسی نے پوچھا فرمایا تم نہین جانتے کہ مین کس شخص کے سامنے
کھڑا ہوا چاہتا ہون آبن عباس نے کہا ہے متوسط دو رکعتین ساتھ تفکر کے ایک رات کے
جاگنے سے بہتر ہین جسمین دل غافل ہو آسکے بعد غزالی نے اعمال ظاہر وکیفیت نماز کو مع آداب
قیام ورکوع وسجدہ وغیرہ ذکر کیا ہے یہ امور مطالعہ کتب حدیث سے جنمین ذکر حضرت کی نماز کا
آیا ہے بخوبی معلوم ہوسکتے ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام وفتح علام مین احوال مذکور بسط سے
لکھا ہے اسجگہہ حاجت ذکر کی نہین ہے یہان غرض بیان کرنا شروط باطنی کا ہے جو دل سے علاقہ
رکھتی ہین اثبات کی دلیلین بہت ہین کہ نماز کے اندر خشوع وحضور دل شرط ہے ایک دلیل
یہی ہے اقم الصلوۃ لذکری صیغہ امر واسطے وجوب کے آتا ہے یعنی حضور دل کا
ہونا واجب ہے کیونکہ ذکر کی ضد غفلت ہے پس غافل مقیم نماز ذاکر خدا نہوگا ولا تکن من
الغافلین نہی کا صیغہ ہے دلیل ہے حرمت غفلت پر حتی تعلموا ما تقولون یہ علت اوس شخص کو بھی
عام ہے جو غافل اور وساوس مین مستغرق اور افکار دنیاوی مین ڈوبا ہوا ہو اور حدیث مین آیا ہے

جس شخص کو اوسکی نماز برائی اور فحش سے باز نرکھے تو وہ نماز اوسکو اللہ سے دوری ہی بڑہا دیگی اور ظاہر ہے کہ غافل کی نماز فحش و برائی سے مانع نہین ہوتی ہے بہت نمازی ایسے ہین کہ اونکی نماز سے اونکو سوای رنج و مشقت کے کچھہ حصہ نہین ہوتا بندہ کے لئے اوسکی نماز مین سے اسیقدر ہے جبتنا کہ وہ سمجھے نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو جو کلام غفلت سے ہوگا وہ یقیناً مناجات نہوگا اگر بالفرض آدمی زکوۃ سے غافل ہو جائے تو وہ بذات خود مخالف شہوت اور نفس پر گران ہے اسیطرح روزہ قوتون کا دبانے والا اور خواہش نفس کا توڑنیوالا ہے کچھہ بعید نہین کہ اگر روزہ سے غفلت بھی ہو تو بھی مقصود حاصل ہو جائی یہی حال حج کا ہے کہ اوسکے افعال شاق و سخت ہین اونمین اتنی محنت ہے کہ جبسے امتحان حاصل ہو جاتا ہے خواہ ہمراہ افعال کے دل حاضر ہو یا نہو لکن نماز مین بجز ذکر و قرأت و رکوع و سجدہ و قیام و قعود کے اور کچھہ نہین ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ ذکر سے جو ایک مناجات ہے ساتھہ خدا کے خطاب و ہم کلامی مقصود ہے یا فقط حروف و آواز کا نکلنا واسطے امتحان عمل زبان کے جیسے معدہ و شرمگاہ کا امتحان روزہ مین روکنے سے کیا جاتا ہے اور بدن کا امتحان حج کی مشقتین اوٹھانے سے اور دل کا امتحان زکوۃ نکالنے اور مال محبوب کو جدا کرنے سے سوا اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ ذکر سے یہ مقصود ہرگز نہین کہ حروف و اصوات کا امتحان لیا جای بلکہ حضور دل مطلوب ہے مثلاً اگر دل غافل ہوا اور زبان پر اھدنا الصراط المستقیم جاری کیا تو اس سے کیا سوال ہوگا پس جس صورت مین ذکر سے فروتنی و دعا کا ہونا مقصود نہوا تو غفلت کے ساتھہ زبان ہلانے مین کونسی دقت پڑے گی خصوصاً عادت پڑنے کے بعد تو کچھہ بھی دشواری نہوگی مقصود قرأت و ذکر سے حمد و ثنا خدا کی اور اوسکے سامنے تضرع و دعا کرنا ہے اور جس سے خطاب ہے وہ ذات پاک الٰہی ہے تو جبکہ پردہ غفلت کا اسکے دل پر پڑا ہوگا اور اپنے مخاطب کو نہ دیکھتا ہوگا نہ اوسکے سامنے ہوگا تو ضرور ہے کہ مخاطب سے غافل ہوگا اور عادت کی وجہ سے اوسکی زبان چلتی ہوگی پس ظاہر ہے کہ ایسا شخص نماز کے مقصود یعنی

دل کی روشنی وصفائی اور ذکر خدا کی تازگی اور عقد ایمان کے پختہ ہونے سے بہت دور ہوگا
یہ حکم قرارت و ذکر کا ہے رہا رکوع وسجدہ سو یقیناً اوس سے تعظیم مقصود ہے اگر یہ بات درست ہو
کہ آدمی اپنے فعل سے خدا کی تعظیم خدا سے غافل ہو کر کرتا ہے تو یہ بھی درست ہوگا کہ وہ اپنے
فعل سے کسی بت کی تعظیم کرے جو اوسکے سامنے رکھا ہوا اور وہ اوس بت سے غافل ہو یا کسی
دیوار کی تعظیم کرے جو اوسکے سامنے ہے اور اوسکو اوس سے غفلت ہو اور جب یہ افعال
تعظیم سے خالی ہوئے تو صرف پشت وسر کی حرکت رہگئی اسمین کچھہ اتنی دقت نہین ہے جس سے
امتحان مقصود ہو یا اوسکو دین کا رکن کیا جائے اور کفر و اسلام کا فرق ٹھیرایا جاوے اور حج و تمام
عبادات سے مقدم کیجائے ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ یہ تمام عظمت نماز کی اندر صرف اوسکے اعمال
ظاہری کیوجہ سے ہو ہان اگر مناجات کا مقصود اس پر زائد کیا جاوے تو یہ ایسا امر ہے کہ روزہ و
زکوۃ وحج وغیرہ سے بڑھکر ہے یہ اور بات ہے کہ فقہاء نے حضور دل کو فقط اللہ اکبر کہتے وقت
شرط کیا ہے یہ اسلئے ہے کہ وہ باطن مین تصرف نہین کرتے اور نہ دل کو چیر کر اندر کا حال جانتے
ہین اور نہ طریق آخرت مین دخل دیتے ہین وہ تو ظاہر دین کے احکام کو ظاہر اعمال پر بنا کرتے
ہین سو ظاہر اعمال واسطے سقوط قتل وحفظ کے سزای سلطان سے کافی ہین رہی یہ بات کہ یہ
اعمال ظاہر آخرت مین بھی کارآمد ہونگے یا نہین تو یہ امر حدود فقہ سے باہر ہے اسکے سوا بدون حضور
دل کے اعمال کے کامل ہوجانے پر اجماع کا دعوی نہین ہوسکتا سفیان ثوری نے کہا ہے
جو شخص خشوع نکرے اوسکی نماز فاسد ہے حسن بصری نے کہا جس نماز مین دل حاضر نہو وہ جلد
طرف عذاب کے جاتی ہے معاذ بن جبل نے فرمایا جو شخص نماز مین ہو اور قصداً پہچانے کہ اوسکے
دہنے بائین کون ہے تو اوسکی نماز نہوگی ابو داؤد و نسائی مین مرفوعاً آیا ہے کہ بندہ نماز پڑہتا ہے
اوسمین سے اوسکے لئے چھٹا حصہ دسوان حصہ بھی نہین لکھا جاتا صرف اوتنا لکھا جاتا ہے جتنا
اوسمین سے سمجھتا ہے غزالی فرماتے ہین یہ امر اگر کسی امام سے منقول ہوتا تو مذہب ٹھیرالیا جاتا
تو اب اسپر تمسک کیسے نکیا جائے بلکہ عبدالواحد بن زید نے حضور دل پر اجماع ہی ٹھیرادیا ہے اس

قسم کی باتین جو اتقیاء و فقہاء و علماء آخرت سے منقول ہین وہ گنتی سے باہر ہین اور حق یہی ہے کہ شرعی دلیلون کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ اخبار و آثار سے ظاہر ایسی معلوم ہوتا ہے کہ حضور دل شرط ہے لکن فتوی کا مقام احکام ظاہری مین موافق قصور خلق کے ٹھیرایا جاتا ہے لہذا اونکو اسیطرح شرط کرنا پڑا کہ ایک ہی لحظہ کو لفظ حضور دل کا صادق آجائے معہذا ہمکو توقع ہے کہ جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل ہے اوسکا حال اوس شخص کا سا نہوگا جو سرے سے نماز ہی نہین پڑہتا ہے اسلئے کہ غافل نے کچھہ تو فعل ظاہر پر اقدام کیا اور دل کو ایک لحظہ حاضر کیا لکن اس توقع کے ساتہہ یہ ڈر بھی لگا ہوا ہے کہ کہین غافل کا حال تارک نماز کی نسبت کے برا نہو کیونکہ جو شخص خدمت کے لئے اگر حضور مین سستی کرے اور غافلین و محقرین کا سا کلام منہ سے نکالے وہ بہ نسبت اوس شخص کے جو خدمت ہی نکرے برا ہوگا فقہاء کو یہ حکم بمجبوری دینا ہی پڑتا ہے حاصل یہ کہ حضور دل نماز کی روح ہے اور کم سے کم جس سے کہ یہ روح باقی رہے حضور دل کا وقت اللہ اکبر کہنے کے ہے اگر اسقدر سے کم ہوگا تو صورت تباہی کی ہے اور جسقدر اس سے زیادہ ہوگا اوتنی ہی روح اجزاء نماز مین پہیلے گی اور جو زندہ ایسا ہو کہ اوسکو حرکت نہو وہ مردہ کے قریب ہے پس جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل رہے صرف اللہ اکبر کہنے کے وقت حاضر دل ہو اوسکی نماز ایسی ہی زندہ کی طرح ہے جسمین کچھہ حس و حرکت نہو ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ غفلت کے دور کرنے اور حضور دل کے میسر ہونے مین ہماری مدد اچھی طرح کرے اللہم آمین رہے وہ امور باطنی جنسے نماز کی زندگی پوری ہوتی ہے اونکے لئے بہت سے الفاظ ہین مگر چھہ لفظ اون سب کو جمع کرتے ہین اول حضور دل ہے اس سے ہماری یہ مراد ہے کہ جس کام کو آدمی کر رہا ہے اور جس بات کو بول رہا ہے اوسکے سوا دوسری چیزون سے دل فارغ و خالی ہو یعنی دل کو فعل و قول دونون کا علم ہو اور ان دونون کے سوا اور کسی چیز مین اوسکی فکر ندوڑے اور جب فکر آدمی کی اوس کام سے جسمین وہ لگا ہوا ہے دوسری طرف نجائیگی اور اوس کام کی یاد دلمین ہوگی اور اوسکی کسی چیز سے غفلت نہوگی تو حضور دل

حاصل ہوگا دُوم فہم ہے یعنی بات کے معنی کو سمجھنا کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دل لفظون کے ساتھ حاضر ہوتا ہے مگر اونکے معنون کے ساتھ حاضر نہین ہوتا تو مراد فہم سے دلمین معنی لفظ کا علم ہوناہی اور اس مقام مین لوگ مختلف ہوتے ہین کیونکہ فہم معانی قرآن وتسبیحات مین سب لوگ یکسان نہین ہوتے اور بہت سے معانی لطیف ایسے ہوتے ہین کہ نمازی عین نماز مین اونکو سمجھ لیتا ہی حالانکہ وہ اوسکے دلمین پہلے سے نہین گزرے تھے اسیوجہ سے نماز فحش وبرائی سے منع کرتی ہے یعنی ایسی باتین سمجھاتی ہے کہ خواہی نخواہی برائی سے مانع ہون سوم تعظیم ہے کیونکہ آدمی اپنے غلام سے کوئی بات کرتا ہے اور دل بھی اسکا حاضر ہوتا ہے اور اپنی بات کا مطلب بھی سمجھتا ہے مگر غلام کی تعظیم نہین کرتا اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حضور دل اور فہم کے علاوہ اور اوس سے بڑھکر ہے چہارم ہیبت یہ تعظیم سے بھی بڑھکر ہے کیونکہ ہیبت اوس خوف کو کہتے ہین جسکا منشا تعظیم ہو اسلیئے کہ جسکو بالکل خوف نہو اوسکو ہیبت زدہ نہین کہتے اور نہ بچھو اور غلام کی بدخلقی اور اس جیسی دوسری ادنی چیزون سے ڈرنے کو ہیبت کہتے ہین بلکہ بڑے بادشاہ سے خوف کرنیکو ہیبت کہتے ہین غرضکہ ہیبت وہ خوف ہے جو اجلال وتعظیم کی جہت سے پیدا ہو پنجم رجا ہی اسمین کچھ شک نہین کہ رجا اون پہلی باتون کے علاوہ ہے بہت ایسے لوگ ہین کہ کسی بادشاہ کی تعظیم کرتے ہین اور اوسکے دبدبے سے ڈرتے ہین مگر اوسنے کچھ توقع نہین رکھتے بندہ کو چاہئے کہ اپنی نماز سے اللہ کے ثواب کی توقع رکھے جیسے کہ گناہ سے اوسکے عذاب کا ڈر رکھتا ہے ششم حیا یہ اون پانچون سے الگ چیز ہے کیونکہ اسکا منشا اپنی خطا پر مطلع ہونا اور اپنے قصور کا وہم گزرنا ہی تو تعظیم وخوف ورجا ایسی ہوسکتی ہین جنمین حیا نہو یعنی اگر تقصیر کا وہم اور ارتکاب گناہ کا خیال نہو تو ظاہر ہے کہ حیا نہو گی غرضکہ ان چھوٗن باتون سے نماز کی روح پوری ہوتی ہے اب انکے اسباب کو جدا جدا سنو کہ حضور دل کا سبب ہمت ہوتی ہے آدمی کا دل تابع ہمت ہوا کرتا ہے ہمت مشتق ہے ہم سے بمعنی فکر تو جو بات آدمی کو فکر مین ڈالتی ہے اوسی مین دل حاضر ہوتا ہے نماز مین اگر دل حاضر نہوا تو بیکار نرہیگا دنیا کے امور مین سے جس امر مین اسکی ہمت

وفکرت مصروف ہوگی اوسی مین دل موجود ہوگا پس نماز مین دل کے حاضر کرنیکا کوئی حیلہ و علاج بجز اسکے نہین کہ ساری ہمت کو طرف نماز کی پھیرا جائے یہ جب ہوگا کہ اسبات کا یقین کرے کہ آخرت بہتر و پائدار و مطلوب ہے اور نماز اس مطلوب کے حصول کا ذریعہ ہے پھر جب اسکو دنیا و مہمات دنیا کے حقیر جاننے کے ساتھ ملاؤگے تو ان دونون کے مجموعہ سے حضور دل حاصل ہوگا اور سبب حاضر نہونے دل کا بجز ضعف ایمان کے اور کچھ نہین اب ایمان کے قوی کرنے مین کوشش کرنا چاہیئے اور فہم کا سبب بعد حضور دل کے فکر کا دائم رکھنا اور ذہن کو طرف ادراک معنی کے پھیرنا ہے اوسکی تدبیر وہی ہے جو دل کے حاضر ہونے کی ہے اوسکے ساتھ ہی یہ بھی ہو کہ فکر پر متوجہ رہے اور جو وسوسے مشغول کرین اونکے دور کرنیکے لئے مستعد رہے دفع وساوس کا یہ علاج ہے کہ جن چیزونکی طرف کے وسوسے آتے ہین اونکو اپنے پاس نرکھے جبتک یہ مواد قطع نہوگا تب تک وسوسے چلے جائینگے جو کوئی کسی چیز کو چاہتا ہے اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہے ولہذا محبوب چیز کا ذکر یقیناً دلپر ہجوم لاتا ہے اسیلئے جو شخص غیر اللہ سے محبت رکھتا ہے اوسکی نماز وسوسون سے خالی نہین ہوتی رہی تعظیم سو وہ دو چیزون کے معلوم کرنے سے پیدا ہوتی ہے ایک اللہ کے جلال و عظمت کا پہچاننا جو اصل ایمان ہے کیونکہ جو کوئی معتقد عظمت الٰہی کا نہوگا اوسکا نفس سامنے اوسکے نہ دبے گا دوسرے نفس کی حقارت و خست کا پہچاننا اور اوسکو ایک بندۂ مسخر و مملوک سمجھنا جب تک یہ دونون امر نہین ہوتے ہین تب تک حالت تعظیم وخشوع کی منتظم نہین ہوتی ہیبت وخوف ایک حالت نفس ہے جو شناخت قدرت و سطوت واستغنا خدا سے پیدا ہوتی ہے یعنی یون سمجھے کہ اگر اللہ سارے اگلے پچھلونکو ہلاک کردے تو اوسکے ملک مین سے ایک ذرہ کم نہوگا اور اسکے ساتھ ہی وہ باتین دیکھے جو انبیاء و اولیاء پر انواع مصائب و آفات سے آتی ہین باوجودیکہ اونکے دور کرنے پر قادر ہے غرضکہ آدمی کو جتنا علم اللہ کی ذات کا زیادہ ہوگا اوتنی ہی ہیبت و دہشت زیادہ ہوگی رجا کا سبب یہ ہے کہ آدمی اللہ کے لطف و کرم و انعام عام و لطائف صنائع کو پہچانے اور نماز کی وجہ سے جو وعدہ جنت کا اوسنے

فرمایا ہے اوسکو سچا جانے ان دونون کے مجموعہ سے بیشک رجا پیدا ہوگی حیا اسطرح آتی ہے
کہ عبادت مین آپکو خطاوار قاصر سمجھے اور جانے کہ اللہ تعالی کا جتنا بڑا حق ہے مین اوسکے
بجالانے سے عاجز ہون اور اسبات کو اپنے عیوب نفس و قلت اخلاص و خبث باطن کے
پہچاننے سے قوت دے اور اوسکے ساتہہ ہی یہ جانے کہ اللہ تعالی کا جلال کس عظمت کا خواہان
ہے اور وہ وساوس دل اور ضمائر باطن پر کیسے ہی باریک و خفیہ کیون نہون مطلع ہے جب یہ
معرفتین حاصل ہونگی تو یقینًا ایک حالت پیدا ہوگی جسکو حیا کہتے ہین ان سب اسباب کا
رابطہ ایمان و یقین ہے سو جتنا یقین ہوتا ہے اوتنا ہی دل خشوع کرتا ہے عائشہ نے کہا آپ
حضرت ہمسے اور ہم اونسے باتین کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو گویا وہ نہ ہمکو جانتے اور
نہ ہم اونکو اور انہین امور کے مختلف ہونے سے نمازی کئی طرح ہو گئے ہین کوئی ایسا غافل ہے
کہ نماز پڑہتا ہے مگر دل ایک دم کو حاضر نہین ہوتا کوئی ایسا ہے کہ ایک دم اوسکا دل غائب
نہین ہوتا اوسکے سامنے کوئی حال گزر جائے اوسکو خبر نہین ہوتی مسلم بن یسار نماز مین تھے
ستون مسجد کا گرا لوگ جمع ہوئے اونکو کچہہ خبر نہوئی بعض سلف مدت تک جماعت مین حاضر
ہوئے مگر کبھی نہ پہچانا کہ دہنے پر کون ہے اور بائین پر کون کچہہ لوگ ایسے تھے کہ نماز کے وقت
اونکے چہرے زرد ہو جاتے اور شانے تھراتے یہ امور کچہہ بعید نہین ہین اونسے دوچند افکار
اہل دنیا کے مخاوف سلاطین زمین سے مشاہدہ ہوتے ہین حالانکہ وہ عاجز ضعیف ہین اور جو کچہہ
اونسے ملتا ہے وہ بھی حقیر و خفیف ہے سو نماز مین ہر ایک کا حصہ اوتنا ہی ہوگا جتنا خوف و
خشوع و اعظام اوسنے کیا ہوگا کیونکہ اللہ کے دیکہنے کی جگہہ دلمین ظاہر کے حرکات نہین ہین
بعض صحابہ نے کہا ہے کہ آدمی قیامت کو اوسی صورت پر مبعوث ہوگا جو شکل اوسکی نماز مین
تھی یعنی اطمینان و سکون و لذت مناجات یا بالعکس غرضکہ اس امر مین رعایت دل کے
حال کی ہوگی حرکات ظاہری کا لحاظ نہوگا کیونکہ دار آخرت مین دلونکی صفتون ہی سے صورتین
ڈہالی جاتی ہین اور نجات اوسی کو ہوگی جو پاس اللہ کے قلب سلیم لیکر جائیگا خدا ہمکو بھی اسکی

توفیق اپنی رحمت وعنایت سے بخشتے نماز مین غفلت اونہین وسوسون سے ہوتی ہے جو
دلپر وارد ہوکر اوسکو مشغول کردیتے ہین اسلئے حضور دل کی یہ تدبیر ہے کہ ادن وساوس کو دور تدبیر حضور دل
کیا جائے اور چیز جب ہی دور ہوتی ہے کہ اوسکا سبب دور ہو سو اسباب وساوس وخواطر کے
یا تو خارجی ہوتے ہین یا کوئی امر ذاتی مخفی خارجی وہ چیزین ہین جو کان آنکھہ مین پڑتی ہین
یہ فکر کو اوچاٹ کردیتی ہین ایک شئے کیطرف سے دوسری شئے کیطرف سلسلہ بندہ جاتا ہے ہان
جس شخص کا رتبہ قوی اور ہمت عالی ہوتی ہے سامنے اوسکے حواس کے کچہہ گزرے اوسکو غفلت
نہین ہوتی مگر ضعیف شخص کی بنکر ضرور پراگندہ ہوجاتی ہے آسکا علاج یہ ہے کہ ان اسباب کو
قطع کرے اسطرح کہ اپنی آنکھہ بند کرلے یا اندہیرے مکان مین نماز پڑہے اور اپنے سامنے کوئی ایسی
شئے نرکھے جسمین حواس مشغول ہوجائین اور نقش ونگار کی جگہہ اور رنگین فرشون پر اور منقش
لباس مین نماز پڑہنے سے بچے اسیوجہ سے عابد لوگ ایک حجرۂ تنگ وتاریک مین نماز پڑہتے تہے
کہ صرف سجدہ کی گنجایش ہو تاکہ فکر مجتمع رہے اور قوی لوگ مسجد ونمین حاضر ہوکر اپنی آنکھین نیچی کرلیتے
اور نظر کو جای سجود سے آگے نہ بڑہاتے اور نماز کا کمال اسی مین سمجھتے کہ اسبات کو نجانین کہ دہنے
بائین پر کون ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سجدہ کی جگہہ مین قرآن ہتیار وغیرہ کچہہ رکہنے ندیتے
رہے اسباب باطنی وسوسون کے سو وہ سخت تر ہین اونکے دور کرنے کا طریق یہ ہے کہ نفس
کو زبردستی اس بات پر لائے کہ جو کچہہ نماز مین پڑہے اوسکو سمجھے اور اوسمین لگا رہے دوسری
چیز مین مشغول نہو اسکی طیاری نیت باندہنے سے پہلے کرے یون کہ نفس کو از سر نو آخرت
کی یاد دلائے مناجات کا موقف اور خطرہ قیام کا سامنے اللہ کے اور اہوال موت کو روبرو
نفس کے پیش کرے اور پہلے سے نیت کو اسباب فکر سے خالی کرلے اور کوئی شغل ایسا باقی
نچھوڑے جسکی طرف دل التفات کرے اگر اس تدبیر سے فکر ونکا اوبہار ساکن نہو تو مسہل
دے وہ یہ ہے کہ جو امور شغل مین ڈالنے اور حضور دل سے پھیرنے والے ہین اونکو دیکہے اسمین
شک نہین کہ وہ اسکے مہمات ہونگے اور وہ بھی فقط شہوات کیوجہ سے مہمات ہوگئے ہونگے

تو اپنے نفس کو سزا دے کہ اون شہوات سے پرہیز کرے اور اون علاقون کو کاٹ ڈالے
جسطرح کہ حضرت نے ایک چادر سیاہ پلو دار مین نماز پڑہی تھی بعد نماز کے اوسکو اوتار ڈالا اور
فرمایا کہ اسکو ابوجہم کے پاس لیجاؤ کہ اسنے مجھکو میری نماز سے غافل کر دیا اور مجھکو سادی چادر
لادو اسیطرح ابوطلحہ اپنے باغ مین نماز پڑہتے تھے ایک چڑیا اودے رنگ کی اوپر درخت کے
جانے کو اوڑی اونکو وہ پرندہ اچھا معلوم ہوا یاد نرہا کہ کتنی رکعتین پڑہین حضرت سے عرض کیا
کہ آج یہ فتنہ مجھپر گزرا اب وہ باغ صدقہ ہے اسیطرح ایک دوسرے شخص کا ذکر ہے کہ اوسنے
باغ مین نماز پڑہی کھجور کا درخت پھلون سے لدا ہوا تھا اوسکے دہیان مین بھول گئے
کہ کتنی نماز پڑہی حضرت عثمان سے یہ ماجرا کہا اور باغ صدقہ کر دیا غرضکہ اکابر سلف فکر کی جڑ
کاٹنے اور کفارہ نقصان نماز کے لئے یہ تدبیرین کرتے تھے اور در واقع مین اسکے سوا دوسری
بات مفید نہوگی اور نماز یہی کشاکش مین گزرے گی اور ان سب کی جڑ ایک چیز ہے یعنی دنیا
کی محبت یہ ہر اک برائی کی اصل اور ہر نقصان کی بنیاد اور ہر فساد کا منبع ہے جو کہ یہ دوا تلخ ہے
اسلئے طبیعتین اوسکو بدمزہ جانتی ہین اور روگ پرانا اور درد لاعلاج ہو گیا ہے کاش
ہمکو آدہی یا تہائی نماز ہی بے وسوسہ ملجائے تو اونہین لوگون مین سے ہو جائین جنہون نے اعمال
نیک مین اعمال بد کو ملا جلا دیا ہے غرضکہ جس شخص کو آخرت منظور ہو تو اوسپر لازم ہے کہ جب
اذان سنے تو اپنے دلمین دہشت قیامت کی پکار کے حاضر کرے اور اوسکے سنتے ہی ظاہر و باطن
سے اوسکی اجابت کے لئے طیار ہو کر جلدی کرے ایسا آدمی اوسدن لطف کے ساتھ
پکارا جائیگا اذان سننے پر اپنے دل کا جائزہ لے اگر خوشی سے بھرا پائے اور جلد چلنے کی
رغبت دیکھے تو جان لے کہ دن جزا کے بشارت و فلاح پانے کی آواز آئیگی اسی جگہہ سے
حضرت نے فرمایا تہا ارحنا یا بلال کیونکہ حضرت کی آنکھہ کی ٹھنڈک نماز مین تھی اور جب طہارت
مصلے و جامہ و بدن کر چکے تو دل کی طہارت سے غافل نہو اوسکی طہارت کے لئے توبہ و ندامت
مین ساعی ہو اور آیندہ عزم عدم عود کا مصمم کر لے کہ یہ دل معبود کے دیکھنے کی جگہہ ہے اور جب

ستر عورت کرے تو کیا بات ہے کہ باطن کے عیب نہ چھپائے جائین اونکو دلمین حاضر کرکے
نفس سے سائل اونکے ستر کا ہوا اور جی مین ٹھان لے کہ اللہ کی نظر سے وہ عیب اور
کوئی چیز چھپ نہین سکتی اسیگھہ نادم ہونا اور اللہ سے حیا و خوف کرنا اونکا کفارہ ہوجاتا ہے
اس صورت مین سامنے اللہ کے ایسا کھڑا ہوگا جیسے کوئی غلام گنہگار بدکردار گریزپا اپنے
فعل سے پشیمان ہوکر سامنے اپنے آقا کے سر جھکائے شرمندہ خوف زدہ کھڑا ہوتا ہے
قبلہ رخ ہونے کے یہ معنی ہین کہ اپنی ظاہر چہری کو سب طرف سے پھیر کر کعبۂ آلہی کیطرف کیا اب
کیا دل کا پھیرنا تمام معاملات سے طرف امر خدا کے اوس سے مطلوب نہین ہے ہرگز یون
نسمجھے بلکہ یہ جانے کہ اسکے سوا اور کوئی مقصود نہین ہے اور قیام سے یہ غرض ہے کہ اپنے
بدن و دل سے سامنے معبود کے خدمت بجالانے کو کھڑا ہوا ہے سر جھکا ہو دل خاشع ہو اور
اوس روز کا کھڑا ہونا یاد کرے کہ سامنے خدا کے کھڑا کرکے سوال کیا جائیگا اگر اللہ کے کنہ
جلال کو دریافت نکرسکے تو اتنا ہی سمجھے جیسے سامنے کسی بادشاہ دنیا کے کھڑے ہوتے ہین
ابوہریرہ نے حضرت سے پوچھا تہا کہ اللہ سے حیا کسطرح ہوتی ہے فرمایا اسطرح شرماؤ جیسے
اپنے گھر کے کسی نیکبخت شخص سے شرماتے ہو رواہ البیہقی عن سعید بن زید مرسلا
اور نیت سے یہ بات دلمین پختہ کرے کہ اللہ نے جو حکم نماز کا دیا ہے اوسکو مینے مانا اور اللہ
کا احسان اپنے اوپر سمجھے کہ اوسنے باوجود بے ادب و کثیر العصیان ہونے کے مجکو اجازت
اپنی مناجات کی دی اور اس مناجات کی دلمین بڑی قدر کرے اور جانے کہ مین کس سے مناجات
کرتا ہون اب چاہیئے کہ ماتھا غرق عرق پشیمانی ہو اور ہیبت سے شانے تھرانے لگین اور مارے
ڈر کے رنگ زرد پڑ جائے اور اللہ اکبر کہنے مین جب زبان سے یہ لفظ نکلے تو دل کو موافق
زبان کے کرلے دل اس قول کو جھوٹا نکرے اس امر کا ڈر نہایت بڑا ہے اور جب وجہت
وجھی للذی فطر السموات والارض کہے تو تامل کرے کہ چہرہ دل کا گھر و بازار کے مہمات
اور اپنی شہوات کیطرف مائل نہو بلکہ خالق ارض و سموات کی طرف متوجہ ہو ایسا ہرگز نکرے

کہ مناجات کے شروع ہی مین جھوٹ اور بناوٹ کو دخل دے روئے دل طرف اللہ کی
اوسوقت پھرتا ہے جبکہ اوسکے غیر کی طرفسے پھیر لیا جاتا ہے اور اگر یہ بات ساری نماز مین میسر نہو
تو جسدم یہ کلمہ زبان پر ہو اوسوقت تو یہ قول سچا ہو جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے
تو یہ جانے کہ سب امور طرفسے اللہ کے ہین اور اسم سے غرض اسجگہہ مسمی ہے اور جب
سب کام اللہ کے ہوئے تو الحمد للہ رب العالمین بھی ٹھیک ہوا کیونکہ سب نعمتین اللہ
کی طرفسے ہین جو شخص کسی نعمت کو غیر اللہ کی جانب سے جانتا ہے یا اپنے شکر سے غیر اللہ
کا قصد کرتا ہے اور اوسکو مسخر حکم خدا کا نہین سمجھتا تو اوسکو بسم اللہ الحمد للہ کہنے مین اوتنا ہی
نقصان ہوگا جتنا کہ وہ طرف غیر اللہ کے ملتفت تھا جب الرحمن الرحیم کہے تو اپنے دلمین
اوسکے نوال و لطف کو حاضر کرلے تاکہ اوسکی رحمت کا حال کھلے اور اوسکی امید اوبھرے پھر مالک
یوم الدین کہنے سے اللہ کی عظمت و ہیبت کو اوبھارے عظمت اس جہت سے کہ ملک سوا اوسکے
اور کسی کا نہین ہے خوف اس جہت سے کہ وہ مالک ہے دن جزا و حساب کا اوسدن کی ہول
سے ڈرنا چاہیئے ایاک نعبد کہنے سے اخلاص تازہ کرے اپنے حول و قوت سے بری ہو ایاک
نستعین کہنے سے یہ بات ٹھانے کہ بے اوسکی مدد کے کوئی بندگی و طاعت نہین ہو سکتی
ہے اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اوسنے اپنی طاعت کی توفیق دی اور عبادت کی خدمت لی اور
اوسکو اہل اپنی مناجات کا بنایا اگر فرضاً وہ اسکو توفیق سے محروم رکھتا تو یہ بھی شیطان لعین
کے ساتھہ مین رانذۂ درگاہ جہان پناہ ہو جاتا پھر اھدنا الصراط المستقیم کا بعد استعاذہ
و بسملہ و حمد و استعانت کے کہنا سوال کا معین کرنا ہے وہی چیز مانگے جو سب حاجات مین مہم تر
ہے اور اللہ کی مرضیات تک لیجائے اسکی تشریح و تاکید کے لئے یون کہے صراط الذین انعمت
علیہم مراد ان لوگون سے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہین اور مراد غیر المغضوب
علیہم و لا الضالین سے سارے کفار و یہود و نصاری و مجوس و صابئین ہین پھر اس
درخواست کے قبول ہونے کے لئے آمین کہے یعنی ای رب تو ایسا ہی کر جب کوئی شخص الحمد کو

اسطرح پڑہیگا تو عجب نہین ہے کہ اون لوگونین سے ہو جائے جنکے حقمین حدیث قدسی بروایت ابو ہریرہ نزدیک مسلم کے آئی ہے کہ مینے نماز کو درمیان اپنے اور اپنے بندے کے آدہون آدہ بانٹ لیاہے آدہی میری ہے اور آدہی اوسکی اور میرے بندہ کو وہ ملیگا جو اوسنے مانگا ہے بندہ جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی سمع اللہ لمن حمدہ کہنے سے یہی غرض ہے کہ اللہ نے قول حامد کو سنا الحدیث اسیطرح نمازی جو سورت پڑہے اوسکے معنی سمجھے حاصل یہ ہوا کہ قراءت کے پڑہنے مین نمازی کو اللہ کے امر و نہی و وعد و وعید و نصیحت و اخبار انبیاء و احسانات کے ذکر مین غفلت نکرنا چاہیئے انمین ہر ایک بات کا ایک حق ہے مثلاً وعدہ کا حق رجا ہے وعید کا حق خوف ہے امر و نہی کا حق پکا ارادہ اوسکے بجالانے کا ہے نصیحت کا حق نصیحت ماننا ہے احسان کا حق شکر ادا کرنا ہے اخبار انبیاء کا حق عبرت پکڑنا ہے ان حقوق کو مقرب لوگ پہچانتے ہین اور وہی ان حقوق کو ادا کرتے ہین چنانچہ زرارہ ابن ابی اوفی نماز مین جب اس آیت پر پہنچے فاذا نقر فی الناقور یعنی جب پھونکا جائیگا صور تو پچھاڑ کہا کر گرے اور مر گئے ابراہیم نخعی جب یہ آیت سنتے اذا السماء انشقت تو اتنے بیقرار ہوتے کہ سارے جوڑ بدن کے تھرانے ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسے نماز پڑہتے تھے جیسے کوئی غمزدہ ہوتا ہے غرضنکہ یہ باتین بموجب فہم درجات کی ہوا کرتی ہین اور فہم اوتنا ہوتا ہے جتنا علم و تصفیۂ قلب زیادہ ہوتا ہے اسکے درجات کی کچہ انتہا نہین نماز دلونکی کنجی ہے اوسمین الفاظ کے اسرار کہلتے ہین یہی حق قراءت و ذکر و تسبیحات کا بھی ہے ابراہیم نخعی جب یہ آیت پڑہتے ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ تو آواز پست کر دیتے جیسے کسی کو اس بات سے شرم آئے کہ اللہ پاک کا ذکر اون اوصاف سے کرے جو لائق اوسکی جناب پاک کے نہون ساری قراءت مین کہڑے رہنے سے یہ اشارہ ہے کہ دل اللہ تعالی کے ساتھ صفت حضور پر ایک ہی طرح قائم رہے حدیث مین آیا ہے کہ اللہ نمازی کیطرف متوجہ ہوتا ہے جبتک کہ نمازی اور طرف دہیان نکرے

سو جسطرح کہ سر و آنکھہ کی حفاظت اور طرف دیکھنے سے واجب ہے اسیطرح باطن کی حفاظت
نماز کے سوا اور طرف دہیان کرنے سے واجب ہے پھر اگر دل اور طرف متوجہ ہو تو اوسکو یاد
دلائے کہ اللہ پاک تیرے حال پر مطلع ہے اور مناجات والے کو غفلت کرنا دوبارہ اُسکے
پاس جانے کے لئے بہت بُرا ہے جب باطن خشوع کریگا تو ظاہر بھی فروتنی کریگا ابو بکر صدیق
نماز مین میخ کی طرح ہوتے تھے اور ابن زبیر لکڑی کیطرح اور بعض اکابر پر رکوع مین چڑیان
پتھر سا جانکر بیٹھہ جاتی تہین یہ سب باتین سامنے پادشاہان دنیا کے باقتضای طبیعت
ہو جاتی ہین تو سامنے شاہنشاہ حقیقی کے جن لوگون کو اوسکا حال معلوم ہے کیسے نہونگی
اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے پیٹ بھر کے فروتنی کرے اور سامنے معبود برحق کے اوسکے
ہاتھہ پاون ہلتے جلتے رہین تو وہ معرفت جلال الٰہی مین قاصر ہے اور نہین جانتا کہ اللہ اوسکے
دل اور وسوسون پر آگاہ ہے عکرمہ نے تفسیر آیۂ الذی یراک حین تقوم و تقلبک
فی الساجدین مین کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیام و رکوع و سجدہ و جلسہ کے وقت مین دیکھتا
ہے غرضکہ رکوع و سجدہ مین نئے سر سے اللہ کی بزرگی یاد کرے اور اتباع سنت کی نیت
رکھے اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے ذلت و تواضع کے ساتھہ رکوع کرے اور زبان
سے سبحان ربی العظیم کہے تاکہ اوسکی عظمت اسکے اقرار سے ثابت ہو اور واسطے تاکید
عظمت کے مکرر سہ کرر کہے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہکر اوسکا شکر بجا لائے ربنا لک الحمد
ملأ السمٰوات والارض کہکر سجدے کے لئے جُھکے یہ سب مین زیادہ درجہ کی ذلت
ہے کہ مُنہ خاک پر رکھا پھر اگر ہو سکے کہ زمین پر سجدہ کرے اور چہرے مین کوئی حائل نہو تو
ایسا ہی کرے کہ اسمین خوب خاکساری و خواری معلوم ہوتی ہے اور یہہ جانے کہ مینے اپنے
نفس کو جہان کا تھا وہان رکھدیا اور فرع کو اصل تک پہنچا دیا کیونکہ اصل پیدائش اُسکی
مٹی ہی سے ہوئی ہے اوسیطرف دوبارہ جائیگا اللہ کا احسان ہوا کہ اوسنے اس مٹی کو ایمان بخشا

	حمد بے حد مر خدائے پاک را	۵	آنکہ ایمان داد مشتِ خاک را	

اب اپنی ذلت اور اللہ کی عظمت کو یاد کر کے سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور مکرر سہ کر رکہے
اور جانے کہ اللہ کی رحمت ذلت وضعف ہی کی طرف جھپٹتی ہے تکبر وشیخی پر نہین دوڑتی
اب اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اوٹھائے اور اپنی حاجت ان الفاظ سے مانگے رب اغفر وارحم
وتجاوز عما تعلم یا جو دعا منظور ہو طلب کرے پھر خاکساری وتواضع کو دوبارہ سجدہ
کرنے سے پختہ کرے پھر جب واسطے تشہد کے بیٹھے تو ادب سے بیٹھے اور جانے کہ
جتنی چیزین تقرب کی ہین صلوات ہون یا طیبات وہ سب اللہ ہی کے لئے ہین اور یہی معنی
التحیات کے ہین اور حضرت کے وجود باجود کو یاد کر کے السّلام علیك ایّھا النبی و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور یہ آرزو کرے کہ یہ سلام اونکو پہنچے اور اسکا عمدہ جواب
عنایت ہو پھر اپنے اوپر اور سب نیک بندون پر سلام کہے اور یہ توقع کرے کہ اللہ مجھکو اس
سلام کے جواب مین بقدر شمار نیک بندون کے پورا سلام ورحمت کریگا پھر اللہ کی وحدانیت
وحضرت کی رسالت پر شہادت دے اور اللہ کے عہد کو ان شہادتون سے تازہ کرے پھر
اپنی نماز کے آخر مین جو دعا حدیث مین آئی ہو یا جو پسند آئے تواضع وخشوع ومسکنت
وعجز کے ساتھہ پڑہے اور سچی توقع قبول ہونے کی رکھے اور اس دعا مین والدین اور جملہ
اہل ایمان کو شریک کرلے اور سلام مین نیت حاضرین وملائکہ اور اتمام نماز کی کرے اور اللہ کا
شکر دلمین لائے کہ مجھکو اس طاعت کے پورا کرنے کی توفیق بخشی اور یہ سمجھے کہ مین اس
نماز کو رخصت کرتا ہون شاید پھر میری زندگی نہو کہ پھر مین ایسی نماز پڑہون پھر اپنے دل
مین نماز مین قصور ہونیکا خوف وشرم کرے اور اس بات سے ڈرے کہ کہین نماز نا مقبول
نہو اور کسی گناہ ظاہر یا باطن کی جہت سے بُری ٹھہیر کر منہ پر ماری نجائے بعض اکابر بعد
نماز کے کہتے تھے اللھم اغفر لی ما فیھا اور اوسکے ساتھہ ہی یہ توقع بھی رکھے کہ وہ اسکو
اپنے فضل وکرم سے قبول کریگا یحییٰ بن وثاب جب نماز پڑہ لیتے توکچھہ ٹھیرتے اور اونکے
چہرے سے آثار ملجالی وغم کے معلوم ہوتے تھے ابراہیم نخعی بعد نماز کے ایکساعت ٹھیرے رہتے

گویا بیمار ہین یہ اون لوگون کی نماز ہوتی ہے جو خشوع وخضوع کرتے ہین اور نماز کی نگاہداشت
اور اوسپر مداومت رکہتے ہین اور جتنی اونکو قدرت وطاقت بندگی مین ہوتی ہے اوتنی ہی
مناجات مین مصروف ہوتے ہین آدمی کو چاہیے کہ جو نماز پڑہے اوسمین انہین باتونکا
پابند رہے اور جو بات اوسکو ان امور مین سے حاصل ہو اوس سے خوش ہو اور جو
حاصل نہو اوسپر حسرت کرنا زیبا ہے اور اوسکے علاج مین کوشش کرنا لازم رہے غافل لوگ
سو اونکی نماز تو محل خطر مین ہے ہان اگر اللہ اپنی رحمت کرے تو ہوسکتا ہے کیونکہ اوسکی
رحمت وسیع اور کرم عمیم ہے ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو اپنی رحمت مین ڈہانپ لیے
اور اپنی مغفرت سے ہمارا پردہ فاش نکرے کیونکہ ہمکو بجز اسکے کہ اوسکی طاعت بجالانے سے
عاجزی کا اقرار کرین اور کوئی وسیلہ نہین ہے بہرحال نماز کو آفات سے پاک کرنا اور فقط
اللہ کی ذات پاک کے لئے اوسکو خاص وخالص کرنا اور ہمراہ خشوع وتعظیم وحیا وغیرہا
کے پڑہنا دلونمین انوار کے حاصل ہونے کا سبب ہے اور یہ انوار علم مکاشفہ کی کنجیان
ہین اولیاء جو آسمان وزمین کے ملکوت اور ربوبیت کے اسرار مکاشفہ سے معلوم کرتے
ہین تو وہ بھی نماز ہی کے اندر خصوصًا سجدہ کی حالت مین معلوم کرتے ہین کیونکہ سجدہ کی
سبب بندہ اپنے رب سے نزدیک ہو جاتا ہے اسی لئے فرمایا ہے واسجد واقترب یعنی
سجدہ کر اور قرب حاصل کر اور ہر ایک نمازی کو نماز مین اوتنا ہی مکاشفہ ہوتا ہے جتنا کہ وہ
دنیا کی کدورات سے صاف ہوتا ہے اور یہ بات قوت وضعف وقلت وکثرت وظہور وخفا
مین مختلف ہوا کرتی ہے یہانتک کہ بعض کو چیز بعینہ منکشف ہوتی ہے اور بعض کو اوسکی
صورت مثالی معلوم ہو جاتی ہے اور بعض کو دنیا بصورت مردار نظر آتی ہے اور شیطان
کو کتے کی طرح اوسپر سینہ رکہے ہوئے دیکہتا ہے کہ اوسکی طرف بلارہا ہے پہر مکاشفہ کی چیز
مین بھی اختلاف ہوتا ہے کسی کو اللہ کی صفات وجلال کا کشف ہوتا ہے اور کسی کو اوسکے
افعال کا اور کسی کو دقائق علوم معاملہ کا اور ان امور کے معین کرنے کے لئے ہر وقت مین اتنے

اسباب پوشیدہ ہوتے ہین جنکی نہایت نہین سبسے زیادہ سخت فکر دلی کی مناسبت ہے کہ
جب وہ کسی معین چیز مین مصروف رہتا ہے تو اوسی چیز کا انکشاف ہونا اولی ہوتا ہے اور
جو شخص مکاشفہ والونمین سے نہو تو اس سے کمتر تو نہونا چاہئیے کہ غیب پر ایمان وتصدیق
ہی رکھے جب تک کہ تجربہ سے خود مشاہدہ کرے زیادت درجات کی کنجیان یہی نماز ہے
قال تعالیٰ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون پھر فرمایا والذین
ہم علی صلوتہم یحافظون فلاح کو وابستہ کیا ہے خشوع ومحافظت کے ساتھہ پھر ان صفات
کا ثمرہ بیان کیا اولئك ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون مجھکو
معلوم نہین ہوتا کہ زبان کے ٹپر ٹپر کرنے کو باوجود غفلت دل کے اِس درجہ کی فضیلت ہو
اسی لئے فرمایا ہے ما سلککم فی سقر قالوا لم نك من المصلین اللہ ہمکو بھی اون لوگونمین
سے کرے جو نماز اچھی طرح پڑہتے ہین آمین اسکے بعد غزالی رح نے کچھہ حکایات خاشعین کی لکھی
ہین پھر آداب امامت کے پھر فضیلت جمعہ کی مع آداب وسنن وشرائط پھر چند مسائل متفرق
جنمین اکثر لوگ مبتلا ہین پھر نماز ہاے نفل کا ذکر کیا ہے جو سنت یا مستحب یا تطوع ہین پھر وہ
نوافل جو ہفتہ مین مکرر ہوتے ہین پھر بیان نماز عیدین وتراویح ونماز رجب وشعبان کا کیا
ہے پھر نماز کسوف وخسوف ونماز جنازہ وتحیۃ المسجد وتحیۃ الوضو ونماز استخارہ ونماز حاجت
وصلوۃ التسبیح کا حال لکھا ہے یہ بیانات مطابق فقہ واخبار کے ہین لکن بعض ایسے امور کا
ذکر کیا ہے جسکی سند صحیح نہین ہے جیسے نماز ہفتہ یا رجب یا شعبان ونحوہا اِن ابواب مین طالب
آخرت کو یہ چاہئیے کہ کتب صحیحہ پر اعتماد کرے مثلاً نماز نوافل کو کتاب نزل الابرار یا اذکار
نووی یا حصن حصین سے اخذ کرے اور آداب وسنن کو کتاب ہدی نبوی وسفر السعادۃ
سے معلوم کرلے اور اداے جملہ آداب وسنن وشروط مین اصح الصحیح پر نظر رکھے یہ نکرے کہ
روایات ضعیفہ پر چلے اور صحیحہ کو چھوڑ دے یا فرائض کو ضائع کرے اور نوافل کے پیچھے پڑے
وہ نوافل عبادات ونماز ہاے تطوع وآداب جو سنن صحیحہ سے ثابت ہین وہ بھی بہت ہین

اگر کوئی شخص اون سب کو بجالائے توسمجھو کہ وہ اپنے وقت مین مومن کامل ہے وباللہ التوفیق اب تو وہ زمانہ آیا ہے کہ سو نفر مین دو چار مومن بھی مصداق اسلام فقہی کے نہین ہین اسلام عرفانی کا کیا ذکر ہے پھر ترقی کرنا مقامات ولایت پر اور پہنچنا علوم مکاشفہ تک کی آجکل کے خواص مسلمین عوام مسلمین زمانہ سلف کو نہین پہونچتے اکابر سلف سے مشابہت پیدا کرنے کا کیا ذکر ہے زمانہ واہل زمانہ کو دیکھکر اب بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ کہین ایمان ہی پر موت آجائے ثواب نہ ملے تو عذاب ہی سے کسیطرح نجات ملجائے لکن اکثر خلق کو اتنی بات کی بھی پروا نہین ہے اب تو اسی حیات دنیا کو رأس المال ٹھیرالیا ہے اور محبت دنیا کو وسیلہ سعادت کا بنالیا ہے آخرت کو تو بھول کر بھی کوئی یاد نہین کرتا علماء جستجو مین ہین عوام محو گفتگو ہین فقراء کو بکو ہین اہل طبیعت کا دور ہے حکمت عملی کا زور ہے ہر طرف سے برّ و بحر مین فساد و فتنہ کا شور ہے کم سے کم بھلا ویسی نماز تو ہو جسکی ترکیب کسی نے رسالہ اُردو ہے حقیقۃ الصلوٰۃ مین لکھی ہے

باب سوم بیان مین بناء سوم اسلام کے

اسمین اسرار زکاۃ کا بیان ہی اللہ نے زکوۃ کو ایک رکن اسلام کا بنایا ہے اور بعد نماز کے اسی کا ذکر فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے واقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ اور حضرت نے حدیث بناء اسلام مین کہا ہے واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ اور قرآن مجید مین زکوۃ نہ دینے والون کے حق مین وعید شدید آئی ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم مراد راہ خدا سے اسجگہ زکاۃ کا نکالنا ہے حدیث مین فرمایا ہے کوئی اونٹ والا بکریون والا گایون والا اونکی زکات نہ دیگا تو وہ چوپائے دن قیامت کے نہایت بڑے اور موٹے ہو کر آئینگے اور اوس شخص کو اپنے سینگون سے مارینگے اور اپنے کھرون سے کچلین گے جب اوّل سے آخر تک وہ چوپائے مارچکین گے تو پھر دوبارہ اسیطرح شروع کرینگے یہ عذاب اوسوقت تک ہوگا کہ لوگون کے درمیان حکم کیا جائے یہ حدیث صحیحین مین آئی ہے وہ دن

پچاس ہزار برس کا ہوگا زکوۃ چند قسم ہے ایک چوپایونکی زکوۃ دوسرے غلات پیداوار کی زکوۃ
تیسرے چاندی سونے کی زکوۃ چوتھے مال تجارت کی زکوۃ اسمین اختلاف ہے اہل حدیث کے نزدیک یہ زکوۃ
ثابت نہین ہے اگرچہ جمہور اسکو واجب کہتے ہین پانچوین دفینہ وکان کی زکوۃ چھٹے صدقہ فطر کی زکوۃ
ان سب اقسام کے احکام کتب فقہ مین لکھے ہین اور غزالی نے بھی اس مقام مین شرح اونکی مطابق اپنے مذہب کے
تحریر کی ہے لیکن وہ احکام جو منصوص کتاب وسنت ہین اونکا دریافت کرنا نیل الاوطار و
روضۂ ندیہ سے ضرور ہے اسجگہہ ذکر کرنا اونکا مقصود نہین یہان تو بیان کرنا شروط ظاہری
وباطنی کا مطلوب ہے سو ظاہری شروطین پانچ امر ہین ایک نیت یعنی دل سے ارادہ
فرض زکوۃ دینے کا کرے یہ ضرور نہین کہ اموال کو معین کرے کہ فلان فلان مال کی زکوۃ
دیتا ہون پھر اگر کوئی مال اسکے پاس نہین ہے بلکہ اور کہین ہے اور اسنے کہدیا کہ اگر میرا مال
غائب بچا ہوا ہے تو یہ اوسکی زکوۃ ہے ورنہ صدقۂ نفل ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ اگر بالفرض صراحت
نکرتا تو بھی یون ہی ہوتا اور جب کہ زکوۃ دینے کے لئے کسی کو وکیل کیا اور نیت کرے تو یہ بھی
کافی ہے دوسرے برس روز پورا ہونے پر جلدی کرنا اور صدقۂ فطر کو روز عید سے تاخیر نکرنا
اور جو شخص باوجود قدرت کے ادائے زکوۃ مین دیر کرے گا وہ گنہگار ہوگا اور دو برس کی زکوۃ
پیشتر دینا بھی درست ہے تیسرے یہ کہ زکوۃ واجب کا عوض باعتبار قیمت کے ندے بلکہ
جو چیز واجب ہوئی ہو وہی دیوے یہانتک کہ سونے کی عوض چاندی اور چاندی کے
عوض سونا ندے اگرچہ قیمت بڑھاکر ہی دے مذہب امام شافعی کا یہی ہے چوتھے یہ کہ صدقہ
کو دوسرے شہر مین نہ لیجائے کیونکہ ہر شہر کے محتاج وہان کے اموال کو تاکتے ہین پھر اگر
ایسا کرے گا تو ایک قول کے بموجب کافی ہوگا مگر شبہہ خلاف سے باہر ہو جانا اچھا ہے یعنی
ہر شہر کی زکوۃ اوسی جگہہ کے غربا مین تقسیم کرے پانچوین یہ کہ مال زکوۃ کے اوتنے حصے
کرے جتنے مصرف کے اقسام اوس شہر مین موجود ہون کیونکہ ساری اقسام مصارف زکوۃ
کو پہنچانا مزکی پر واجب ہے بدلیل قوله تعالی انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ

یعنی صدقات ان سب لوگون کو پہنچنا چاہیے آیت مین تمام اقسام کی شرکت مراد ہے اب ان
آٹھہ قسمون مین سے دو قسمین تو اکثر شہرون مین مفقود ہین ایک مولفۃ القلوب دوسرے عاملین۔
رہین چار قسمین سو وہ تمام شہرون مین موجود ہین یعنی فقرای و مساکین و قرضندار و مسافر
جنکے پاس مال نہو اور دو قسمین ایسی ہین کہ بعض بلاد مین ہین اور بعض مین نہین یعنی غازی
و مکاتب پس اگر شہر مین مزکی کے پانچ مصرف ہون تو پانچ حصے برابر کرے اور ایک حصہ ایک
قسم کا معین کر دے پھر ان پانچون حصون کے تین تین ٹکڑے یا زیادہ یا برابر یا کم کرنیکا اختیار
ہے یہ واجب نہین ہے کہ اون اقسام کے ہر شخص کو بھی برابر دے بلکہ ایک قسم کے دس آدمیونکو
اور دوسری قسم کے بیس آدمیون کو دیسکتا ہے ہر قسم مین تین آدمیون سے کم نہ کرے یہی حکم
صدقۂ فطر کا بھی ہے ہے آداب باطن اونمین ایک علت وجوب زکوۃ کا پہچاننا ہے اور وجہ
امتحان کا خیال کرنا اور یہ بات کہ زکوۃ کیون ایک رکن اسلام ٹھہری ہے یہ تصرف مالی ہے
کچھہ عبادت بدنی نہین سو اسکی تین وجہین ہین ایک یہ کہ شہادت کلمتین دینا اور توحید کو لازم
پکڑنا اسطرح ہے کہ موحد کے نزدیک سوا واحد یکتا کے اور کوئی محبوب نرہے کیونکہ محبت شرکت
کو قبول نہین کرتی اور فقط زبان سے موحد ہونا کم نفع دیتا ہے بلکہ امتحان درجۂ محبت کا
مفارقت اشیاء محبوبہ سے لیا جاتا ہے اور خلایق کے نزدیک مال بہت محبوب ہے دنیا
کی کاربرآری کا یہی ذریعہ ہے اس جہان مین اسی سے اونکو انس رہتا ہے اور موت سے
نفرت کرتے ہین باوجودیکہ موت مین ملاقات محبوب کی میسر ہے اسلئے واسطے ثبوت صدق دعوے
کے امتحان اس محبوب چیز کا لیا گیا کہ جو چیز تمہاری معشوق ہے اوسکو ہماری راہ مین دو ولہذا
اللہ نے فرمایا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ اِس
بنیاد پر آدمی تین قسم ہین ایک وہ جنہون نے توحید کو سچی طرح ادا کیا اور اپنے سب مال سے
دست بردار ہوئے نہ اشرفی رکھی نہ روپیہ جیسے ابوبکر صدیق کہ اپنا سب مال دے ڈالا اور
حضرت عمر نے نصف مال دیا دوسرے وہ لوگ ہین جو انسے درجے مین کم ہین اپنا مال روکتے

ہین اور اوقات حاجت مین مواسم خیرات کو تاکتے رہتے ہین اونکا قصد جمع مال سے یہ ہے
کہ بقدر حاجت خرچ کرین عیش نہ اوڑاوین اور جو حاجت سے بچے اوسکو نیک راہ مین جب
موقع ملے دے ڈالین اور یہ لوگ صرف مقدار زکوۃ پر قناعت نہین کرتے بلکہ زکوۃ کے سوا اور
صدقات بھی دیدیتے ہین نخعی و شعبی و عطا و مجاہد جیسے علمار کا یہ مسلک ہے کہ مال مین زکوۃ کے
سوا اور بھی حقوق ہین شعبی نے کہا اللہ نے فرمایا ہے واتی المال علی حبہ ذوی القربی
والیتامی الخ دوسری دلیل یہ ہے وممارزقناھم ینفقون تیسری دلیل یہ ہے وانفقوا مما
رزقناکم یہ آیات زکوۃ سے منسوخ نہین ہوئی بلکہ مسلمانون کے حق جو ایک دوسرے پر ہین
اسمین داخل ہین مطلب انکا یہ ہے کہ تونگر آدمی جب کسی محتاج کو پائے تو اوسپر واجب ہے کہ اوسکی
حاجت کو مال زکوۃ کے سوا دور کرے تیسرے لوگ وہی ہین جو فقط اداء واجب پر اکتفا کرتے
ہین نہ اوسپر بڑہائین اور نہ اوس سے گھٹائین اور یہ مرتبہ سب مرتبون سے کم ہے عوام سب کے
سب اسی پر کفایت کرتے ہین کیونکہ مال پر مائل و بخیل ہوتے ہین اور آخرت کی محبت اونکو کم
ہوتی ہے قال تعالیٰ ان یسألکموھا فیحفکم تبخلوا یعنی اگر تمسے مال مانگے اور مبالغہ
کرے تو تم بخل کرو سو اوس بندہ مین جس سے اللہ نے مال و جان عوض جنت کے مول
لیا ہے اور اوس شخص مین جسپر بہ سبب بخل کے مبالغہ نکیا جاتا ہو بہت فرق ہے دوسری وجہ
وجوب زکوۃ کی پاک کرنا ہے صفت بخل سے کیونکہ یہ صفت مہلکات مین سے ہے حضرت نے
فرمایا ہے ثلث مہلکات شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ اور اللہ نے
کہا ہے ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون اور ظاہر ہے کہ صفت بخل کی اسیطرح
دور ہوتی ہے کہ آدمی مال کے دے ڈالنے کی عادت کرے کیونکہ محبت کسی چیز کی نہین جاتی جبتک
کہ نفس کو اوسکی جدائی پر زور نہ دیا جائے یہانتک کہ اوسکے جدا ہونیکا خوگر ہو جائے اسی
وجہ سے زکوۃ پاک کرنیوالی ہے یعنی ناپاکی بخل سے جو مہلک ہے اور زکوۃ کا پاک کرنا اوسیقدر
ہوگا جسقدر آدمی کو اوسکے دینے سے خوشی اور راہ خدا مین صرف کرنے سے راحت ہوگی۔

تیسری وجہ شکر نعمت ہے کیونکہ اللہ کی نعمت خود بندہ پر اور اوسکے مال مین ہے سو عبادت بدنی
نعمت بدن کا شکر ہے اور عبادت مالی نعمت مال کا شکر ہے اس صورت مین وہ شخص بڑا خسیس
ہے جو فقیر کو تنگ روزی دیکھے اور اپنا محتاج پائے معہذا اوسکا جی گوارا نکرے کہ اللہ کا شکر
بجالائے کہ مجھکو سوال سے غنی کیا اور دوسرے کو میرا دست نگر بنایا اور چالیسوان حصہ خواہ
دسوان حصہ نہ نکالے دوسرا ادب باطنی یہ ہے کہ وقت وجوب سے پیشتر ہی زکوۃ دے تاکہ
تعمیل حکم خدا مین رغبت پائی جائے اور فقراء کے دلون کو آسائش پہنچے اور موانع زمانہ سے
برطرف رہین کہ نہ معلوم خیرات مین کچھ حرج نہ پڑ جائے کیونکہ تاخیر مین بہت سی آفات ہوتی ہین اگر
وقت وجوب سے دیر ہو جائیگی تو گناہ مین پڑیگا سو جبکہ باطن مین کوئی باعث خیر کا ظاہر ہو تو
اوسکو غنیمت جانے کیونکہ وہ فرشتے کا اوتارا ہے اور مومن کا دل اللہ کی دو اونگلیون کے
بیچ مین ہے اوسکو پلٹتے دیر نہین لگتی علاوہ اسکے شیطان مفلسی کا خوف دلاتا ہے اور فحش و منکر
کا حکم کرتا ہے اور اگر کسی خاص مہینے مین زکوۃ دیا کرتا ہو تو زکوۃ اوس ماہ کے لیے معین کر کے رکھ چھوڑے
اور کوشش کرے کہ زکوۃ دینے کا وقت افضل وقتونمین ہو تاکہ قربت بھی زیادہ ہو اور زکوۃ بھی
دوچند ہو جائے مثلاً ماہ محرم مین دے کہ یہ مہینا سال کا شروع ہے اور اشہر حرم مین سے
ہے یا رمضان مین زکوۃ نکالے کہ حضرت اس ماہ مین زیادہ تر سخاوت کرتے تھے آندھی کیطرح
ہوتے تھے کہ کوئی چیز گھر مین نچھوڑتے اور رمضان مین شب قدر کی بھی فضیلت ہے اور اوسمین
قرآن اوترا ہے اسیطرح ماہ ذیحجہ بھی بہت فضیلت رکھتا ہے کہ حرام مہینونمین سے ہے اور اوس مین
حج اکبر ہوتا ہے اور ایام معلومات یعنی عشرۂ اولی اوسمین ہے اور ایام معدودات یعنی ایام تشریق
بھی اوسمین ہین ماہ رمضان مین بہتر عشرۂ اخیر ہے اور ماہ ذیحجہ مین عشرۂ اولی تیسرا ادب یہ ہے
کہ زکوۃ پوشیدہ دے تاکہ نمود و شہرت و ریا سے دور رہے صحیحین مین منجملہ اون سات شخصون کے
جنکو اوس دن نیچے عرش کے سایہ ملیگا ایک وہ شخص بھی ہے جسنے کوئی صدقہ دیا اور اوسکے بائین
کو خبر نہوئی کہ اوسکے دہنے نے کیا دیا ہے ابو امامہ کا لفظ مرفوعاً یہ ہے صدقة السر تطفی غضب الرب

اور اللہ پاک نے فرمایا ہے وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم پس جو شخص اپنے صدقہ
کو کہتا پھرتا ہے وہ شہرت کا طالب ہے اور جو لوگون کے مجمع مین دیتا ہے وہ ریا کا خواہان ہے
اور پوشیدہ دینے اور چپ رہنے مین ان دونون آفتون سے بچاؤ ہے بعض اکابر اتنا مبالغہ کرتے
کہ لینے والا دینے والے کو نہ پہچانتا بعض اندھے کے ہاتھہ مین ڈالدیتے اور بعض فقیر کے رستہ مین
پھینکدیتے اور بعض سوتے ہوئے فقیر کے پلو مین باندہ دیتے اور بعض دوسرے شخص کے ہاتھہ
سے فقیر کو پہنچا دیتے کہ اوسکو دینے والیکا حال معلوم نہوا اور درمیانی سے کہدیتے کہ حال پوشیدہ
رکھنا یہ سب اسلیئے تھا کہ اللہ کے غصے کو بجھائین اور شہرت و ریا سے بچین اور جب ایسی صورت
ہو کہ بدون ایک شخص کے معلوم کیئے خیرات نہ دیسکے تو بہتر یہ ہے کہ ایک وکیل کو سپرد کروے کہ وہ
مسکین کو دیدے اور اوسکو خبر نہو کہ کسنے دیا مسکین کے پہچاننے مین ریا واحسان دونون ہین اور
درمیانی کے جاننے مین صرف ریا ہی ہوگی دو باتین تو نہونگی بخل کی صفت قبر مین بشکل گزندہ بچھو کے
ہوگی اور ریا کی صفت سانپ کی سی ہوگی چوتھا ادب یہ ہے کہ جہان یہ جانے کہ میری ظاہر زکوۃ دینے سے
اورونکو رغبت ہوگی اور وہ میری پیروی کرینگے تو وہان ظاہر دیوے اسصورت مین ریا سے بچنے کا طریق وہ ہے جو باب الریا
مین ذکر کیا گیا ہے اور اظہار کے باب مین اللہ نے فرمایا ہے ان تبدو الصدقات فنعما ھی یہہ
اوسی جگہہ کے لئے ہے کہ حال مقتضی ظاہر دینے کا ہو یا دوسرون کے اقتداء کے لئے دے قال تعالی
وانفقوا مما رزقنا کم سرا وعلانیۃ یا اگر سائل نے مجمع مین سوال کیا ہے تو ڈر سے ریا کے
ترک تصدق نکرے اور حتی الوسع باطن کو ریا سے بچائے غرضکہ ظاہر دینے مین جو فائدہ ہے اوسکو
اوس خرابی سے جو اسمین لازم آتی ہے غور سے سمجھہ لے کیونکہ یہ امر باختلاف احوال واشخاص اور کا
اور ہو جاتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات بعض کو ظاہر دینا ہی بہتر ہوتا ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ
اپنے صدقہ کو مَنّ واذیٰ سے باطل نکرے قال تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی
مت برباد کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستاکر بعض نے کہا منّ یہ ہے کہ صدقہ کا ذکر کرے لوگون
سے کہے اذیٰ یہ ہے کہ اوسکو ظاہر کر کے دیوے بعض نے کہا منّ یہ ہے کہ اوسکی عوض مین فقیر سے

خدمت لیوے اذی یہ ہے کہ اوسکو فقیری کا ننگ دلائے یا منّ یہ ہے کہ فقیر پر اپنے دینے کی
جہت سے تکبر کرے اذی یہ ہے کہ اوسکو سوال پر گھڑکے دہمکائے غزالی رحؒ نے کہا ہے میرے نزدیک
یہ ہے کہ منّ کی ایک جڑ ہے جو منجملہ احوال وصفات دل کے ہے پھر اوس سے جوارح وزبان پر متفرع
ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ مینے فقیر پر انعام واحسان کیا حالانکہ اوسکو یہ سمجھنا
چاہیئے کہ فقیر کا مجھپر احسان ہے کہ اوسنے اللہ کا حق مجھسے قبول کیا جسکے سبب سے میری طہارت ونجات
دوزخ سے ہوگی اگر وہ قبول نکرتا تو میرا گلا اوس حقمین پھنسا رہتا تو زیبا یہ ہو کہ فقیر کا احسان اپنے
اوپر مانے حدیث ابن عباس مین رفعًا آیا ہے کہ صدقہ پہلے اس سے کہ سائل کے ہاتھہ مین پڑے
اللہ کے ہاتھہ مین پڑتا ہے رواہ الدارقطنی فی الافراد وقال غریب تو اب یون سمجھے کہ مین اللہ کا
حق دیتا ہون اور فقیر جو اوسکو لیتا ہے وہ اللہ سے اپنا رزق پاتا ہے اور پہلے یہ مال اللہ کا
ہوجاتا ہے پھر فقیر کو ملتا ہے سو جب آدمی اس اصل سے جاہل ہوتا ہے تو دو باتین متفرع ہوتی ہین
ایک صدقہ کا ذکر کرنا ظاہر کرنا دوسرے فقیر سے اوسکا بدلا چاہنا کہ شاکر وداعی وخادم ومعظم ہو یہ
سب امور منت کے ثمرے ہین اور اذی کے معنی ظاہر ہین تو جھڑکی وعیب لگانے وسخت کلامی
وترشروئی اور پردہ دری فقیر کے کرنے کی ہین لکن باطن مین دو باتین ہوتی ہین ایک مال سے دست بردار
ہونا جو جی کو برا لگتا ہے اور نفس پر شاق گزرتا ہے دوسرے یہ سمجھنا کہ مین فقیر سے بہتر ہون یہ سبب
محتاجی کے مجھسے کم رتبہ ہے سو منشاء ان دونون امر کا جہالت ہے اسلئے کہ جو کوئی ہزار کے عوض مین
ایک درم دینے کو برا جانے اوس سے زیادہ کون احمق ہوگا اور اگر فضل فقر کا غنا پر معلوم کرلے تو
کبھی فقیر کو حقیر نجانے بلکہ اوسکے رتبہ کی تمنا کرے صلحاء اغنیاء پانسو برس بعد فقراء صلحاء سے
جنت مین جائینگے بعض اکابر صدقہ کو فقیر کے سامنے رکھکر آپ کھڑے رہتے اور فقیر سے التجا اسکی قبول
کی کرتے اور بعض خود فقیر کے پاس جاکر دیتے اوسکا اپنے پاس آنا اچھا نہ جانتے بعض ہاتھہ پر
صدقہ رکھکر فقیر کے سامنے ہتیلی پھیلا دیتے تاکہ فقیر اوسکو اوٹھا لے اور اوپر ہاتھہ فقیر ہی کا رہے
عائشہ وام سلمہ کو اگر کوئی فقیر کچھہ لیکر دعا دیتا تو عوض اوسکے اوتنی ہی دعا اوسکو دیتین تاکہ دعا کا

بدلہ دعا ہو کر صدقہ بچا رہے وہ لوگ فقیر کی دعا کے متوقع نرہتے کہ دعا بھی ایک طرح کی مکافات ہے حضرت عمر و ابن عمر بھی یہی کرتے تھے کہ عوض دعا کے دعا دیتے زکوٰۃ مین یہ شرط کہ من واذی نہو بجای شرط خضوع کے نماز مین ہے فقیہ کا فتوی کہ زکوٰۃ ادا ہو گئی آدمی بری الذمہ ہوا گو یہ شرط مفقود ہو دوسری بات ہے چھٹا ادب یہ ہے کہ اپنی دہش کو کم جانے اگر زیادہ جانیگا تو معجب ہوگا اور عُجب مُہلک ہے عمل کو باطل کرتا ہے قال تعالیٰ اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئًا اہل علم نے کہا ہے طاعت کو جتنا چھوٹا جانیگا وہ نزدیک اللہ کے بڑی ہوگی اور معصیت کو جتنا بڑا جانیگا وہ نزدیک اللہ کے چھوٹی ہوگی یہ زیادہ جاننا خیرات کا مَن واذی کے سوا تیسری بات ہے اسکے دوا علم و عمل ہے علم یہ ہے کہ یون جانے کہ دسوان یا چالیسوان حصہ سب مین سے نہایت کم ہے اور جو تین درجے خیرات کرنے کے ہین اونمین یہ درجہ سب سے زیادہ خسیس درجہ ہے اب چاہیئے کہ شرمائے نہ یہ کہ اوسکو بڑا جانے اور اگر درجہ اول پر ترقی کرے اور کل یا اکثر مال نرے ڈالے تو یہ سوچے کہ یہ مال میرے پاس کہانسے آیا اور مین کہان اسکو صرف کرتا ہون کیونکہ مال تو اللہ کا ہے یہ اللہ کا احسان ہے کہ اوسنے مجھے دیا توفیق صرف کی بخشی تو خدا کے حق مین کچھہ دیکر بڑا جاننا نہ چاہیئے کہ وہ تو خود اوسی کا ہے اور اگر اس نظر سے دیا ہے کہ ثواب آخرت ملے تو جسکے عوض مین دگنا چوگنا پائیگا اوسکو کیون بڑا جانے عمل یہ ہے کہ صدقہ کو شرمندہ ہو کر دے کہ بقیہ مال روک رکھا ہے اور خدا کی امانت کے خرچ کرنے مین بخل کیا ہے ساتوان ادب یہ ہے کہ صدقہ کے لیئے اپنے مال مین سے بہت عمدہ و پاکیزہ چیز نکالے کیونکہ اللہ پاک ہے پاک ہی مال کو قبول کرتا ہے جب مال شبہہ کا ہوگا تو عجب نہین کہ وہ اسکی ملک ہی نہو تو پھر اپنے موقع پر نہوگا یہ بڑی بے ادبی ہے کہ اپنے لئے یا اپنے اہل خدام کے لئے اچھا مال رکھے اور اللہ پر اورونکو ترجیح دے اللہ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنی ایسی چیز ندو جسکو تم بغیر کراہت و حیا کے نہ لو حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ایکدرم لاکھہ درہمون سے

سبقت لیجاتا ہے رواہ النسائی والحاکم اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی اوس درم کو اپنے نہایت
عمدہ و اچھے مال مین سے نکالتا ہے ولہذا یہ صدقہ رضا و خوشی سے دیا جاتا ہے اور کبھی لاکھہ
درہم ایسے مال سے دیتا ہے جسکو خود بُرا جانتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو محبوب رکھتا ہے
اوسپر اللہ تعالیٰ کو ترجیح نہین دیتا اسیلئے اللہ تعالیٰ نے اون لوگون کی مذمت کی ہے جو اللہ
کے لئے ایسی چیز ٹھیرائین جسکو وہ مکروہ رکھتے ہین قال تعالیٰ ویجعلون للہ ما یکرھون
وتصف السنتھم الکذب ان لھم الحسنیٰ لاجرم ان لھم النار آٹھوان ادب یہ ہے
کہ اپنے صدقہ کے لئے ایسے لوگ جستجو کرے جنسے صدقہ کو زیادہ طہارت ہو جائے یہ نہین کہ
آٹھون قسمون مین سے جیسا ہوا وسکو پہنچا دینا چاہیئے بلکہ اون لوگون مین چھہ وصف لحاظ کرے
جسمین وہ صفات ہون اونکو دیوے اوّل یہ کہ پرہیز گار دنیا سے روگردان صرف آخرت کی
تجارت مین مشغول ہو حضرت نے فرمایا ہے لاتاکل الا طعام تقی ولا یاکل طعامک الا
تقی رواہ ابوداؤد والترمذی ضحاک نے مرسلاً کہا ہے کہ تم اپنے طعام کے لئے اوس شخص
کی ضیافت کرو جس سے تمکو محبت فی اللہ ہو اور بعض علما اپنا مال سوا فقراء صوفیہ کے اور کسی کو
ندیتے جب اونسے پوچھا تو کہا یہ وہ لوگ ہین کہ انکی ہمت خدا کے لئے ہے جب انکو فاقہ ہوتا ہے
تو انکی ہمت پریشان ہو جاتی ہے اگر ایک شخص کو مین صدقہ دیکر اوسکی ہمت خدا کی طرف متوجہ
کرون تو میرے نزدیک یہ بہتر ہے اس سے کہ ہزار شخصون کو دون جنکی ہمت دنیا کی طرف ہو
یہ بات کسی نے سامنے جنید رضی اللہ عنہ کے نقل کی آپنے بہت پسند کی اور کہا کہ وہ شخص اللہ کا
ولی ہے مینے بہت مدت سے اس سے بہتر بات نہین سُنی دوم یہ کہ جسکو دے وہ خاص کر
اہل علم مین ہو کہ اسمین علم پر مدد کرنا ہوگا اور علم بہت عبادتون سے اشرف ہے بشرطیکہ نیت
درست ہو ابن المبارک اپنا صدقہ خاص اہل علم کو دیا کرتے جب کہا کہ اگر آپ عام کردین تو اچھا ہے
فرمایا مین بعد درجہ نبوت کے کوئی درجہ علماء کے درجے سے افضل نہین جانتا انکو دینا گویا علم کے
لئے کوئی فرصت نکال دینی ہے سوم یہ کہ وہ شخص اپنے تقوی مین سچا ہو اور علم توحید مین

پکا توحید اسطرح کہ جب کسی سے مال لیوے تو اللہ کی حمد کرے اور اسکا شکر بجالائے اور جانے کہ یہ نعمت اوسی کیطرف سے ہے درمیانی شخص کا لحاظ نکرے لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ اپنے اور خدا کے درمیان مین دوسرے کو نعمت دینے والا مت ٹھیرانا پس جو شخص اس امر پر یقین کریگا اوسکی نظر بجز مسبب الاسباب کے اور طرف نہوگی اور جس کسیکا باطن درمیانی واسطون کیطرف التفات کرنے سے صاف نہین تو اوسکا دل گویا کہ شرک خفی سے جدا نہین ہوا ہے اوسکو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور اپنی توحید کو کدورات وشبہات شرک سے پاک کرے **چہارم** یہ کہ وہ شخص مستور الحال ہو اپنی حاجت کو چھپاتا ہو بہت سی شکایت ودرد کا اظہار نکرتا ہو یا صاحب مروت ہو جسکی نعمت جاتی رہی ہو اور عادت باقی ہو اور زندگی وضعداری سے بسر کرتا ہو قال تعالیٰ یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا انکو دینا بہ نسبت علانیہ سوال کرنیوالون کے کئی گنا ثواب زیادہ رکھتا ہے **پنجم** یہ کہ وہ شخص صاحب عیال ہو یا مرض مین گرفتار یا کسی اور حال مین مبتلا کما قال تعالیٰ الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یعنی جو لوگ طریق آخرت مین بسبب عیال یا تنگی رزق یا اصلاح دل کے گھر گئے ہین کہ زمین مین جانے کی قدرت نہین رکھتے حضرت عمر ایک گھر کے لوگون کو ایک گلہ بکریون کا دس یا زیادہ دیا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم عطا موافق عیال کے کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جہد بلا کیا ہے یعنی حالت شاقہ کہا کثرت عیال و قلت مال **ششم** یہ کہ وہ شخص ذوی القربی یا ذوی الارحام مین سے ہو تو اوسکے دینے مین صدقہ بھی ہوگا اور صلہ رحم بھی اور صلہ رحم مین جتنا ثواب ہے وہ ظاہر ہے علی مرتضی نے کہا اگر مین ایک درم سے کسی اپنے بھائی کا صلہ رحم کرون تو میرے نزدیک بیس درم خیرات کرنے سے بہتر ہے غرضکہ صفات مطلوبہ یہی ہین اور انہین سے ہر صفت مین بہت سے درجے ہین سب سے اعلیٰ درجے والے کو تلاش کرے پھر اگر کوئی ایسا ملجائے جسمین ان صفات مین سے کئی ایک صفتین موجود ہون تو بڑی دولت وعمدہ نعمت ہے آدمی جب طلب مین محنت

کر کے مقصود پاتا ہے تو اسکو دُہرا ثواب ملتا ہے اور اگر خطا ہو جائیگی تب بھی ایک ثواب کہین
نہین گیا غزالی رح نے بیان مین ان آداب کے بسط بسیط کیا ہے لکن غور کرنے سے معلوم
ہوا کہ جسطرح اکثر نمازیون کی نماز طریق علمای آخرت پر صحیح لایق اجر وجزا نہین ہوتی ہے اسیطرح
حال زکوۃ کا بھی ہے کہ اکثر لوگ زکوۃ دیتے ہین لکن وہ بسبب بیموقع ہونے کے قابل ثواب و
قبول نہین ہوتی گو نزدیک فقہاء دنیا کے مثل نماز ظاہر کے ادا ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ پاک کی نظر حالت
دل و فعل پر مطابق سنت کے ہوتی ہے نہ نری صورت ظاہر پر اور یون تو اللہ کا فضل وسیع ہے
وہ چاہے تو ایسی ہی نکمی نماز و نکمی زکوۃ سے درگزر کرے لکن خرق عادت حجت نہین ہے ہم اللہ
سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو توفیق اصلاح باطن و درستی دل کی عطا کرے اس زمانۂ پر آشوب مین جسطرح
کہ زکوۃ دینے والے باوجود مقدرت کے کمیاب ہین اسیطرح لینے والے زکوۃ کے متصف باوصاف اخذ
میسر نہین آتے اکثر یہی ہوتا ہے کہ ع مال حرام بود بجای حرام رفت۔ باقی رہے اسباب استحقاق
زکوۃ و آداب زکوۃ لینے والون کے سو زکوۃ لینے کا مستحق وہی شخص ہے جو مسلمان و آزاد ہو ہاشمی
مطلبی نہو اور اوسمین ایک صفت منجملہ اون آٹھ صفتون کے موجود ہو جو قرآن مجید مین مذکور ہے
آیہ انما الصدقات مین کافر غلام ہاشمی مطلبی کو زکوۃ دینا نچاہیے مگر لڑکے اور دیوانہ کا ولی
اگر اونکی طرفسے زکوۃ لیلے تو اونکو دینا درست ہے اب آٹھون قسمون کو جُدا جُدا سُنو پہلی قسم
فقیر ہے فقیر اُسکو کہتے ہین جسکے پاس مال نہو اور نہ کمائی کر سکے پس جس شخص کے پاس ایکروز کی
غذا و لباس ہو وہ فقیر نہین بلکہ مسکین ہے یہ قید فقیر مین ضرور ہے کہ اُسکے پاس سوا مقدار ستر عورت
کے جامہ نہو اور غالبًا ایسا شخص نایاب ہوتا ہے اور جسکی عادت سوال کرنا ہے وہ زمرۂ فقراء
سے خارج نہوگا اسلیئے کہ سوال کرنا کوئی کمائی کا پیشہ نہین ہے اور اگر ایسے پیشہ پر قادر ہو جو اوسکی
مروت و شان کے لایق نہین ہے تب بھی فقیر ہے اور اگر فقیہ ہے اور پیشہ سیکھنا مانع تعلم فقہ ہے
تو بھی فقیر ٹھیریگا اور اگر عابد ہے اور پیشہ کرنے سے عبادت مین حرج ہوتا ہے تو صدقہ
لینے سے پیشہ کرنا اچھا ہے ابن مسعود نے رفعًا کہا ہے طلب الحلال فریضة بعد الفریضة

رواہ البیہقی بسند ضعیفٍ حضرت عمر کہتے تھے شبہ کے ساتھہ کمانا مانگنے سے بہتر ہے دوسری قسم مسکین ہین مسکین وہ ہے جسکی آمدنی خرچ کو کافی نہوتی ہو پس ہوسکتا ہے کہ ہزار درم کا مالک ہو اور مسکین ہو اور بعض اوقات سوا کلہاڑی و رسّی کے کچھہ نرکہتا ہو اور مسکین نہو اسیطرح کتب فقہ کا مالک ہونا مانع مسکینی نہین اور نہ او سپر صدقہ فطر واجب ہے کتاب کی حاجت تین غرض سے ہوتی ہے پڑہنا پڑہانا مطالعہ کرنا ہان جو کتب نری سیر کے لئے ہون جیسے دواوین غزل و تواریخ و نحو ہا جو آخرت مین مفید نہون اور نہ دنیا مین کار آمد تو ایسی کتب کفارہ و صدقہ فطر مین فروخت کردے کہ یہ مانع مسکنت ہین مطالعہ کی کتاب مین یہ لحاظ رہے کہ ایسی کتاب ہو کہ سال بھر مین اوسکے مطالعہ کی حاجت پڑتی ہو ورنہ وہ حاجت سے زیادہ ہے اور جسکے پاس ایک دن کے قوت سے زیادہ بچتا ہے اوسپر صدقہ فطر لازم ہے تیسری قسم عامل ہین یعنی قاضی و بادشاہ کے سوا جو عامل زکوۃ وصول کرتے ہین وہ اس قسم مین داخل ہین جیسے تحصیلدار عریف یعنی پیر محلہ کاتب مستوفی محافظ نقل نویس انہین کسیکو معمولی مزدوری سے زیادہ دینا نچاہیئے پھر جو انکو اُجرت دیکر بچ رہے وہ بقیہ اقسام پر تقسیم کرے اور اگر کم پڑے تو اموال مصالح سے پورا کرے۔ چوتھی قسم وہ لوگ ہین جنکو مسلمان ہونے کے لئے بطور تالیف دیا کرتے ہین اور ایسے لوگ اپنی قوم کے سردار ہوتے ہین اونکے دینے سے قوم کو مسلمانی مین رغبت ہوتی ہے پانچوین قسم مکاتب ہین یعنی جن غلامونکو اونکے آقاؤن نے کچھہ مال کی عوض آزاد کرنے کہا ہے سو مکاتب کا حصّہ اوسکے آقا کو دے اور اگر خود مکاتب ہی کو دے تب بھی درست ہے مگر آقا اپنے مال کی زکوۃ اپنے مکاتب کو ندے کیونکہ وہ بھی اوسکا غلام ہے چھٹی قسم قرضدار ہین جنھون نے امر طاعت خواہ مباح مین قرض لیا ہے اور بوجہ افلاس ادا نہوا اور اگر معصیت مین قرض لیا ہے تو پھر کچھہ دینا نچاہیئے جبتک کہ توبہ نکرلے ساتوین قسم غازی ہین جنکا وظیفہ راتبہ دارون کے دفتر مین کچھہ نہو تو اونکو زکوۃ مین سے ایک سہم دینا چاہیئے اگرچہ وہ مالدار ہون یہ دینا اسلئے ہے کہ جہاد پر اونکی مدد ہو آٹھوین قسم مسافرین ہین یعنی جو شخص

اپنے شہر سے بارادۂ سفر نکلے اور وہ سفر معصیت کا نہو تو اگر وہ مفلس ہوجائے تو اوسکو زکوۃ مین
سے دے اور اگر گھر مین مال رکہتا ہو تو اتنا دے کہ اپنے مال تک وہ پہنچ جائے رہی یہ بات کہ یہہ
صفات ہشتگانہ کسطرح معلوم ہون سو فقیر و مسکین تو لینے والے کے قول سے معلوم ہوتا ہے
اوس سے گواہ طلب نہ کئے جائین نہ قسم لیجائے بلکہ فقط اُسکا کہدینا کافی ہے کہ مین فقیر یا مسکین
ہون اگر جھوٹ ہونیکا یقین نہو اور جہاد و سفر آیندہ کی بات ہے جو کوئی کہے میرا ارادہ سفر یا
جہاد کا ہے اوسکو دیدے اگر وہ اپنا قول پورا نکرے تو جتنا دیا ہے وہ پھیر لے باقی چار قسمون
مین گواہونکا ہونا ضرور ہے آداب لینے والے کے یہ ہین کہ ایک یہ بات سمجھے کہ اللہ نے جو مجھکو
مال دلوانا اورون سے واجب کیا ہے تو اسلئے ہے کہ مجھکو سوا ایک فکر کے اور فکر نہو وہ فکر
عبادت و ذکر آخرت ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون غرضکہ فقیر جو کچھ پاوے
اوسکو اپنے رزق و طاعت پر مدد کے لئے لیوے اور اگر یہ بات نہو سکے تو اُس مال کو ایسے مصارف
مین صرف کرے جو مباح ہین ورنہ معصیت پر مدد لینے سے اللہ کی نعمت کا ناشکر اور خفگی کا
مستحق ٹہیریگا **دوم** یہ کہ دینے والے کا شکر گزار ہو اوسکے حقمین دعای خیر کرے یہ شکر و دعا
ایسی ہو کہ اوسکو درمیانی ہونے سے خارج نکرے واسطہ کو اصل سمجھنا برا ہے **سوم** یہ کہ جو مال
لینا چاہے اوسکو پہلے دیکھ لے اگر وجہ نا جائز و حرام سے ہو تو اوس سے پرہیز کرے اللہ تعالی
اور کہین سے اوسکو پہنچا دیگا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب
یہ بات نہین ہے کہ جو شخص حرام سے بچیگا اوسکو حلال مال نہ ملیگا غرضکہ لشکریون اور سرکاری عاملون
کے مال اور جنکی اکثر کمائی حرام ہے نلیوے ہان اگر اوسپر وقت تنگ ہو اور جو مال اسکو دیا جاتا ہے
اوسکا کوئی مالک معین و معلوم نہو تو بقدر حاجت کے لینا جائز ہے یہ اوس صورت مین ہے کہ
حلال سے عاجز ہو **چہارم** یہ کہ شک کی جگہون سے بچے جسمین شبہہ ہو اوسکو نہ لے جتنا مباح
ہو اوتنا لے اور جبتک نجانے کہ مجھمین صفت استحقاق کی موجود ہے تب تک نہ لے مثلاً اگر کتابت
یا قرض ہونیکی جہت سے زکوۃ لیتا ہے تو مقدار کتابت و قرض سے زیادہ نہ لے اور اگر عامل

ہونیکی جہت سے لیتا ہے تو اجرت مثل سے زیادہ نہ لے اگر کوئی دے تو انکار کرے اگر مسافر
ہو تو منزل مقصود تک پہنچنے سے زیادہ نہ لے اور اگر غازی ہے تو بقدر ضرورت کے جو خاص اوسی کام
مین آئے اور کچھ نہ لے اِن چیزون کا اندازہ اوسکے اجتہاد سے متعلق ہے یہی حکم بقیۂ اقسام کا ہے
بہر حال جب حاجت ثابت ہو تو بقدر ضرورت کے لے بہت سا مال نہ لے بلکہ اتنا لے کہ لینے کے وقت
سے ایکسال تک کافی ہو کہ یہ مدت بڑی سے بڑی ہے کیونکہ برس کے مکرر ہونے سے اسباب آمدنی
کے مکرر ہوتے ہین اور حضرتؐ نے اپنی عیال کے لئے ایک ہی سال کی غذا جمع فرمائی تھی تو بہتر ہے
کہ فقیر و مسکین کے لئے یہی حد مقرر ہو اور اگر ایک مہینے یا ایکروز کی حاجت پر بس کرے تو یہ اقرب بتقوی
ہے مذاہب علما کی کمی مقدار کی بابت جدا جدا ہین کسینے ایک رات دن کی غذا پر کفایت کرنے کو واجب
کہا ہے اور کسینے تونگری کی حد زکوٰۃ کی نصاب بتائی ہے اور کسی نے پچاس درم کہے اور کسی نے
چالیس درم اور بعض علما نے وسعت مین مبالغہ کیا ہے کہا فقیر کو اتنا لینا درست ہے کہ اوس سے
ایک زمین خرید لے جس سے تمام عمر کو بیفکر ہو جائے یا مال تجارت خرید کرکے بیحاجت ہو جاوے اور
حضرت عمرؓ نے کہا جب تم دو تو غنی کر دو اور بعض نے کہا کہ اگر کوئی شخص محتاج ہو جائے تو اوسکو اتنا
لینا درست ہے کہ پھر اوسکا حال بدستور سابق ہو جائے گو دس ہزار درم ہون ہان حد اعتدال
سے خارج ہونا درست نہین ہے اعتدال سے قریب تر یہ ہے کہ برس روز کے لئے کافی ہو اس سے
زیادہ مین خطر ہے اور کمی کی صورت مین تنگی ہے متقی اپنے دل سے فتوی لے لے کیونکہ علما ظاہر
کے فتوے ضرورتونکی قید سے آزاد ہوتے ہین اونمین داخل ہونا تخمین و شبہات مین بہت ہوتا ہے
اور سالکان طریق آخرت کی عادت احتراز ہے شبہات سے پنجم یہ کہ مزکی سے پوچھے کہ تمپر زکوٰۃ کتنی واجب
ہے پھر مقدار معلوم کرکے جو کچھ اسکو ملا ہے اوسکو دیکھے اگر یہ مقدار حصہ ہشتم زکوٰۃ سے زیادہ ہو تو نہ لے
اسلئے کہ یہ اور اسکے دو اور شریک ملکر اوس حصہ ہشتم مین مستحق ہین اون دو قسم کا حصہ کم کرکے لے
ورنہ کچھ نہ لے یہ امر دریافت کرنا اکثر لوگون پر واجب ہے کیونکہ خلق رعایت اس تقسیم کی نہین کرتی
خواہ جہالت سے یا سہل انکاری سے صدقہ نفل کی فضیلت بھی حدیثون مین بہت آئی ہے جیسے اتقوا النار صدقۂ نفل

ولو بشق تمرة فان لم تجدوا فبكلمة طيبة رواه مسلم والبخاري من حديث عدي
بن حاتم مرفوعاً یہ صدقہ خواہ کھانا ہو یا کپڑا یا کوئی خدمت عائشہ نے پچاس ہزار خیرات کئے اور اونکا
کپڑا پیوند دار تھا پھر بعض اہل اخلاص نے کہا کہ پوشیدہ لینا افضل ہے اور بعض نے کہا ظاہر لینا
اخفا مین پانچ فائدے ہین ایک یہ کہ لینے والے کا پردہ بنا رہتا ہے دوسرے یہ کہ لوگون کے دل و
زبان محفوظ رہینگے کیونکہ ظاہر لینے مین لوگ حسد کرتے ہین یا زیادہ لینے پر انکار اونکو ان گناہون سے
بچانا بہتر ہے ابو ایوب سختیانی کہتے ہین کہ مین نئے کپڑے کا پہننا اسلئے چھوڑ دیا ہے کہ مجھے یہ ڈر
ہوتا ہے کہ کہین میرے ہمسایون مین اس سے حسد پیدا نہو تیسرے یہ کہ دینے والے کو عمل کے خفیہ کرنے
پر مدد ملتی ہے اور خفیہ کو علانیہ پر فضل ہے تو بہتر ہوگا کہ اچھی بات کی تکمیل پر اعانت کی بعض سلف
ظاہر مین نہ لیتے اگر خفیہ طور پر کوئی دیتا تو لیتے سفیان ثوری نے کہا اگر مین جانتا کہ کوئی شخص دیگر
اوسکا ذکر نکرے گا اور لوگون سے نکہیگا تو لے لیتا چوتھے یہ کہ مسکین ذلت وخواری سے بچتا ہے
ایماندار کو نچاہیے کہ آپکو ذلیل کرے بعض علما کو اگر کوئی ظاہر مین دیتا تو نہ لیتے اور کہتے کہ اسمین علم
کی ذلت اور علما کی بے عزتی ہے پانچوین یہ کہ شبہۂ شرکت سے بچنا ہے کیونکہ جسکے پاس کوئی ہدیہ آوے
اور اُسکے یہان کچھ لوگ ہون تو وہ سب اوس ہدیہ مین شریک ہین اور سونا چاندی بھی ہدیہ سے
خارج نہین ہے اور اظہار مین چار فائدے ہین ایک اخلاص وصدق کا ہونا اور ریا سے بچنا کہ
جیسا واقع مین ہے ویسا ہی ظاہر کر دیا دوسرے دور ہونا جاہ ومنزلت کا اور ظاہر ہونا بندگی ومسکنت
کا اور بیزار ہونا دعوی تکبر واستغنا رسے اسمین لوگونکی نظرون سے گر جاتا ہے تو یہ عین مقصود
ہے اور واسطے سلامتی دین کے نافع ہے تیسرے بچنا ہے توحید کا شرک سے کیونکہ عارف کی نظر
بجز خدا کے اور طرف نہین ہوتی خفیہ وظاہر اوسکے حق مین یکسان ہے تو اس حال کا مختلف ہونا
توحید مین شرک ہے چوتھے ظاہر کرنے مین سنت شکر کا ادا کرنا ہے واما بنعمة ربك فحدث
اور نعمت کا چھپانا ناشکری ہے قال تعالی ویکتمون ما اتاهم الله من فضله **حکایت**
ایک شخص نے ایک عارف کو کچھ چھپا کر دیا عارف نے اپنا ہاتھ اونچا کر دیا اور کہا کہ یہ دنیا کی چیز ہے

اسمین ظاہر کر دینا افضل ہے پوشیدہ کرنا آخرت کے کاموں مین افضل ہوتا ہے اور شکر قائم مقام مکافات کے ہو جاتا ہے لکن یہ اختلاف خفیہ و علانیہ کا مسئلہ مین نہین ہے حال کا اختلاف ہے اور وہ باعتبار نیات و اشخاص کے مختلف ہوتا ہے لہذا اخلاص والے کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کا نگران رہے مغالطہ مین نہ پڑے حاصل یہ ہے کہ مجمع مین لینا اور خفیہ پھیر دینا سب طریقون مین عمدہ ہے ہان اگر معرفت کامل ہو اور ظاہر و باطن یکسان تو پھر خفیہ لینے کا بھی مضائقہ نہین ہے لکن ایسا شخص عنقا ہے کہ اوسکا ذکر تو ہوتا ہے مگر دیکھنے مین نہین آتا رہی یہ بات کہ صدقہ کا لینا افضل ہے یا زکوۃ کا سوا ابراہیم خواص و جنید وغیرہ اکابر کی یہ راے تھی کہ صدقہ لینا بہ نسبت زکوۃ لینے کے افضل ہے اور بعض نے کہا کہ زکوۃ لینا افضل ہے دلائل طرفین کو غزالیؒ نے لکھا ہے پھر کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ یہ امر ہر ایک شخص کے حالات کے بموجب مختلف ہوا کرتا ہے پس جسطرح کی حالت اوسپر غالب ہو اوسیطرح کا حکم کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔

باب چوتھا بیان مین بناء چہارم اسلام کے

روزہ ایک رکن عظیم ہے ایمان کا حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے صوم نصف صبر ہے رواہ الترمذی وابن ماجۃ ابوسعید کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ صبر نصف ایمان ہے رواہ الخطیب معلوم ہوا کہ روزہ ایمان کے نصف کا نصف یعنی چوتھائی حصہ ہے اور چونکہ صوم کو ایک نسبت خاص ہے طرف خدا کے اسلئے حدیث قدسی مین ابو ہریرہ سے رفعاً آیا ہے کہ سب نیکیان دس گنی ثواب سے سات سو گنے تک ہونگی مگر صوم کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور مین ہی اوسکا بدلا دونگا رواہ الشیخان اور اللہ نے فرمایا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یعنی صبر والون کو بیحساب اجر ملیگا اور صوم نصف صبر ہے تو اوسکا ثواب بھی قانون حساب سے باہر ہوگیا احادیث بوی دہن صائم و باب ریان و فرحت روزہ دار کی وقت افطار و لقاء رب کے و فتح ابواب جنت کے ماہ رمضان مین مشہور ہین وکیع نے تفسیر مین اس آیت کے کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ

کہا ہے کہ یہ دن روزے کے ہین اسلئے کہ اونہین کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور بعض نے کہا فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون انکا عمل یہی روزہ تھا ہر چند ساری عبادتین اللہ ہی کے لئے ہین مگر روزے کو ایسا شرف ہے جیسا خانۂ کعبہ کو ہے اگرچہ ساری زمین اللہ ہی کی ہے یہ اسلئے کہ ایک تو روزہ رکھنا چند چیزون سے باز رہنا اور بعض افعال کا ترک کرنا ہے اور یہ ایک امر باطنی ہے اسمین کوئی عمل ایسا نہین ہے جو آنکھ سے سوجھے اور روزے کو سوا خدا کے اور کوئی نہین دیکھتا دوسرے یہ کہ اللہ کے دشمن پر غالب ہونا ہے کیونکہ ابلیس لعین کا وسیلہ یہی شہوات ہین جو کھانے پینے سے قوی ہوتی ہین ولہذا حدیث مین فضائل گرسنگی کے آئے ہین بھوک سے راہین شیطان کی تنگ یا بند ہوتی ہین اور شہوات شیطانونکی چراگاہ ہین جبتک یہ ہرے بھرے ہین آمد و رفت اونکی موقوف نہوگی اور جبتک آتے جاتے رہینگے اللہ پاک کا جلال بندے پر ظاہر نہوگا لقاء الٰہی سے محجوب رہیگا حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اگر بنی آدم کے دلون پر شیاطین دورہ نکرتے رہتے تو وہ ملکوت آسمان کو دیکھنے لگتے رواہ احمد اور حدیث صفیہ مین فرمایا ہے کہ شیطان آدمی مین خون کے چلنے کی جگہو نمین پھرتا ہے رواہ الشیخان غرضکہ اسوجہ سے روزہ عبادت کا دروازہ اور آگ سے سپر ٹھیرا ہے واجبات ظاہری اسکی چھ ہین ایک رویت ہلال دوم نیت کرنا رات سے سوم روزے کی یاد ہوتے ہوئے جانکر کسی چیز کو پیٹ مین نہ پہنچانا چہارم جماع واجب سے بند رہنا اسکی حد یہ ہے کہ سر ذکر غائب ہو جائے پنجم اخراج منی سے رکا رہنا یعنی نہ جماع سے نکالے نہ بغیر جماع کے اگر قصداً نکالیگا تو روزہ جاتا رہیگا ششم قصداً قے نکرنا کہ یہ مفسد صوم ہے اور اگر آپ سے ہو جائیگی تو مفسد نہین ہے تفصیل ان احکام ششگانہ کی کتب فقہ سنت مین مرقوم ہے اسجگہہ ذکر کرنا مسائل صوم کا مقصود نہین ہے رہا افطار صوم سو اوسکے لئے چار باتین لازم ہین قضا و کفارہ و فدیہ دینا اور باقی دن مین امساک کرنا مثل روزہ دارون کے قضا اوسپر ہے جو بلا عذر روزہ نرکھے اور قضاء رمضان مین پیہم رکھنا بھی شرط نہین ہر جا ہے الگ رکھے چاہے الگ کفارہ روزہ کا بجز جماع کے اور باتون سے واجب نہین ہوتا جیسے کھانے

پینے منی نکالنے سے کفارہ یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اگر نہو سکے تو دو ماہ پیہم روزہ رکھے یہ بھی نہ بنے تو ساٹھہ مسکینون کو ایک ایک مُد کھانا دے مُد سو روپیہ کے سیر سے تین پاؤ ہوتا ہے امساک بقیہ دن کا اونپر واجب ہے جنہون نے افطار کرنیسے معصیت کی ہے یا افطار مین اونکی طرفسے کوئی قصور ہوا ہے۔ فدیہ حاملہ اور مرضعہ پر واجب ہے جبکہ یہ دونون اولاد کے خوفسے افطار کرین فدیہ یہہ ہے کہ ہر دن کی عوض ایک مُد گندم ایک مسکین کو دین اور روزہ کی قضا کرین اور نہایت بوڑہا آدمی جب روزہ نہ رکھے تو ہر دن کی عوض ایک مُد گیہون دیدیا کرے

فصل سنن صوم

روزے کی سُنتین چھہ ہین ایک سحر کو دیر کر کہانا دوسرے خُرما یا پانی سے قبل نماز کے افطار کرنا تیسرے بعد زوال کے مسواک نکرنا چوتھے رمضان مین خیرات کرنا پانچوین قرآن کا پڑہنا پڑہانا چھٹے مسجد مین اعتکاف کرنا خصوصاً پچھلی دہائی مین نہین دس دنونمین شب قدر ہوتی ہے اور غالباً طاق راتونمین پڑتی ہے خصوصاً ۲۱ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۷ پر زیادہ شبہہ ہے کہ شب قدر ہو تفصیل ان احکام کی مع آداب و سنن اعتکاف کے کتب فقہ سنت مین مذکور ہے

فصل اسرار صوم

اسرار باطنی صوم کے سو صوم کے تین درجے ہین ایک روزہ عوام کا ہے دوسرا خواص کا تیسرا اخص خواص کا عوام کا روزہ یہ ہے کہ پیٹ اور شرمگاہ کو اونکی خواہش ادا کرنے سے روکا جائے خواص کا روزہ یہ ہے کہ آنکھہ کان زبان ہاتھہ پاؤن تمام اعضا کو گناہ سے بند رکھا جائے اخص خواص کا روزہ یہ ہے کہ دل کو بُری ہمتون اور دنیاوی فکرون سے روکا جائے سوا خدا کی کسی اور چیز کی فکر مطلقاً اردگرد نہ پھٹکے اس قسم کا روزہ اللہ و آخرت کے سوا اور افکار اشیاء و دنیا کے کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے ہان جو دنیا کہ دین کے لئے مقصود ہوتی ہے اوسکی فکر صوم کو افطار نہین کرتی کیونکہ وہ زاد آخرت ہے اور یہ مرتبہ انبیاء و صدیقین کا ہے اور یہ روزہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ تمام ہمت سے طرف خدا کی متوجہ ہو اور غیر خدا سے منہہ پھیر لے اور اس آیت کا مصداق بنجائے قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون اور خواص کا روزہ جو اعضا کو گناہون سے باز رکھتے ہین وہ چھہ باتون سے پورا ہوتا ہے ایک نظر کا نیچے رکھنا کہ جو بُری اور مکروہ باتین ہین اور جن چیزون کے دیکھنے سے دل بٹتا ہے اور غفلت

آتی ہے اونہر آنکمہ نہ پڑے دوسرے زبان کا بند رکہنا بیہودہ بات اور دروغ وغیبت وچغلی وفحش وظلم وخصومت وبات کاٹنے سے اور سکوت کولازم پکڑنا اور ذکر وتلاوت مین لگائے رکہنا کہ یہ زبان کا روزہ ہے مجاہد نے کہا کہ روزہ غیبت وجھوٹ سے ٹوٹ جاتا ہے تیسرے کانون کو بری بات سننے سے باز رکہنا کیونکہ جن امور کا کہنا حرام ہے اونکا سننا بھی حرام ہے اسیلئے اللہ نے سننے والون اور حرام خوارون کو برابر یکجا ذکر کیا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت اور فرمایا لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت پس غیبت کوسنکر چپ رہنا حرام ہے انکم اذا مثلھم اور حضرت نے کہا المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم رواہ الطبرانی عن ابن عمر باسناد ضعیف چوتھے ہاتہہ پانون وغیرہ اعضا کو بری باتون سے روکنا اور وقت افطار کے پیٹ کو غذای شبہات سے بچانا کیونکہ اگر حلال سے دن بہر بند رہا پھر حرام پر افطار کیا تو یہ روزہ کچھہ نہوا یہ شخص اوسکی طرح ہوا جسنے ایک محل بنایا اور ایک شہر ڈہایا کیونکہ حلال کی کثرت مضر ہوتی ہے اور صوم اوسکی کمی کے لئے ہوتا ہے تو پھر حرام کھانا زہر ہی ہوگا حدیث مین آیا ہے کہ من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش رواہ النسائی عن ابن مسعود بعض نے کہا مراد اس سے وہ شخص ہے جو حرام پر افطار کرتا ہے اور بعض نے کہا شخص غیبت کنندہ ہے کہ لوگون کا گوشت کھاتا ہے اور کسی نے کہا وہ شخص ہے جو اعضا کو گناہون سے نہ بچائے مین کہتا ہون کہ اگر یہ تینون مراد ہون تو بھی کوئی مانع نہین ہے پانچوین یہ کہ وقت افطار کے غذای حلال کو بھی اتنی کثرت سے نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے اللہ کے نزدیک کوئی برتن اتنا برا نہین ہے جتنا کہ حلال سے شکم پر ہونا برا ہے اور نیز ایسے روزہ سے آدمی شیطان کو کسطرح دبائیگا اور شہوت کو کسطرح توڑیگا جبکہ تمام دن کی بھوک پیاس کا تدارک افطار کے وقت کرلیگا اور اکثر ایسا ہی کیا کرتے ہین کہ کھانے کے اقسام روزہ مین زیادہ ہوتی ہین غرضکہ روح اور اصل روزے کی یہ ہے کہ جو قوتین طرف برائیون کے کہینچتی ہین اور شیطان کے داؤ ہین وہ ضعیف ہو جائین اور یہ بات بدون کم کھانے کے میسر نہین آسکتی ہے اور کیا عجب ہے کہ جب ایسا کرے تو شیطان اوسکے دل کے گرد نہ پہٹکے

اور وہ ملکوت آسمان کو دیکھہ لے شب قدر اوسی رات کا نام ہے کہ جسمین کچھہ ملکوت انسان پر منکشف ہون اور اس آیت سے بھی یہی مراد ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ولہذا جو شخص اپنے دل و سینے کے درمیان غذا کی آڑ کریگا وہ سیر ملکوت سے محجوب رہیگا اور جو آدمی اپنا معدہ خالی رکھیگا اوسکو بھی رفع حجاب کے لیئے اتنا کافی نہین جبتک کہ اپنی ہمت کو غیر اللہ سے خالی نکرے کہ تمام بات یہی ہے اور اس سب کی اصل غذا کی کمی ہے چھٹے یہ کہ بعد افطار کے دل خوف و رجا سے وابستہ اور متردد رہے کیونکہ معلوم نہین کہ روزہ قبول ہو کر اوسکا شمار مقربین کے زمرہ مین ہوا یا خفگی کے مستحقوئین متصور ہوا بلکہ ہر عبادت سے فارغ ہونے پر اسیطرح کا حال ہونا چاہیئے حسن بصری کا دن عید کے گذر ایک قوم پر ہوا جو ہنس رہی تھی کہا بخدا اگر حقیقت حال واضح ہو تو مقبول کو اتنی مسرت ہو کہ اوسکو کھیل سے باز رکھے اور مردود کو اتنا غم ہو کہ اوسکو ہنسنے سے روکدے رہی یہ بات کہ جو شخص شکم اور شرمگاہ کی شہوت سے باز رہنے پر کفایت کرتا ہے اور ان باتون کو بجا نہین لاتا تو فقہاء کہتے ہین کہ اوسکا روزہ درست ہے اور تم اس روزہ کو صحیح نہین بتاتے سو اسکا جواب یہ ہے کہ فقہاء اثبات شروط ظاہر کا ایسی دلیلون سے کرتے ہین جو بہ نسبت شروط باطنی کے نہایت ضعیف ہین خصوصًا غیبت وغیرہ کے باب مین فقہاء ظاہری ایسا حکم لگاتے ہین جس مین غافل و دنیا کے لوگ بھی داخل ہو سکین اور علماء آخرت کی غرض صحت سے قبول ہوتی ہے قبول سے یہ مراد ہے کہ مقصود کو پہنچنا ہو اہل آخرت نے یہ سمجھا ہے کہ مقصود روزہ سے یہ ہے کہ ایک خلق خدا کی عادت کرین یعنی صمدیت کی اور شہوات سے رکنے مین مقتدی ملائکہ ہون اور انسان کا رتبہ چوپائون سے اوپر ہے اور فرشتون سے نیچے جب یہ شہوات مین ڈوبتا ہے تو اسفل سافلین مین اوتر کر بہائم مین لاحق ہو جاتا ہے اور جب کہ شہوات کو اوکھاڑتا ہے تو اعلیٰ علیین کیطرف اوبھر کر فرشتون کے کنارہ سے جا لگتا ہے اور فرشتے اللہ کے مقرب ہین جو کوئی اونکا اقتدا کرتا ہے اور اونکی سی عادتین اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اونکی طرح اللہ سے نزدیک ہو جاتا ہے کہ قریب کا ہمشکل بھی قریب ہی ہوتا ہے یہ قرب کچھہ باعتبار مکان و فاصلہ کے نہین ہے بلکہ بصفات

کے لحاظ سے ہے پس جبکہ روزہ کی اصل نزدیک اہل دل کے یہ ٹھہری تو ایک غذا کے دیر کرنے اور شام کو دونون کو ایک ساتھہ کھا لینے اور دن بہر اور شہو تونمین ڈوبے رہنے سے کیا فائدہ ہے اور اگر ایسا روزہ بھی مفید ہوتا ہے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہین کم من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش بلکہ اہل یقین وتقوی کا ایک ذرہ مغالطہ والون کے پہاڑونکی برابر عبادت سے افضل وغالب ہے باقی رہے صیام نفل سو روزہ کا بہتر ہونا اچھے دنونمین ہو کد تر ہوتا ہے جو ایام سال مین ہین اونمین بعد رمضان کے صوم یوم عرفہ ویوم عاشورا وصوم عشرۂ اوّل ذیحجہ وعشرۂ محرم ہے بلکہ تمام ماہ محرم واسطے روزے کے عمدہ وقت ہے اور حضرت شعبان مین کثرت سے روزہ رکھتے تھے اور ان سب مین افضل ماہ ذیحجہ ہے اور ذیقعدہ اشہر حرم مین ہے اور شوال فقط حج کا مہینا ہے اشہر حرم مین نہین ہے اور محرم ماہ حج نہین ہے اور مہینے کے درمیان کے روز ایام بیض ہین یعنی ۱۳-۱۴-۱۵- اور ہفتے کے دنونمین دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ ہے یہ عمدہ ایام ہین انمین روزہ رکھنا اور کثرت سے خیرات کرنا مستحب ہے تاکہ ان اوقات کی برکت سے اون اعمال کا ثواب دوبالا ہو باقی رہا ہمیشہ کا روزہ رکھنا سو وہ ان سب دنون کو شامل ہے لکن بعض سالک ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانتے ہین اسلئے کہ حدیث مین صوم دہر کی کراہت آئی ہے اور بعض غیر مکروہ کہتے ہین اسلئے کہ بہت سے صحابہ وتابعین نے ایسا ہی کیا ہے لکن قول فیصل اس باب مین یہ ہے کہ ایکدن رکھے ایکدن افطار کرے حدیث مین اسکو صوم داؤد وافضل صیام فرمایا ہے اور حضرت نے کسی مہینے کے پورے روزے سوای رمضان کے نہین رکھے بلکہ کچھہ دن ہر ماہ مین افطار کرتے اور جس شخص سے آدہی عمر کے روزے بھی نہو سکین تو کچھہ ڈر نہین وہ تہائی عمر کے روزے رکھے یعنی ایکدن صائم ہو اور دو دن مفطر اور اگر تین دن اوّل ماہ مین اور تین ایام بیض کے اور تین آخر ماہ مین رکھہ لیا کرے تو تہائی بھی ہو جائین اور عمدہ دنون مین بھی واقع ہون اور اگر دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ کو روزہ رکھا کرے تو یہ بھی تہائی سے کچھہ زیادہ ہو جاتے ہین اور جب آدمی روزے کے معنی سمجھہ لیگا اور طریق آخرت کے چلنے مین دل کے مراقبہ سے اوسکی حد ثابت ہو جائیگی تو اوسپر بہتری دلکی پوشیدہ نرہیگی اور دل کی بہتری کے لئے کوئی ترتیب دائمی ضروری نہ ٹھہریگی

کیونکہ مقصود روزہ کا یہی دل کا صاف کرنا اور ہمت کو واسطے خدا کے فارغ کرنا ہے بعض علما نے چار روز سے زیادہ پیہم افطار کرنے کو مکروہ کہا ہے اسلئے کہ اس سے زیادہ افطار کرنا دل کو سخت کرتا ہے اور شہوات کے دروازون کو کھولتا ہے اور بُری عادتین پیدا کرتا ہے اور واقع مین اکثر لوگون کے حقمین افطار کی یہی تاثیر ہے خصوصًا جو لوگ دن رات مین دو دفعہ کہاتے ہین اون کے حق مین بہت مضر ہوتا ہے فضائل صیام نفل کے کتب احادیث و اذکار و دعوات مین لکہے ہین جیسے نزل الابرار وغیرہ واللہ اعلم۔

باب پانچوان بیان مین بناء پنجم اسلام کے

اسمین حج اکبر کا ذکر ہے حج اسلام مین عمر بھر کی عبادت کی خوبی اور کام کا انجام اور اسلام کا اتمام اور دین کا کمال ہے کما قال تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور حضرت نے فرمایا ہے جو مرا اور اوسنے حج نکیا اب وہ چاہے یہودی مرے یا نصرانی ترمذی نے اوسکو علی سے اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے یہ حدیث غریب ہے تو ایسی عبادت کا کیا کہنا ہے کہ جسکے نہونے سے دین کامل نرہے اور اوسکے ترک سے یہود و نصاری کے برابر ہو جائے فضائل حج و مکہ و مدینہ کا بیان کرنا اسجگہہ ضرور نہین ہے اسلئے کہ رسالہ ایضاح الحجہ و طراز العمرہ مین ذکر اسکا ہو چکا ہے لیکن ذرا ذرا سا اشارہ اسجگہہ بھی کیا جاتا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے جس شخص نے گھر کا حج کیا اور عورت سے بے پردہ نہوا اور فسق نکیا وہ اپنے گناہون سے ایسا نکلا جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا رواہ الشیخان کہتے ہین کہ بعضے گناہ اسطرح کے ہین کہ بدون عرفہ مین ٹھیرنے کے اور کوئی چیز اونکا کفارہ نہین ہوتی ابوہریرہ نے رفعًا کہا ہے الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ رواہ الشیخان فردوس دیلمی مین بسند ضعیف آیا ہے اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفۃ فظن ان اللہ تعالیٰ لم یغفر لہ بعض سلف نے کہا ہے کہ جب عرفہ کا دن جمعہ

کے دن پڑتا ہے تو سارے حاضرین عرفات کو اللہ بخشدیتا ہے دنیا مین ایسا دن سب دنون
سے افضل ہے اوسی مین حضرت نے بھی حجۃ الوداع کیا تھا حاکم نے ابو ہریرہ سے رفعاً روایت
کیا ہے اللھم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ الحاج ابن عباس کا لفظ رفعاً یہ ہے عمرۃ فی
رمضان کحجۃ معی رواہ مسلم والحاکم **ف** علما مین جو لوگ ڈرنے اور احتیاط
کرنیوالے ہین وہ مکہ معظمہ مین ٹھیرنے کو اچھا نہین سمجھتے تین وجہ سے ایک یہ کہ اُکتا جای اور خانۂ
کعبہ کے ساتھہ مساوات ہو اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو بعد حج کے فرماتے کہ اپنے اپنے شہرون
کو چلے جاؤ تاکہ حرمت اوسکی اونکے دلونمین باقی رہے دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے شوق
اوبھرتا ہے اور پھر آنیکا سامان ونقشہ جمتا ہے اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے مثابۃ للناس وامنا
مثابہ کے یہی معنی ہین کہ بار بار آئین اور اپنی غرض وحاجت پوری کرنے پائین تیسرے یہ کہ
مقام کرنے مین ڈر خطاؤن اور گناہون کا لگا ہوا ہے ابن مسعود نے کہا کوئی شہر مکہ کے سوا ایسا نہین
جسمین عمل سے پہلے نرے قصد پر مواخذہ کیا جای پھر یہ آیت پڑہی ومن یرد فیہ بالحاد بظلم
نذقہ من عذاب الیم کہتے ہین کہ مین جیسے نیکیان مضاعف ہوتی ہین ایسے ہی برائیان بھی
مضاعف ہوتی ہین زواجر مین یہ تنقیح کی ہے کہ صغیرہ مکہ مین برابر کبیرہ کے ٹھیرتا ہے **ف**
مدینہ منورہ کی فضیلت تمام شہرون پر ہے بعد مکہ معظمہ کے کوئی جگہہ افضل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے شہر سے نہین ہے کہ اوسمین اعمال بھی مضاعف ہوتے ہین ایک نماز حضرت کی مسجد مین
ہزار نماز سے بڑہکر ہے بعد مدینہ کے بیت المقدس ہے وہان ایک نماز پانسو نماز کے برابر ہے یہی حال
اور اعمال کا ہے مسلم مین ابو ہریرہ وابن عمر وابو سعید سے مرفوعاً آیا ہے جو کوئی مدینہ کی سختی و
شدت پر صبر کرے گا تو مین قیامت کو اوسکا شفیع ہونگا بعد ان تینون شہر کے سب جگہہ مین برابر ہین
بجز رباط ثغور کے اسی لئے حضرتؐ نے فرمایا ہے لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد
الحرام ومسجدی ھذا والمسجد الاقصی رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ وابی سعید **ف**
حج کے درست ہونے کی دو شرطین ہین ایک وقت دوسرے مسلمان ہونا وقت حج کا شوال سے

لیکر ذیحجہ کی دسوین شب یعنی یوم نحر کی صبح صادق ہونے تک ہے جو شخص اس مدت کے سوا اور
دنونمین احرام باندہیگا تو حج نہوگا بلکہ عمرہ ہوگا اور عمرہ کا وقت سال تمام ہے **ف** حج اسلام کی پانچ
شرطین ہین ایک مسلمان ہونا دوم آزاد ہونا سوم بالغ ہونا چہارم عاقل ہونا پنجم وقت کا ہونا اور
عمرہ کی بھی یہی شرطین ہین سوای وقت کے **ف** حج نفل کی شرط حقمین آزاد بالغ کے یہ ہے کہ حج
اسلام سے فارغ ہو کیونکہ حج اسلام مقدم ہے اوسکے بعد اوس حج کی قضا ہے جسکو وقت، وقوف عرفہ
کے فاسد کردیا ہو پھر نذر کا حج ہے پھر دوسرے قریب کی طرفسے نائب ہوکر حج کرنا پھر حج نفل ہے
یہ ترتیب اسیطرح ضروری ہے اور گو نیت اسکے خلاف ہو مگر حج اسیطرح ہوگا **ف** حج کے لازم
ہونے کے شرطین پانچ ہین بلوغ اسلام عقل آزادی قدرت اور جس شخص پر حج فرض لازم ہوتا
ہے اوسی پر عمرہ بھی لازم ہوتا ہے اور قدرت دو قسم ہے ایک تو خود اعمال حج کو بجا لانے کے لئے
اسکے واسطے کئی باتین چاہئین ایک تندرستی دوسری ارزانی نرخ وامن راہ خواہ تری کا رستہ
ہو یا خشکی کا سوم مال جو آنے جانے کو کافی ہو اور کرایہ سواری کا یا ذاتی سواری دوسری قسم اپاہج
کے حقمین ہے کہ اتنا مال رکہتا ہو کہ اپنی طرفسے کسی اپنے قریب کو حج کرنے کو بہیجے کہ وہ پہلے اپنا حج
کرکے دوسرے سال اسکی طرف کا حج کرے اور اگر اپاہج کا بیٹا رستہ مین خدمت کرنے کو تیار ہو تو پھر وہ
معذور نہ گنا جائیگا اور اگر اپنا مال اوسکے سامنے رکہدیگا تو قادر نہوگا اور جسپر حج واجب ہو اوسکو تاخیر
سے جانا درست ہے مگر تاخیر کرنے مین خطرہ ہے اگر آخر عمر تک بھی حج نصیب ہوگیا تو فرض ساقط
ہوا ورنہ بعد مرنے کے سخت عاصی ہوگا سعید بن جبیر و نخعی و مجاہد و طاؤس میت تارک حج پر نماز جنازہ
پڑہنے سے انکار کرتے یہ اسلئے تہا کہ حکم نماز و روزہ و زکوۃ و حج کا فعل و ترک مین ایک ہی رہے
ارکان و واجبات حج و اقسام حج جیسے قران و افراد و تمتع و ممنوعات حج سو بیان انکا کتب
فقہ سنت مین مرقوم ہے یہان حاجت ذکر کی نہین رسائل ایضاح المحجہ و طراز الخمرہ و فتح المغیث
اس باب مین کافی ہین اسیطرح وہ اعمال ظاہری جو شروع سفر سے لوٹ آنے تک ہوتے ہین اونکا
ذکر کرنا بھی کچھ ضرور نہین ہے رسائل مذکورہ اور منسک شیخ الاسلام بن تیمیہ یا منسک سید محمد بن اسمعیل

امیر واسطے دریافت ان امور کے بس کرتے ہین بلکہ منسک عزّ بن جماعہ جامع احکام مذاہب اربعۂ اہل سنت ہے لکن انسان کو یہ چاہیئے کہ اتباع سنت صحیحہ مطہرہ مین مبالغہ کرے خصوصًا اسوجہ سے کہ یہ عبادت تمام عمر مین ایک بارہی فرض ہے اگر حج اسکا مطابق آداب وسنن وواجبات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوگا تو گویا بازی جیت گیا کیفیت حضرت کے حج کی بلوغ المرام اور اوسکی شرح مسک الختام مین اور فتح علام ونیل الاوطار مین مرقوم ہے اور ہدی نبوی وسفر السعادۃ مین بھی مطولاً ومختصراً مذکور ہے اسیطرح واسطے احرام باندہنے کے میقات سے اور واسطے داخل ہونیکے مکہ معظمہ مین اور واسطے طواف خانہ کعبہ وسعی کے درمیان صفا ومروہ کے اور وقوف عرفہ اور مابعد عرفہ اور واسطے عمرہ ومابعد عمرہ کے اعمال وآداب ہین جنکو غزالیؒ نے مفصل لکھا ہے پھر آداب زیارت مدینہ منورہ کے بیان کئے ہین اور ہر ایک عمل کی دعائین ذکر کی ہین اسکے بعد آداب دقیق واعمال باطنی حج کے لکھے ہین اور یہ دس ادب ہین اول یہ کہ نفقہ حلال کا ہو اور ہاتہہ ایسی تجارت مین نہ لگا ہو جس سے دل بٹے اور ہمت پراگندہ ہو بلکہ ہمت خاص اللہ کے لئے ہو اور دل واسطے اوسکے ذکر وتعظیم شعائر کے مطمئن ہو حدیث مین طریق اہلبیت سے بروایت انس مرفوعًا آیا ہے کہ جب آخر زمانہ ہوگا تو لوگ حج کو چار قسم کے ہوکر نکلینگے بادشاہ سیر وتماشے کو تونگر تجارت کو فقیر مانگنے کو قاری شہرت کو رواہ ابو عثمان الصابونی والخطیب دوم یہ کہ خدا کے دشمنون کو ٹیکس دیکر مدد نہ پہنچائے اور یہ لوگ امراء مکہ معظمہ وسرداران عرب مین سے ہوتے ہین کہ راہون مین بیٹھکر مسجد الحرام کے جانے سے روکتے ہین ایسے لوگونکو مال کا دینا ظلم پر مدد کرنا اور اسباب ظلم کو اونکے لئے مہیا کرنا ہے گویا خود اپنی جان سے اونکی مدد کی اسلیئے اس سے بچنا ضرور ہے اور اگر نہو سکے تو بعض علمانے کہا ہے کہ حج نفل نکرنا اور راستہ سے پھر آنا ان ظالمونکی اعانت کرنے سے بہتر ہے کہ یہ ظلم ایک بدعت نو ایجاد ہے اور اسکے قائم رہنے مین مسلمانون کی ذلت وخواری ہے کہ جزیہ دینا پڑتا ہے سوم زاد راہ زیادہ لینا اور بدون تنگی واسراف کے بنجوشی خاطر میانہ روی سے خرچ کرنا یہ خرچ راہ خدا مین ہے جس سے ایکدرم سات سو کے برابر ہوتا ہے

ابن عمر کہتے تھے افضل وہ حاجی ہے جسکی نیت سب سے خالص تر اور نفقہ پاکیزہ تر اور یقین بہتر ہو چہارم
فحش وبدکاری ولڑائی کا نکرنا قال تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج سفیان
ثوری نے کہا ہے کہ جو شخص حج مین فحش بکے اوسکا حج خراب ہو جاتا ہے غرضکہ ساربان اور خدام اور
رفقاء پر بہت اعتراض نکرے کسی کو ایذا نہ دے بلکہ اورکی ایذا پر تحمل کرے پنجم یہ کہ اگر قدرت ہو تو پیادہ حج
کرے کہ یہ افضل ہے ابن عباس نے قریب موت کے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ تم پیادہ حج کرنا
حاجی کو ہر قدم پر حسنات حرم مین سے سات سو حسنات ملتی ہین پوچھا حسنات حرم کیا ہین کہا ایک
نیکی برابر لاکھہ نیکیون کے ہوتی ہے اور بہ نسبت راہ کے اعمال حج مین اور مکہ سے عرفات تک
پیادہ چلنا زیادہ تر مستحب ہے اور بعض علما کے نزدیک سوار ہونا افضل ہے کہ اسمین خرچ کرنا
پڑتا ہے اور نفس تنگ نہین ہوتا اور تحقیق یہ ہے کہ جس شخص پر پیادہ چلنا سہل ہے اوسکو پیادہ
جانا افضل ہے ورنہ سوار جانا بہتر ہے یہی حکم عمرہ کا بھی ہے ششم یہ ہے کہ پرتل کے جانور پر سوار ہو
محمل سے بچے ہان اگر عذر سے سوار نہو سکے تو محمل کا مضائقہ نہین اسمین دو فائدہ ہین ایک یہ کہ
اونٹ کو آرام دینا ہے کیونکہ محمل سے اوسکو ایذا ہوتی ہے دوسری ہیئت سے اہل دولت وتکبر
کے محفوظ رہنا ہے حضرت نے بوجھہ کے اونٹ پر حج کیا تھا اور آپ کے نیچے پرانا پالان وپرانی
چادر تھی جسکی قیمت چار درم تھی اور طواف بھی اوسی سواری پر کیا تھا تاکہ لوگ آپ کی سیرت
وعادت دیکھین اور فرمایا تھا خذوا عنی مناسککم یہ محمل حجاج کی ایجاد ہین علمانے اوسکو
مکروہ رکھا تھا ابن عمر محمل کو دیکھکر کہتے کہ حاجی تھوڑے ہین اور سوار بہت ہین پھر ایک مسکین
خستہ حال کو دیکھکر کہا کہ حجاج مین یہ شخص بہتر ہے ہفتم یہ کہ خستہ حال اور اولجھے بال غبار
آلودہ میلا کچیلا رہے زینت وتفاخر سے بچے تاکہ کہین متکبرون اور آرام طلبون کے دفتر مین داخل
اور زمرۂ ضعفاء ومساکین وصلحاء سے خارج نہو جائے حاجی وہی ہے کہ بال اولجھے ہون اور
بدن میلا کچیلا ہو قال تعالیٰ ثم لیقضوا تفثہم کسی نے کہا کہ اہل یمن زینت ہین قافلۂ حجاج
کی ایسلئے کہ وہ لوگ انکسار وضعف کی حالت اور راہ پر سلف کی سیرت پر ہین اور لباس شہرت وسرخ سے

بیچے ہشتم یہ کہ چوپایہ کے ساتھہ نرمی کرے اور طاقت سے زیادہ اوسپر بار نکرے محمل بھی اُسکی حد طاقت سے خارج ہے اہل تقوی کا دستور تھا کہ اونٹون پر سوتے نہ تھے صرف بیٹھے بیٹھے اونگھہ جاتے تھے نہم یہ کہ ذبیح جانور سے تقرب حاصل کرے گو اوسپر واجب نہوا اور کوشش کرے کہ جانور نفیس اور موٹا ہو قال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب کہا ہے کہ مراد اس تعظیم سے فربہی قربانی کی ہے اور ہدی کا لیچلنا میقات پر سے افضل ہے اگرچہ ذقت و مشقت ہو حدیث مین آیا ہے ما من عمل ادمی یوم النحر احب الی اللہ عز وجل من اہراقہ دما وانہا تاتی یوم القیامۃ بقرونہا واظلافہا وان الدم یقع من اللہ عز وجل بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بہ نفسا رواہ ابن ماجۃ والحاکم والبیہقی عن زید بن ارقم دہم یہ کہ جو کچھہ مال زاد دہش و ہدی وغیرہ مین صرف کرے اوس سے خوش ہو اسیطرح اگر کوئی نقصان یا تکلیف مالی یا بدنی پہنچے تو اوس سے خوش رہے کہ یہ علامات ہین قبول حج کے اس راہ مین سختی کا ہونا ایسا ہے جیسے کہ جہاد مین کوئی سختی پہنچے ایک علامت قبول حج کی یہ بھی ہے کہ جو گناہ پہلے کرتا تھا اب نکرے اور عوض بین بدلوگون کے صحبت صلحار کی اختیار کرے اور لعب وغفلت کی مجلسون کے عوض مین مجالس ذکر اختیار کرے یعنی بجای گلبانگ بیخواران دعای دینداران باشد وعوض ہوی ہاے مستان تہلیل خداپرستان ؎

	بجای نغمۂ نے صوت دلکش حافظ	بجای جرعۂ مے بادۂ محبت دوست	

ف حج مین سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ دین مین اسکا رتبہ کیا ہے پھر اوسکی طرف شوق کا ہونا پھر ارادہ کرنا پھر موانع حج کو دور کرنا پھر احرام کا کپڑا مول لینا پھر توشہ خریدنا پھر سواری کا کرایہ کرنا پھر اپنے وطن سے باہر ہونا پھر جنگل مین چلنا پھر میقات سے لبیک کہکر احرام باندھنا پھر مکہ مین داخل ہونا پھر افعال حج پورا کرنا ان باتونمین ہر ایک بات تذکرہ ہے واسطے متذکر کے اور عبرت ہے واسطے معتبر کے اور تنبیہ ہے واسطے مرید صادق کے اور تعریف ہے واسطے مرد دانا کے اب معلوم کرنا چاہیئے کہ جبتک آدمی شہوات سے پاک نہو اور ضروری اشیا پر اکتفا کرکے لذات سے باز نرہے اور

تمام حرکات وسکنات مین خاص اللہ پاک ہی کا نہو رہے تب تک اوسکی رسائی اللہ پاک تک نہین ہوسکتی ہے اور اسیوجہ سے پہلی ملتون کے لوگ خلق سے تنہا ہوکر راہب ہوگئے تھے اور پہاڑونکی چوٹیون پر جا رہے اور اللہ کے ساتھہ اُنس حاصل کرنیکو خلق سے وحشت اختیار کی اور اللہ ہی کے لیے لذات موجودہ کو چھوڑکر طمع آخرت مین اپنی جانون پر سخت مجاہدے لازم کیے اللہ نے اونکی ثنا کی ہے ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لایستکبرون سو جب یہ بات پُرانی پڑگئی اور خلق پیروی شہوات کی کرنے لگی تب اللہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طریق آخرت کے زندہ کرنے اور پہلے رسولون کے طریقے پر چلنے کی تجدید کے لیے مبعوث کیا اللہ نے اس امت پر انعام فرمایا کہ حج کو اونکے لیے رہبانیت ٹھیرا دیا پھر کعبہ کو یہ شرف بخشا کہ اوسکو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا اور اپنے بندون کا مقصود اوسکو ٹھیرایا اور اوسکے گرد کی زمین کو اوسکی عظمت وشان کے لیے حرم بنایا اور عرفات کو ایسا کیا جیسے حرم کے سامنے میدان ہوتا ہے پھر اوس جگہہ کی حرمت کی تاکید کی کہ اوسکے شکار و درخت کو حرام کردیا اور اوسکو ایسا بنایا جیسے پادشاہون کا دربار ہوتا ہے کہ زیارت کرنیوالے دور و دراز راہون سے ژولیدہ مو غبار آلودہ رب البیت کے لیے انکسار کرتے اور اوسکے جلال وعزت کے سامنے خضوع وخشوع سے دبتے چلے آوین معہذا اِس بات کے مقر ہون کہ اللہ پاک اس امر سے منزہ ہے کہ کوئی گھر اوسکو گھیرے یا کوئی شہر اوسکو اپنے اندر لیوے تاکہ اس امر سے اونکی غلامی وبندگی بڑہ جائے اور فرمان برداری وانقیاد کامل تر ہوجاے اِسی لیے بندون پر حج مین وہ اعمال مقرر فرمائے ہین جنکے ساتھہ نفس مانوس ومالوف نہو اور عقول اونکی وجوہ نپاسکین جیسے پتھرون پر کنکریان مارنا صفا ومروہ کے درمیان کئی بار آنا جانا اور ایسے اعمال سے کمال غلامی وبندگی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اور اعمال مین کچھہ نہ کچھہ نفس کا حظ ہے مثلاً زکوۃ مین دہش ہے اور اوسکی علت معلوم ہے کہ طبیعت مین بخل بڑا ہے اور روزہ مین کسر شہوت ہے جو آلۂ شیطان ہے اور نماز مین رکوع وسجدہ سے انکسار کرنا ہے مگر سعی ورمی جمار وغیرہ اعمال مین نہ نفس کو کچھہ حظ ہے اور نہ طبیعت کو کچھہ اُنس بلکہ ان اعمال کے بجالانے مین بجز تعمیل ارشاد اور

کچھہ نہین یہان عقل کا تصرف بالای طاق ہے اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا تعجب نفوس کا اِن اعمال سے اسیوجہ سے ہوتا ہے کہ اسرار عبادات سے اونکو غفلت ہے

شوق اسبات کے سمجھنے اور رجحان لینے سے اوٹھتا ہے کہ گہر خدا کا ہے اور اوسنے اس گھر کو بادشاہی دربار کی طرح بنایا ہے تو جو شخص اس دربار کا قصد کرتا ہے وہ اللہ پاک کا قاصد و زائر ہوتا ہے اور جو کوئی دنیا مین اس گھر کا قصد کرے وہ لایق اسکے ہے کہ اوسکی زیارت برباد نجائے اور مقصود زیارت یعنی دیکھنا دیدار الٰہی کا میعاد معین مین نصیب ہو کیونکہ دنیا مین اس آنکھہ کو بوجہ قصور و فنا کے یہ استعداد نہین ہے کہ وہ نور دیدار الٰہی کو قبول کرسکے اور اوسکی تاب و طاقت لائے اور جو کہ آخرت مین آنکھہ کو مدد بقا ملیگی اور تغیر و فنا سے محفوظ رہیگی اسلئے وہان استعداد نظر و دیدار کی ہو جائیگی تاہم بوجہ قصد خانہ کعبہ اور اوسکی طرف دیکھنے سے بموجب وعدۂ الٰہی اوسکو استحقاق دیدار رب البیت کا ہو جائیگا اب ظاہر ہے کہ شوق دیدار الٰہی اسکو مشتاق اوسکے سبب یعنی دیدار کعبہ کا کردیگا ع ای گل بتو خرسندم تو بوی کسے داری **ارادہ** مین یہ جانے کہ مینے اپنے اہل و وطن کے جدا ہونیکا اور شہوات و لذات سے علیحدہ رہنے کا قصد اسی غرض سے کیا ہے کہ طرف زیارت خانہ کعبہ کے متوجہ ہون پس اپنے دلمین بیت و رب البیت کی بڑی قدر کرے اور یہ جانے کہ مینے ایک بڑے رفیع الشان امر کا ارادہ کیا ہے جسکا معاملہ خطرناک ہے اور جو کوئی بڑی بات کا خواہان ہوتا ہے وہ بڑے خطرہ مین پڑتا ہے پھر چاہیئے کہ اس ارادہ کو خالص واسطے اللہ کے کردے اور ریا و شہرت سے دور رہے اور خوب یقین کرلے کہ ارادہ و عمل مین سے وہی امر مقبول ہوتا ہے جو خالص اللہ کے لئے ہو اور بڑی بُری حرکت ہے کہ آدمی ارادہ تو بادشاہ کے گھر اور حرم کا کرے اور مقصود اُسکا دوسرا ہو **قطع علائق** کے معنی یہ ہین کہ حقوق حقدارون کو حوالہ کرے اور سب گناہون سے توبہ خالص کرلے اسلئے کہ ہر مظلمہ ایک علاقہ ہے اور ہر علاقہ ایسا ہے جیسے کوئی قرضخواہ موجود ہو اور گریبان پکڑکے یون کہتا ہو کہ تو کہان جاتا ہے میرا حق دیتا جا تو شہنشاہ کے گھر کا ارادہ رکھتا ہے اور اوسکے حکم کو اپنے گھر مین بجا نہین لاتا اوسکو حقیر جانتا ہے تجھے شرم نہین آتی کہ اوسکے سامنے گنہگار کیطرح جاتا ہے تاکہ تجھے نکالدے اگر تجھکو اپنی زیارت کے قبول ہونیکی رغبت ہے

تو اوسکا حکم اوٹھا اور حقوق جو ظلم سے لئے ہون واپس کر اور اوّل سب گناہون سے توبہ کر اور اپنے
دل کا علاقہ اور طرف التفات کرنے سے کاٹ تاکہ چہرۂ دل سے اوسکی طرف متوجہ ہو جسطرح کہ ظاہر حال سے
وسکے گھر کا متوجہ ہے ورنہ اس سفر کا آغاز رنج و مشقت اور انجام مردود ہونا اور نکالا جانا ہوگا اور وطن
سے قطع تعلق اسطرح پر کرے جیسے کوئی وہانسے اوٹھا جاتا ہوا ور فرض کرلے کہ پھر لوٹ کر نہ آؤنگا اور
اپنی اہل و اولاد کے لئے وصیت لکھدے کیونکہ مسافر ہدف موت ہوتا ہے مگر جسکو خدا بچالے اور وقت
سفر کے قطع علائق پر یہ یاد کرے کہ سفر آخرت کے لئے بھی اسیطرح علاقے ٹوٹ اور چھوٹ جائین گے
کیونکہ یہ سفر عنقریب آگے چلا آتا ہے اور سفر حج مین جو کچھ کرے اوس سے طمع آسانی سفر آخرت کی
کرے کہ قرارگاہ و بازگشت وہی ہے **توشہ** کو حلال جگہہ سے تلاش کرے اور جب جی مین یہ خواہش
پائے کہ کسیطرح خرچ بہت سا ہو اور باوجود اس سفر دور دراز کے بچ رہے اور منزل مقصود تک پہنچنے
سے پہلے کوئی خرابی اوسمین نہو تو یاد کرے کہ سفر آخرت بہ نسبت اس سفر کے کہین دراز ہے اور اوسکا
توشہ تقوی ہے اور تقوی کے سوا جس چیز کو توشہ جانتا ہے وہ مرنے کے وقت سب پیچھے رہ جائیگی
اور اس سے دغا کرے گی اسلئے ضرور ہے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہین ایسا نہو کہ اعمال جو آخرت کا
توشہ ہے موت کے بعد اپنے ساتھہ نرہین اور ریا و شہرت کی آمیزش اور قصور کی کدورت سے خراب
ہو جائین **سواری** جسوقت سامنے آئے اُسدم اللہ کی نعمت کا اپنے دلمین شکر کرے کہ چوپایون کو
ہمارا مسخر کر دیا کہ ہمکو تکلیف نہو اور مشقت سبک ہو جائے اور یہ یاد کرے کہ آخرت کی سواری بھی ایک
دن اسیطرح سامنے آجائیگی یعنی جنازہ کی تیاری ہوگی کہ اوسپر سوار ہو کر آخرت کا کوچ کرنا پڑیگا غرضکہ
حج کا حال مشابہ سفر آخرت کے ہے اب نظر کرلے کہ حج کی سواری اس قابل ہے کہ سفر آخرت کی سواریکا
توشہ ہو سکے کیونکہ سفر آخرت آدمی سے بہت ہی قریب ہے کیا معلوم کہ موت قریب ہو اور اونٹ کی سواری
سے پہلے تابوت پر سوار ہو جائے **احرام** کی دونون چادرون کے خریدنے کے وقت اپنے کفن کو
اور اوسمین اپنے لپٹنے کو یاد کرے کیونکہ احرام کی چادر اور تہمد تو اوسوقت باندھیگا کہ خانہ کعبہ کے نزدیک
ہوگا اور کیا عجب ہے کہ یہ سفر پورا نہو اور اللہ تعالی سے ملاقات کفن مین لپٹے ہوئے ہونا بے شک ہے

توجسطرح کہ خداکے گھر کی زیارت بدون مخالفت لباس وہیئت معمولی کے نہین ہوتی ہے اسیطرح زیارت خدابھی بعد مرنے کے بجز اس صورت کے نہوگی کہ لباس مخالف لباس دنیاکے ہو اور احرام کا کپڑا کفن کے کپڑے کے مشابہ بھی ہے کہ نہ وہ سیا ہوا ہوتا ہے اور نہ یہہ شہر سے نکلنے مین یہ جانے کہ مین اپنے اہل و وطن سے جدا ہوکر ایسے سفر مین خداکیطرف متوجہ ہوتا ہون جو دنیاکے سفر دنیا کے مشابہ نہین ہے تو اب یہ سوچے کہ مین کیا ارادہ کرتا ہون اور کہان جاتا ہون مین تو شہنشاہ کیطرف اوسکی زیارت کرنیوالون کے زمرہ مین متوجہ ہون جو ندا کے ساتھہ حاضر ہوئے اور جنکو شوق دلایا گیا تو مشتاق ہوگئے اور جنکو جانے کا حکم ہوا تو قطع علائق و ترک خلائق کرکے اوسکے گھر کی طرف جو عظیم الشان رفیع القدر ہے متوجہ ہوئے تاکہ رب البیت کی زیارت کے عوض اوسکی زیارت سے دل بھلائین یہانتک کہ نہای آرزو تک پہنچ جائین اور اپنے مالک کے دیدار سے اپنی مراد پائین اور اپنے دلمین توقع رسائی و قبول کی کرین نہ یہ کہ اپنے عملون پر بھروسا ہو کہ ہم اتنی دور سے گھر چھوڑکر آئے ہین اور اللہ پر اپنا احسان رکھین بلکہ اللہ کے فضل و کرم و رحم پر بھروسا کرین اور یہ توقع کرین کہ اگر ہم خانۂ کعبہ تک نہ پہنچے اور اثناء راہ ہی مین طعمۂ اجل مسمی ہوگئے تو اللہ پاک سے ملنا ایسے حال مین ہوگا کہ ہم اوسکے پاس جارہے ہین کیونکہ اوسنے خود یہ فرمایا ہے ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ و رسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ **جنگل** مین گھسکر میقات تک گھاٹیون کے دیکھنے مین وہ احوال یاد کرے جو بوجہ موت دنیا سے نکلکر میقات قیامت تک ہونگے اوسکے ہر ایک حال و ہول کو اسکی کیفیت سے مناسب کرے مثلاً رہزنونکی دہشت سے منکر نکیر کے سوال کی دہشت کو یاد کرے جنگل کے درندون سے قبر کے سانپ بچھو کیڑے مکوڑے خیال مین لائے گھربار اقارب سے جدا ہونے کو قبر کی وحشت و سختی و تنہائی دھیان کرے وعلی ہذا القیاس **میقات** پر احرام باندھنے و لبیک کہنے سے یہ جانے کہ لبیک کے معنی یہ ہین کہ خدا کی پکار پر یہ کہتا ہے کہ مین حاضر ہون تو اسدم یہ توقع کرے کہ یہ جواب قبول ہو اور ڈرے کہ کہین اوسطرف سے یہ نہ کہدیا جائے لا لبیک ولا سعدیک لہذا متردد رہنا درمیان

خوف ورجا کے ضرور رہے اور اپنی تاب وطاقت سے جدا ہوکر اللہ کے فضل وکرم پر تکیہ کرے کیونکہ وقت
لبیک کہنے کا شروع ہے حج کا اور وہ جائے خطرناک ہے اور لبیک کہنے والا جب یہ جانے کہ مین جواب
مین واذن فی الناس بالحج کے یہ جواب دیتا ہون تو یہ بھی سوچے کہ صور کے پھکنے پر لوگ اسیطرح
پکارے جائینگے اور قبرون سے نکلکر میدان قیامت مین جمع ہونگے اور اللہ کی پکار کا جواب دینگے
پھر اونکی بہت سی قسمین ہونگی کوئی مقرب ہوگا کسی پر غصہ ہوگا کوئی مقبول ٹھہریگا اور کوئی مردود
اور ابتدا مین درمیان خوف ورجا کے متردد ہونگے جیسے میقات مین حاجیون کو تردد ہوتا ہے کہ حج
کا پورا ہونا اور مقبول ہونا معلوم نہین کہ میسر ہوگا یا نہین **مکہ معظمہ** مین داخل ہونے کے وقت یہ
خیال کرے کہ اب مین حرم امون مین پہنچگیا اور اللہ سے متوقع ہو کہ بدولت اس پہنچنے کے مجھکو عذاب
سے محفوظ رکھیگا اور اس بات کا ڈر کرے کہ مبادا اگر مین لائق قرب کے نہوا تو حرم مین آنے سے کہین
مستحق غضب کا نہ ٹھہرون مگر غلبۂ رجا سب اوقات مین بہتر ہے کہ اسکا کرم عام ہے اور کعبہ کا شرف
بہت بڑا ہے آنے والے کے حق کی رعایت ہی کیا کرتے ہین اور پناہ دُوہائی دینے والے کی حرمت تلف
نہین کیجاتی ہے ؏

	العفو یرتجی من بنی آدم		فکیف لا یرتجی من الرب	

کعبہ معظمہ پر نظر کرنیکے وقت دلمین اوسکی عظمت وجلالت کو حاضر کرے اور فرض کرے کہ گویا
رب البیت کو دیکھ رہا ہے اور متوقع ہو کہ خدا نے جسطرح اپنے گھر معظم کا دیکھنا مجھکو نصیب کیا ہے اسیطرح
اپنا دیدار بھی وہان روزی کریگا اور اللہ کا شکر بجالائے کہ اوسنے اس رتبہ کو پہنچایا اور اپنے پاس آنیوالون
مین داخل کیا اوسوقت یہ بھی دھیان کرے کہ قیامت مین سب لوگ جنت کی طرف بتوقع دخول اسیطرح
جھکینگے پھر اونکے دو فریق ہونگے بعض کو اجازت اندر جانے کی ہوگی اور بعض کو ٹالدیا جائیگا جیسے
حاجیون کے دو فریق ہوتے ہین کہ بعض کا حج مقبول اور بعض کا مردود نامنظور ہوتا ہے جو احوال
حج مین پیش آوین اونکو دیکھکر یاد سے امور آخرت کی غفلت نکرے کیونکہ حالات حجاج کے حالات
آخرت پر دلیل ہین **طواف کعبہ** کو نماز تصور کرکے وقت طواف کے تعظیم وخوف ورجا ومحبت

کو دہین حاضر کرے آدمی بسبب طواف کے اون ملائکہ مقربین کے مشابہ ہوجاتا ہے جو ار دگرد عرش مجید کے
گھومتے ہین طواف سے کچھہ یہی مقصود نہین ہے کہ آس پاس کعبہ کے پھرے بلکہ یہ ہے کہ آدمی کا دل
ذکر رب کعبہ کرے یہانتک کہ آغاز و انجام اوسی پر ہو جیسے کہ بدایت و نہایت طواف کی بیت پر ہوتی
ہے عمدہ طواف دل کا گرد حضرت ربوبیت کے ہے خانہ کعبہ اس عالم ظاہری مین ایک نمونہ اوس
دربار کا ہے کیونکہ وہ عالم باطن مین ہے اور آنکھہ سے نظر نہین آتا جیسے کہ عالم ظاہری مین بدن دل کا
نمونہ ہے کیونکہ دل عالم غیب مین ہے اور آنکھہ سے محسوس نہین ہوتا یہ عالم ظاہری ایک زینہ ہے اوس
عالم غیب کا اوس شخص کے لیئے جسپر اللہ اس دروازے کو کھولدے اسیطرف یہ اشارہ ہے کہ بیت المعمور
آسمان مین کعبہ کے مقابل ہے اور فرشتے اوسکا طواف اوسیطرح کرتے ہین جسطرح کہ آدمی کعبہ کا طواف
کرتے ہین لکن جو کہ اکثر خلق کا رتبہ اس جیسے طواف سے قاصر ہے ناچار اپنے مقدور بھر اون ملائکہ
سے مشابہ ہونے کے لیئے انکو حکم ہوا ہے کہ یہ بھی اوسیطرح چکر مارین اور یہ وعدہ ہوگیا کہ من تشبہ
بقوم فھو منھم **حجر اسود** کے بوسہ دینے کے وقت یہ اعتقاد کرے کہ اللہ پاک سے اوسکی طاعت
بجالانے پر بیعت کرتا ہون اور پورا ارادہ کرے کہ مین اس عہد کو وفا کرونگا کیونکہ جو کوئی بیعت
مین دغا کرتا ہے وہ مستحق غضب کا ہوتا ہے حدیث مین اس کالے پتھر کو اللہ کا دہنا ہاتھہ فرمایا
ہے جس سے اپنے بندون کے ساتھہ وہ مصافحہ کرتا ہے **پردۂ کعبہ** کو پکڑنے اور ملتزم سے
چمٹنے کے وقت یہ نیت کرے کہ گھر اور گھر والے کی محبت و شوق مین قرب کا طالب ہون اور بدن
کے لگنے کو موجب برکت سمجھے اور یہ توقع کرے کہ جو عضو کعبہ سے ملجائیگا وہ انشاء اللہ تعالی آگ
سے محفوظ رہیگا اور پردہ پکڑنے مین یہ نیت ہو کہ طلب مغفرت و امان مین الحاح کرتا ہون جسطرح
کوئی خطاوار جسکا قصور کرتا ہے اوسکے دامن سے لپٹتا ہے اور واسطے عفو تقصیر کے اوسکے سامنے
خوار زار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا ٹھکانا سوا تیرے اور کہین نہین ہے اب مین تیرا دامن نچھوڑونگا جبتک
خطا معاف نہوگی اور آیندہ کو امن نہ ملیگا **سعی** درمیان صفا و مروہ کے ایسی ہے جیسے غلام جو کہ مین
محلسرای شاہی کے بار بار آتا جاتا ہو اس نظر سے کہ خدمت مین بادشاہ کے اپنا خلوص ظاہر کرے

اور نظرِ رحمت سے سرفراز ہویا جیسے کوئی پاس کسی بادشاہ کے جائے اور پھر باہر نکلے اور نجانے کہ بادشاہ اوسکے حق مین کیا حکم دیگا قبول یا رد کا تو وہ بار بار چوک مین دربار کے آئے جائے اس امید پر کہ اگر پہلی بار رحم نہوا تو دوسری بار وہ رحم کریگا وقت سعی کے یہ خیال کرے کہ میدان قیامت مین ترازو کے دونون پلون کے بیچ مین اسی طرح پہرنا ہوگا صفا کو حسنات کا پلہ سمجھے مروہ کو سیئات کا پلہ دیکھئے کونسا پلہ غالب رہتا ہے اور کونسا مغلوب عذاب و مغفرت مین تردد کرے کہ انمین سے کسکا مستحق ہوتا ہون اللہم اغفر **عرفات** پر ٹہیرنے مین جب لوگونکا ازدحام اور آوازون کا بلند ہونا اور زبانون کا اختلاف اور مشاعر کی آمد و رفت مین ہر ایک فرقہ کا اپنے اپنے اماموں کے قدم بقدم چلنا دیکھے تو یہ یاد کرے کہ میدان قیامت مین بھی تمام امتین مع انبیاء علیہم السلام کے اسیطرح اکٹھی ہونگی اور ہر امت اپنے نبی کی پیروی کرے گی اور شفاعت انبیاء کی طامع ہوگی اور قبول و رد کے باب مین حیران رہیگی سو یہ خیال اوسکو گزرے تو دلکو منکسر اور طرف اللہ کے راجع کرے تاکہ اہل فلاح و فرقہ مرحوم کے ساتھ حشر ہو پھر اسجگہہ اپنی رجا کو قبول ہی سمجھے کیونکہ یہ میدان شریف ہے اور دربار جلال سے رحمت الٰہی اوترتی ہے اوسکے آنیکا ذریعہ یہی اوتاد و ابدال کے دلہاے عزیز ہوتے ہین یہ میدان انسے خالی نہین رہتا اور گروہ صلحاء بھی وہان ضرور ہوتے ہین سو جب اون لوگونکی ہمتین جمع ہوکر اونکے دل انکسار و زاری کرتے ہین اور اللہ کیطرف اپنے ہاتھہ پھیلاتے ہین اور گردنین جھکاتے ہین اور طلب رحمت مین ہمت کے ساتھہ طرف آسمان کی نگاہ کرتے ہین تو اب یہ گمان نکرے کہ وہ اپنی امید مین محروم رہینگے اور اونکی کوشش بیکار جائے گی بلکہ اونپر وہ رحمت اوترتی ہے کہ سب کو ڈھانپ لے اسی لئے یہ کہا ہے کہ بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی عرفات مین حاضر ہوکر یہ گمان کرے کہ اللہ نے میری مغفرت نہین کی غرضکہ نزول رحمت کا طریق اسکے برابر اور کوئی نہین کہ ہمتین جمع ہون اور ایک وقت مین ایک زمین پر دل مددیکدیگر کی کرین۔

رمی جمار مین یہ قصد کرے کہ واسطے اظہار بندگی و غلامی کے اس امر کی طاعت کرتا ہون اور محض تعمیل ارشاد کے لئے طیار ہوتا ہون بدون اسکے کہ اس فعل مین کچھہ عقل و نفس کا حظ ہو پھر حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی مشابہت کا قصد کرے کہ اوس مقام پر آپکو شیطان لعین ظاہر ہوا تھا کہ آپکے حج مین کچھہ شبہہ ڈالے یا کسی معصیت مین مبتلا کرے اللہ نے حکم دیا کہ اُسکے دور کرنے اور اوسکی امید قطع کرنے کو اوسکو کنکر مارو اسلئے کوشش و مضبوطی کے ساتھہ شیطان کے ذلیل کرنے کی نیت سے کنکر مار کر اوسکو اپنے نفس سے دور کرے اگرچہ اونکو شیطان نظر آیا تھا اور اسکو نہین آتا گو ظاہر مین یہ کنکر پتھر پر مارتا ہے لکن واقع مین شیطان کے مُنہ پر مارتا ہے اور اوسکی پشت توڑتا ہے ہدی کے ذبح کرنے کے وقت یہ جانے کہ یہ کام بسبب بجا آوری حکم کے موجب تقرب کا ہے اور یہ توقع کرے کہ اللہ اوسکے ہر جزء کے عوض مین میری ہر جزء کو آگ سے آزاد کریگا کیونکہ وعدہ اسیطرح ہوا ہے پس ہدی جتنی بڑی ہو گی اوتنے ہی اوسکے اجزا بہت ہون گے اوسیقدر آگ دوزخ سے رہائی کیصورت زیادہ متصور ہے **مدینہ منوّرہ** کی دیوارون پر جب نظر پڑے تو یہ دھیان کرے کہ یہ وہ شہر ہے کہ اللہ نے اوسکو اپنے نبی صلی اللہ و آلہ وسلم کے لئے پسند فرمایا ہے اور اُسکو آپکا دار الہجرۃ بنایا ہے یہ وہ جگہہ ہے جہان آپنے اللہ کے فرائض و سُنن مشروع فرمائے تھے اور اعداء خدا سے جہاد کیا تھا اور خدا کے دین کو ظاہر کیا تھا یہانتک کہ اللہ نے آپکو اپنے جوار رحمت مین بلا لیا آپکی قبر مطہر اوسمین مقرر کی اور آپ کے دو وزیرونکی قبر جو بعد آپکی بجا آوری حقمین کامل تھے اُسی شہر مین ٹہیرائی پھر سوچے کہ آپکے قدم مدینۂ منورہ مین چلتے پھرتے وقت پڑتے ہونگے اور کوئی جگہہ پاؤن رکہنے کی ایسی نہین ہے جہان آپ کے قدم مبارک نہ آئے ہون اِس خیال کے بعد جو پاؤن رکہے وقار و خوف کے ساتھہ رکہے اور پھر رفتار مین آپکی فروتنی و وقار کا لحاظ کرے اور یہ کہ اللہ نے اپنی معرفت کسدرجہ آپکو دی تھی اور آپکے ذکر کو کیسا اونچا کیا ہے کہ اپنے ذکر کے ساتھہ ملایا اور جو کوئی آپکی تعظیم نکرے گو آپکی آواز پر اپنی آواز ہی اونچی کرنیسے وہ ترک تعظیم کیون نہو تو اللہ تعالیٰ اوسکے عمل باطل کردے گا پھر یہ خیال کرے کہ اللہ نے اون لوگون پر بڑا احسان کیا ہے جنہون نے آپکی صحبت پائی اور مشاہدۂ جمال و استماع اقوال و ملاحظۂ احوال و اعمال سے سعادت حاصل کی اور اپنے حال پر نہایت افسوس کرے کہ یہ دولت

ہمکو نہ ملی اور نہ آپکے اصحاب کی صحبت نصیب ہوئی دنیا مین تو ہمنے آپکو نہ دیکھا اور آخرت کے دیکھنے مین شبہہ ہے شاید آپکی زیارت نگاہ حسرت ہی سے ہو کہ اعمال بد کے باعث ہمکو قبول نفرماتے جسطرح حدیث انس و ابن مسعود مین مرفوعًا آیا ہے کہ کچھہ لوگ میرے سامنے لائے جائینگے وہ یا محمدؐ یا محمدؐ کہینگے مین کہونگا الٰہی یہہ میرے اصحاب ہین حکم ہوگا کہ تمکو معلوم نہین کہ تمہارے بعد انہون نے کیا کام کیا تب مین کہونگا کہ الگ ہو دور ہو رواہ الشیخان پس اگر اسکنے بہی آپکی شریعت کی توقیر نکی ہوگی اور سنت کی قدر نسمجھی ہوگی اور بدعت کو ترجیح دی ہوگی گو ایک ہی دقیقہ مین کیون نہو تو یہ بھی اس بات سے مامون نہین ہے کہ اسکے اور آپکے درمیان مین دوری و حجاب نہو جائے اور آپکے طریق سے علیحدہ پڑ جائے معہذا تائب ہو کر یہ توقع رکھے کہ اللہ اسکے اور آپکے درمیان مین دوری نڈالے کیونکہ اسکو ایمان روزی کیا ہے اور آپکی زیارت کے لئے وطن سے اوٹھا کر وہانتک لایا ہے کوئی تجارت یا حظّ دنیا اسکو مقصود نہ تھا فقط آپکی محبت اور آپکے آثار شریفہ کے دیکھنے کا شوق ہوا جیسے مسجد نبوی و مسجد قبا اسلئے کہ جب آپکا دیکھنا نصیب نہوا تو اسکے نفس نے اسی پر قناعت کی کہ آپکی مسجد شریف ہی مین حاضر ہو کر آپکی قبر کی دیوار ہی نظر پڑے ع

	غریبی گر روی بشہر و دیار		روی در مسجد بصفا کن	
	دوست را گر نمیتوانی دید		خانهٔ دوست را تماشا کن	

جب خدا نے یہ سامان کر دیا تو اب اوسکی رحمت کے لایق یہی ہے کہ وہ اسکی طرف نظر رحمت سے دیکھیگا پھر جب مسجد نبوی مین آئے تو یہ دہیان کرے کہ یہ وہ جگہہ ہے جسکو اللہ تعالی نے اپنے نبی اور افاضل مسلمین کے لئے تجویز کیا تھا اللہ کے فرائض اوّل اسی مقام پر ادا ہوئے تھے یہی زمین ہے جسمین تمام مخلوق سے بہتر لوگ حالت حیات و حالت ممات مین جمع ہین اب یہ توقع کرے کہ اللہ اسپر بھی رحم ہی کرے گا پہر مسجد مین خشوع و تعظیم سے داخل ہو پہر حضرت کے منبر شریف کے پاس آئے اور یہہ خیال کرے کہ گویا آپ منبر پر چڑہے کہڑے ہین اور مہاجرین اور انصار

آپکے گرد حلقہ کئے ہوئے ہین اور آپ اونکو خطبہ مین اللہ کی طاعت کی ترغیب وہمت دلاتے ہین
اور اوسکی نافرمانی سے روکتے وڈراتے ہین غرضنکہ حج کے اعمال مین دل کا وظیفہ یہ ہے جو مذکور
ہوا جب اعمال حج سے فارغ ہو چکے تو اپنے دل پر رنج وخوف کا التزام کرے کیونکہ یہ معلوم
نہین کہ حج قبول ہوا اور یہ زمرۂ محبوبین مین رہا یا حج مردود ہوا اور نکالے ہوؤن مین ملایا گیا
اور یہ بات اپنے دل اور اعمال سے معلوم کرلے یعنی حج کے بعد اگر اپنے دل کو ایسا پائے کہ دنیا سے
زیادہ کنارہ کرنے لگا اور انس باللہ کیطرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور اوس سے اعمال مطابق میزان
شریعت کے سنجیدہ صادر ہوتے ہین تو قبول ہونیکا اعتماد کرے کیونکہ اللہ اوسی شخص کا حج قبول کرتا
ہے جسکو دوست رکھتا ہے اور جسکو دوست رکھتا ہے اوسیکا متولی ہوتا ہے اور اپنی محبت کے آثار
اوسپر ظاہر کرتا ہے اور اپنے دشمن ابلیس کا دباؤ اوسپر سے ہٹا دیتا ہے تو جب اسطرح کی باتین ظاہر
ہونگی تو معلوم ہوگا کہ حج قبول ہوا اور اگر خدانخواستہ معاملہ بالعکس ہو تو عجب نہین کہ اس سفر سے
آدمی کو سوای رنج ومشقت کے اور کچہہ حصول ووصول نہوا عاذنا اللہ من ذلک۔

خاتمۃ الرسالۃ

یہ خاتمہ اس بیان مین ہے کہ **ان پانچون بنیاد اسلام کا ایک حکم ہے** یعنی تارک
ومنکر انکا کافر ہے اس کفر مین کچہہ تفاوت ترک نماز وغیرہ کا نہین ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے
والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یہودی ولا نصرانی ثم
یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم یہ
دلیل ہے اسپر کہ جو کوئی حضرت پر ایمان نہ لائیگا اور وہ توحید جسکو حضرت لیکر آئے ہین اوسکا انکار
کرے گا تو وہ ناری ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اقرار کرنا دونون کلمۂ شہادت کا اور یقین لانا اسپر سچے
دل سے فرض عین ہے ہر انسان پر خواہ کتابی ہو یا غیر کتابی ابن عمر کا لفظ مرفوعاً یہ ہے امرت
ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ

ویوتوا الزکوۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ متفق علیہ اس سیاق مین شھادت ونماز وزکوۃ کو ایک ہی سلک مین منتظم کیا ہے اور سب کا ایک ہی حکم رکھا ہے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ عصمت جان ومال کی ان تینون امر کے قبول کرنے اور بجالانے پر یکسان ہے اگر ایک امر بھی انمین سے موجود نہوگا تو پھر عصمت بھی باقی نرہیگی ترک نماز وزکوۃ پر بھی مثل ترک شہادت کے مقاتلہ ہو سکتا ہے ولہذا جب سفیان ثقفی نے کہا یا رسول اللہ قل لی فی الاسلام قولا لا اسأل عنہ احد ابعدک آپنے فرمایا قل امنت باللہ ثم استقم رواہ مسلم معلوم ہوا کہ صحت اسلام کی بدون استقامت کے نہین ہوتی ہے جابر کا لفظ رفعا یہ ہے بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ رواہ مسلم واحمد دوسرا لفظ مسلم کا یون ہے بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ نسائی کا لفظ یہ ہے لیس بین العبد وبین الکفر الا ترک الصلوۃ ترمذی کا لفظ یہ ہے فان بین الکفر والایمان ترک الصلوۃ یہ دلیل ہے اسپر کہ نماز نہ پڑہنا کفر ہے حدیث بریدہ مین فرمایا ہے العہد الذی بیننا وبینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ یہ حدیث بہ نسبت حدیث اول کے دلالت مین واضح تر ہے کفر تارک نماز پر عبداللہ بن عمرو رفعا کہتے ہین کہ حضرت نے ایکدن ذکر نماز کا کیا پھر فرمایا من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان مراد محافظت سے یہ ہے کہ کسی وقت کی نماز بھی عمدا کسی حالت مین ترک نہو اگر ایک نماز بھی عمدا نہ پڑہیگا تو نور وبرہان ونجات سے محروم ہوکر حشر اوسکا ہمراہ کفار کے ہوگا یہ دلیل ہے اسپر کہ غیر محافظ نماز کا کافر ہوتا ہے اگرچہ گاہ گاہ نماز پڑہتا ہو عبداللہ بن شقیق کا لفظ یہ ہے کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوۃ رواہ

الترمذی آبو الدرداء کا لفظ یہ ہے اوصانی خلیلی ان لا تشرک باللہ وان قطعت وحرقت ولا تترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمدًا فمن ترکہا متعمدًا فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانہا مفتاح کل شر رواہ ابن ماجۃ اس حدیث مین ترک نماز کو عمدًا برابر شرک و شرب خمر کے ٹھیرایا ہے گویا ان تینون امر کا ایک ہی حکم ہے و لہذا دوسری حدیث مین شارب خمر کو مثل عابد وثن کے فرمایا ہے عبادہ بن صامت کہتے ہین وصیت کی مجھکو میرے خلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات خصلتون کی فرمایا لا تشرکوا باللہ شیئًا وان قطعتم او حرقتم او صلبتم ولا تترکوا الصلوٰۃ متعمدین فمن ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد خرج من الملۃ ولا ترکبوا المعصیۃ فانہا سخط اللہ ولا تشربوا الخمر فانہا رأس الخطایا کلہا الحدیث رواہ الطبرانی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوٰۃ ابن القیم نے کتاب الصلوٰۃ مین بھی یہی تحقیق کیا ہے کہ ترک ایک نماز کا عمدًا کفر ہے اگر فی الفور تائب نہو تو گردن مارا جا کر مقابر مسلمین مین دفن نہو ابن عباسؓ کی جب بینائی جاتی رہی لوگون نے کہا ہم تمہاری دوا کرینگے لیکن کئی دن تم نماز نہ پڑھو کہا یہ ہرگز نہین ہوسکتا حضرت نے فرمایا ہے من ترک الصلوٰۃ لقی اللہ تعالی وھو علیہ غضبان رواہ الطبرانی فی الکبیر حدیث معاذ بن جبل مین فرمایا ہے ولا تترک الصلوٰۃ متعمدًا فانہ من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد برئت منہ ذمۃ اللہ رواہ الطبرانی فی الاوسط زیاد بن نعیم کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہے اربع فرضہن اللہ فی الاسلام فمن اتی منہن بثلاث لم یغنین عنہ شیئًا حتی یاتی بہن جمیعًا الصلوٰۃ والزکوٰۃ وصیام رمضان وحج البیت رواہ احمد وھو مرسل یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جو کوئی نماز زکوٰۃ صوم حج مین سے کسی ایک فرض کو بھی ترک کرے گا تو باقی فرائض کا ادا کرنا اوسکو کچھ مفید نہوگا آدمی مسلمان جب ہی سمجھا جاتا ہے کہ ان سب فرائض کو یکسان وقت قدرت کے ادا کرے یہ اور بات ہے کہ کسی شخص پر زکوٰۃ بسبب افلاس کے سرے سے فرض ہی نہو یا بوجہ عدم استطاعت زاد و راحلہ کے فرض حج اوسپر لازم نہ آئے یا بسبب بیماری یا سفر کے روزہ نہ رکھے لکن پھر اوسکی قضا کرنا ہوگا محمد بن نصر

مروزی کہتے ہین مینے اسحٰق کو سُنا وہ کہتے تھے کہ صح عن النبی صلعم ان تارک الصّلوۃ
کافر ولھذا کان رأي أهل العلم من لدن النبی صلعم ان تارک الصّلوۃ عمدًا
من غیر عذر حتی یذھب وقتھا کافر اور حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا ہے
کہ اونہون نے کہا ترک الصّلوۃ کفر لا یختلف فیہ انتھی مصعب بن سعد نے کہا ہے مینے اپنے
باپ سے کہا ای باپ اس آیت کے کیا معنی ہین الذین ھم عن صلوتھم ساھون
ہم مین وہ کون شخص ہے جسکو نماز مین سہو نہین ہوتا ہے یا حدیث نفس نہین کرتا ہے کہا یہ مطلب
نہین ہے مراد سہو سے اسجگہہ اضاعت وقت ہے بعضا آدمی لہو مین لگا رہتا ہے یہانتک کہ
وقت نماز کا ضائع ہو جاتا ہے رواہ ابو یعلی ابن عباس کا لفظ رفعًا یہ ہے من جمع بین الصّلوتین
من غیر عذر فقد اتی بابًا من ابواب الکبائر رواہ الحاکم پس جبکہ دو نمازون کو
ایک وقت مین بلا عذر جمع کرنا گناہ کبیرہ ٹہیرا تو جسنے کوئی نماز سری ہے سے ضائع کر دی ہے
وہ بالاولی مرتکب اکبر کبائر یعنی کفر کا ہوگا حدیث طویل سمرہ بن جندب مین آیا ہے کہ حضرت
نے خواب مین دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہے اور دوسرا آدمی اوسکے سر پر ایک پتھر لئے ہوئے
کہڑا ہے وہ اوس پتھر سے اوسکے سر کو پھوڑتا ہے جب وہ پتھر لڑک جاتا ہے تو پہر اوسکو اوٹھا
لاتا ہے اتنے مین اوسکا سر درست ہو جاتا ہے جیساکہ پہلے تھا یہ پہر اوسکے سر پر وہ پتھر مارتا ہے
جسطرح کہ اول اوسکو زخمی کیا تھا جب حضرت نے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے فرشتون نے کہا
یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھکر اوسکا پڑہنا چھوڑ دیتا ہے اور نماز فرض سے سو رہتا ہے۔
رواہ البخاری اسکے دو معنی ہین ایک یہ کہ بے نماز پڑہے سو رہا وہ نماز ضائع گئی دوسرے
یہ کہ سوتا رہا اور نماز کے لئے نہ اوٹھا یہانتک کہ وقت نکل گیا اول اظہر ہے ابو محمد بن حزم کہتے
ہین عمر و عبد الرحمن بن عوف و معاذ بن جبل و ابی ہریرہ وغیرہ صحابہ سے مروی ہے کہ جس نے
ایک نماز فرض عمدًا چھوڑ دی یہان تک کہ وقت نکلگیا تو وہ کافر مرتد ہے ان صحابہ کا کوئی مخالف
معلوم نہین ہوتا یعنی اسپر اونکا اجماع ہے حافظ عبد العظیم منذری کہتے ہین ایک جماعت صحابہ و

من بعدہم کا مذہب یہی ہے کہ جسنے نماز کو متعمداً ترک کیا یہانتک کہ سارا وقت اوسکا جاتا رہا وہ
کافر ہے ابن مسعود و ابن عباس و جابر بن عبد اللہ و ابو الدرداء اسی طرف گئے ہین اور یہی مذہب
ہے امام احمد و اسحق بن راہویہ و ابن مبارک و نخعی و حاکم و حکم بن عتیبہ و ایوب سختیانی و ابو داؤد
طیالسی و ابو بکر بن ابی شیبہ و زہیر بن حرب وغیرہم کا انتہی یہ ذکر تارک نماز فرض کا تھا اب حکم تارک
زکوۃ کا سنو حدیث علی مرتضی مین مرفوعاً حقمین اون اغنیاء کے جو زکوۃ نہین دیتے ہین یون آیا ہے
الا وان اللہ یحاسبہم حسابا شدیدا ویعذبہم عذابا الیما رواہ الطبرانی
فی الصغیر والاوسط وروی عن علی موقوفا علیہ وھو اشبہ اور حدیث مسروق
مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ لاوی صدقہ ملعون ہے زبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دن قیامت
کے رواہ ابن خزیمۃ منذری نے کہا لاوی الصدقۃ ھو المماطل بہا الممتنع من ادائہا
یعنی مراد اس سے وہ شخص ہے جو کہ زکوۃ دینے مین دیر لگاتا ہے یا سرے سے دیتا ہی نہین ہے حدیث
ابو ہریرہ مین رفعاً منجملہ اون تین شخصون کے جو سب سے پہلے دوزخ مین جائینگے ایک وہ صاحب
ثروت و مالدار ہے جو اللہ کا حق اپنے مال مین ادا نہین کرتا ہے رواہ ابن خزیمۃ مراد اس حق سے
زکوۃ مال کی ہے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے امرنا باقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ومن لم یزک
فلا صلوۃ لہ رواہ الطبرانی فی الکبیر مرفوعا والاصبہانی معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے والے
کی نماز قبول نہین ہوتی ہے دوسری روایت مین یون ہے من اقام الصلوۃ ولم یوت الزکوۃ
فلیس بمسلم ینفعہ عملہ اسمین نفی کی ہے اسلام کی اوس شخص سے جو نماز پڑہتا ہے لیکن زکوۃ
نہین دیتا عمارہ بن حزم نے مرفوعاً کہا ہے اربع فرضہن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلاث
لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بہن جمیعا الصلوۃ والزکوۃ وصوم رمضان وحج البیت
رواہ احمد اسمین حجت ہے اس بات پر کہ اگر ایک شخص نماز روزہ کرتا ہے اور اوسنے حج بھی ادا
کیا ہے مگر زکوۃ نہین دیتا ہے تو اوسکے یہ سارے اعمال برباد ہین وہ مسلمان نہین سمجھا جائیگا۔
زکوۃ ایسی چیز ہے جسکے نہ دینے سے قحط سالی ہوتی ہے ایک جہان اوس بلا مین مبتلا ہو جاتا ہے

حدیث بریدہ مین فرمایا ہے ما منع قوم الزکوٰۃ الا ابتلاہم اللہ بالسنین رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواتہ ثقات ۵

ابر ناید از پے منع زکوۃ		از زنا افتد وبا اندر جہات	

یہ انجام منع زکوۃ کا تو دنیا مین ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے علیحدہ ہے حدیث طویل ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت کا گزر ہمراہ جبریل علیہ السلام کے ایک قوم پر ہوا کہ جنکی اگاڑی پچھاڑی لگی تھی وہ مثل چوپایونکے ضریع وزقوم ورضف جہنم کیطرف چرنے کو چھوڑے جاتے تھے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو اپنے اموال کی زکوۃ نہ دیتے تھے الحدیث رواہ البزار ترک روزہ کے باب مین پہلے حدیث زیاد بن نعیم وحدیث عمارہ بن حزم مرفوعًا گزر چکی ہے او نمین ترک روزہ کو برابر ترک نماز وزکوۃ وحج کے قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ معصیت ترک مین یہ سب فرائض یکسان ہین اور حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقضہ صوم الدھر کلہ وان صامہ رواہ الترمذی یہ دلیل ہے اسبات پر کہ ترک کرنا صوم کا بلا عذر کے معصیت کبریٰ ہے جسکا بدل صوم دہر بھی نہین ہو سکتا رہا عذاب اس ترک کا سو حدیث طویل ابوامامہ باہلی مین قصہ حضرت کے خواب کا آیا ہے کہ ایک پہاڑ پر آپکو لیگئے وہان سخت آوازین سنین، پوچھا کہ یہ چیخنا چلانا کیسا ہے کہا یہ بھونکنا ہے اہل نار کا پھر ایک دوسری قوم دیکھی جو اولٹی لٹکی ہوئی تھی اونکی باچھین پھٹی ہوئی تھین اونمین سے خون جاری تھا پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو افطار کرتے ہین قبل تحلت صوم کے رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان اب ترک حج کا حال سنو حدیث علی مرتضی مین فرمایا ہے من ملک زادًا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ الحرام فلم یحج فلا علیہ ان یموت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا وذلک ان اللہ تعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا رواہ الترمذی اس آیت شریف سے فرضیت حج کی ہر مستطیع سبیل یعنی مالک زاد وراحلہ پر ثابت ہوئی اور

اور حدیث سے کفر تارک حج کا باوجود استطاعت مذکور کے متحقق ہوا اور احادیث گزشتہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حکم حج و نماز و روزہ و زکوۃ کا فرضیت اور کفر ترک مین ایک ہی ہے بلا کسی تفاوت کے پس جب کہ یہ بات معلوم ہو گئی تو اب اہل زمان پر یہ امر بھی مخفی نہین ہے کہ جو لوگ عموماً آپکو مسلمان کہتے ہین اونمین اکثر کا یہ حال ہے کہ وہ ان اعمال کو بطور فقہاء کے بھی بجا نہین لاتے ہین پھر اسکا کیا ذکر ہے کہ طریقۂ علماء آخرت پر اونکو ادا کرین اگر یہ لوگ طریقۂ علماء ظاہری پر ان اعمال کو بجا لاتے تب بھی رتبۂ فائزین سے نازل رہتے چہ جای اسکے کہ یہ نماز و روزہ حج و زکوۃ انکا مطابق احکام فقہ کے بھی نہین ہے کیونکہ سو طرح کے قصور و فتور اونمین طریقۂ علماء ظاہر پر واقع ہوتے ہین اور یہہ لوگ کچھہ اوسکی پروا نہین کرتے ہین

ای فسق و فجور کار هر روزهٔ ما ‏— وی پر ز حرام کاسه و کوزهٔ ما
میخندد روزگار و میگرید عمر ‏— بر طاعت و بر نماز و بر روزهٔ ما

ہم اللہ پاک سے جسکی توحید الوہیت و ربوبیت کا ہمنے سچے دل سے اعتراف کیا ہے اور حضرت کے رسول ہونے پر شہادت صادقہ دی ہے سوال کرتے ہین کہ ہمکو توفیق بجا آوری ان اعمال فرائض کی اوسیطرح پر بخشے جسطرح کہ ہمارے سلف ائمہ و صلحاء خلف کو بخشی تھی اور جو آفات ہماری نماز و روزہ و زکوۃ و حج مین خطرات و وساوس و حدیث نفس سے عارض و لاحق ہوتے ہین اور شیطان لعین جو ہماری رگونمین ہر دم خون کیطرح دوڑتا پھرتا ہے ہمکو اوسکے مکائد و مصائد سے امن کلی عطا فرماکر اپنی رحمت کاملہ سے ہمکو مصداق اس آیت شریف کا بنا دے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اسجگہہ مین اپنی اولاد کو نصیحت و وصیت کرتا ہون کہ وہ بعد تحصیل مقدار ضروری علم فقہ سنت کے علم حدیث و تفسیر پر عبور کرین بعدہ کتب اہل معرفت کی سیر کرکے اہلیت علم باطن کی بہم پہنچائین فقط پوست پر قناعت نکرین جستجوی مغز مین بھی رہین اور جہانتک ہو سکے اخلاق قبیحۂ مذمومہ کو خصال محمودۂ حسنہ سے مبدل کرین کہ یہ ایک ادنی درجہ ہے مدارج آخرت سے رہے وہ مراتب علیا جو علماء سلف امت و اولیاء ملت کو حاصل تھے اونکی تمنا کرنیکا اگرچہ مضائقہ

نہین ہے لکن بملاحظۂ حالات زمانہ حصول اون منازل کا اور وصول اون مقامات تک ایک امر محال نظر آتا ہے گو نزدیک اللہ پاک کے کوئی چیز دائرۂ امکان سے باہر نہین ہے جو کچھہ قصور ہے وہ سب ہماری ہی طرف کا ہے مراد علم فقہ سنت سے اسقدر سمجھہ لو جو کہ رسالۂ نہج مقبول و بنیان مرصوص و عرف جادی و بدور اہلہ و مسک الختام و روضۂ ندیہ و فتح العلام مین درج ہے اتنا علم فقہ کا اس زمانہ مین طالب علم کو واسطے دریافت مہمات احکام و امہات مسائل کے کفایت کرتا ہے اور مراد علم حدیث سے عبور کرنا کتب صحاح ستہ پر مع مشکوۃ شریف و بلوغ المرام و منتقی کے ہے پس بس اور مراد علم تفسیر سے عبور کرنا تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر و فتح البیان پر کافی ہے اور مراد علم معرفت سے درس کتاب احیاء العلوم و رسالۂ قشیری و ریاض الصالحین و ریاض المرتاض و طبقات شعرانی و نقصار و ذخیرۃ الخیرہ و عوارف و تعرف و نحو ہا ہے اسکے بعد مرتبہ عمل کا ہے جس کسیکو اسقدر دستگاہ علوم مذکورہ مین حاصل ہوگی اوسپر مطالعہ کرنیسے بقیہ کتب ہر سہ علم مشار الیہ آسان ہو جاوینگے وہ اپنے دین مین غالبًا محتاج دریافت مسائل و احکام کا کسی دوسرے شخص عالم و عارف سے نہین ہوگا اور وقت عمل کے اوسکو تمیز حق و باطل و صحیح و سقیم امور کا بخوبی حاصل ہوگا اور اگر ہمت اس مقدار قلیل سے بھی کوتاہی کرے تو ہمارے رسائل اردو بھی کفایت کرتے ہین کیونکہ ہر رسالہ اپنے باب مین جامع ہے ہر سہ مراتب دین کو وہ مراتب یہ ہین ایمان اسلام احسان رسالۂ دعایۃ الایمان واسطے سمجھنے معنی کلمۂ طیبہ کے بس ہے اور رسالۂ فتح المغیث واسطے دریافت کرنے احکام اسلام کے معہ اخوات خود وافی ہے اور رسالۂ لسان العرفان مع اخوات خود معنی احسان کے سمجھاتا ہے اسیطرح بقیہ رسائل اردو مسائل نماز و روزہ و حج و عقائد و نکاح وغیرہ امور شرعیہ کے لئے شافی ہین – آج یہ رسالہ سلخ شوال سنہ ۱۳۰۴ ہجری روز شنبہ کو ایک ہفتہ مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات فقط

تمت

صحت نامہ رسالہ ضوء الشمس

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶	۱۶	آسمان	+	۵۴	۶	مہدیٰ	مہدی
۱۰	۷	سنجرہ	سنجرہ	״	۱۲	اپنے وقت	اپنے اپنے
״	۱۶	خرب	فرب	۶۲	۲۱	اوسمین	اوثمین
״	۱۹	البهقی	البیهقی	۶۳	۳	ثابت	تائب
۱۱	۲۱	تعلموه	تعلموا	۶۶	۲۰	یضع	بضع
۱۳	۵	احدا	واحدا	۷۰	۱۵	ادعیہ	ادعیہ
״	۱۲	تدکیر	تذکیر	״	۲۰	اہٹہ	آلہہ
۱۴	۱۸	وغیرہ	وغیر	۸۰	۶	طرفے	طرف سے
۲۰	۳	بنّا	بنا	۸۱	۹	اسکی	اور اسکی
۲۶	۷	الذکری	اَلذکریٰ	״	۱۷	کہتا	کہنا
۳۰	۱۹	الاخیار	الاخبار	۹۲	۱۱	اور دریا	اور ریا
۳۳	۱۱	درم	ورم	۹۵	۲۰	گو	گویا
״	۱۴	تاسرہ	ناسرہ	۹۶	۱۲	ضریا	ضربا
״	۱۵	فرا	قرا	۱۰۱	۱	یشق	بشق
۳۶	۱۲	ذکری	لذکریٰ	۱۰۸	۸	حج اسرار	اسرار حج
۴۰	۲	چاہتا	جانتا	۱۰۹	۱۹	بجبر	بجبز
۴۱	۳	باالبر	بالبر	۱۲۵	۷	ترکبو	ترکبوا
۴۷	۱۳	ایک	ایک ۹	۱۲۷	۸	لادی	لاوی
۴۹	۱۰	ایک	ایک ۱۱	تمت بالخیر			